١
بصیرت
BASEERAT
دعوتي و تعليمي مركز
نبراس
تعلیمی نصاب
برائے ویکنڈ مدارس
پہلی کتاب

فہرست موضوعات

پیش لفظ

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده.

اما بعد:

امت کی زندگی دینی تعلیم سے جڑی ہوئی ہے، اس سے مسلمان کا عقیدہ اوراس کی عبادت درست ہوتی ہے، حلال وحرام کے درمیان تمیز کرتا ہے، شریعت اوراس کے کمال پراس کا یقین راسخ ہو جاتا ہے، اس کا نفس پاک وبلند ہوتا ہے اوراخلاق درست ہوتا ہے۔

غیرعرب ملکوں میں مسلمانوں کے پاس دینی تعلیم کے حصول کے سرچشمے ویکنڈ اسکول ہوتے ہیں یا شبانہ درسگاہوں یاچھٹیوں میں قائم ہونے والے کورسز کی شکل میں ان جیسے مدارس ہوتے ہیں۔

بہت سے پروگرام ان کے ذمہ داروں کی صوابدید سے تیار کیے جاتے ہیں جنہیں دستیاب نصاب تعلیم کے مطابق پڑھائے جاتے ہیں، حالانکہ زیادہ تر پروگرام نہ علمی طریقہ پر تیار کیے جاتے ہیں اور نہ طلبہ کی ضرورت پوری کر پاتے ہیں، ان پروگراموں کے تحت پڑھنے والے کی ایک خاص طبیعت اورالگ ضرورت ہوتی ہے، جو وہ نصاب پورانہیں کرسکتا ہے جسے شرعی علم کے طلبہ یاعرب طلبہ کے لیے تیار کیا گیا ہے۔

غیرعرب مسلمانوں کے لیے شرعی تعلیم کے نصاب کو فروغ دینے اورتعلیم کے وسائل میں تنوع پیدا کرنے کے حوالے سے «بصائر» کا جو پیغام ہے، اس کے پیش نظر ہم نے یہ نصاب «نبراس» تیار کیا ہے۔

اس پروجیکٹ کا آغاز میدانی جائزہ، ورکشاپ اورشدید فوکس والی نشستوں سے ہوااوران کی مدد سے ایک پراڈ کے مطابق ہم نے خاکہ تیار کیا جو اس پروگرام کی طبیعت سے ہم آہنگ ہے اور

وہ تین سطحوں پر مشتمل ہے:

تمہیدی (پرائمری): اس میں ایمان، احکام اور تزکیہ کے ضروری مسائل پر توجہ ہوگی۔

متوسط (مڈل): یہ پچھلے لیول پر قائم ہوگا اور طالب اگلے درجہ کی طرف قدم بڑھائے گا۔

متقدم (ایڈوانس): اس میں طالبعلم علم شرعی اور تزکیہ کے مختلف موضوعات پر اپنی تعلیم جاری رکھے گا۔

اس خاکہ کو ان عام ہدایات کی روشنی میں عملی جامہ پہنایا گیا ہے جن پر پہلے نصاب کا ڈھانچہ پھر نصابی دستاویز قائم ہے جو متعلم اور معلم کے لیے پانچ پانچ کتابوں کی شکل میں منظر عام پر آیا ہے۔

ہم نے «نبراس» کے نصابوں میں قرآن، سنت، نبوی ہدایت اور ایمان و احکام کی فقہ میں شرعی علم کی ان بنیادوں پر توجہ دی ہے جن کے بارے میں ہم سمجھتے ہیں کہ طالب کو ان کی ضرورت ہے، ان میں ہم نے متعلم کی شخصیت کی تعمیر کے ساتھ تزکیہ، رویہ اور مضبوط اسلامی کلچر کا خیال رکھا ہے۔

ہم نے طالب کی کتاب کو آسان زبان میں تیار کرنے کی کوشش کی ہے، جس کے مضامین اپنی گہرائی اور تفصیلات میں طالب کی ضرورت اور فہم سے ہم آہنگ ہوں، اس پروجیکٹ کے کاموں پر ماہرین کی مختلف ٹیموں نے کئی مراحل میں علمی تدقیق اور نظر ثانی کی ہے۔

ہم کمال و امتیاز کا دعوی نہیں کرتے، ہمارے لیے صرف اتنا کافی ہے کہ ہم نے اپنی طاقت بھر کوششیں صرف کی ہیں، ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ اس عمل کو اپنی خوشنودی کے لیے خالص بنائے، طلبہ کے لیے مشعل راہ بنائے، اس سے فائدہ پہنچائے اور ہر اس شخص کو اجر و ثواب سے نوازے جس نے اس کی سرپرستی اور تعاون میں اپنا حصہ دیا، وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ.

صدر انتظامیہ کمیٹی، بصائر کمپنی

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على نبينا محمد وآله وصحبه أجمعين.

اما بعد:

پیارے طالب علم! «نبراس» کے نصاب کی یہ پہلی کتاب آپ کے سامنے ہے، اس نصاب تعلیم کا مقصد طالب علم کو اس علم شرعی سے بہرہ مند کرنا ہے جس کی اسے ضرورت ہے، نیز ٹھوس اسلامی کلچر کی بنیاد رکھنا اور اسلامی تربیتی منہج پر طالب علم کی شخصیت کی تعمیر کرنا ہے۔

اس کتاب میں ہم سورہ بینہ سے سورہ ناس تک کچھ سورتوں اور سورہ فاتحہ اور آیت الکرسی کی مختصر تفسیر پڑھیں گے، جس میں آیات سے علمی اور تربیتی فوائد استنباط کیے جائیں گے اور اس میں قرآن کریم اور اسے سیکھنے کی فضیلت بیان کی جائے گی۔

اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مبارک سفر پر چلیں گے، جہاں ہم آپ کے ناموں، قرابت داروں، آپ کے اہم اوصاف، خصائص اور حقوق سے متعارف ہونگے، تاکہ یہ معلومات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کرنے میں ہمارے لیے معاون ہوں، پھر آپ کی سنت سے ان حدیثوں کا مطالعہ کریں گے، جن میں اصول اسلام، ایمان اور دین پر استقامت اور اس کی دعوت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

چوں کہ یہ کتاب ایمان اور عبادت گذاری کی اصولوں پر مشتمل ہے، اس لیے ہم اللہ تعالی کے وجود پر ایمان اور اس کی توحید کا مطالعہ کریں گے، پھر دین کے مراتب، ارکان ایمان اور عبادت کی اقسام پڑھیں گے اور تزکیہ نفس اور دلوں میں تقوی کو راسخ کرنے میں ان کے اثرات کا مطالعہ کریں گے۔

عبادتوں کی سرفہرست نماز آتی ہے، کیوں کہ نماز دین کا ستون ہے اور ایسا فریضہ جو شبانہ روز

مسلمان کے ساتھ بار بار آتا ہے، اس لیے ہم نماز کے لیے پاکی حاصل کرنے اور اس کی ادائیگی کا طریقہ سیکھیں گے، پھر ہم عبادات، معاملات اور اخلاق میں اہم ترین شرعی اوامر ونواہی کا مطالعہ کریں گے۔ ہمیں امید ہے کہ یہ خلاصہ دین کی ترجیحات سمجھنے میں تمام طلبہ کی مدد کرے گا، تا کہ عام لوگوں کو ان کی دعوت دی جا سکے۔

پھر اپنے معاشرہ میں اچھا آئیڈیل قائم کرنے کے لیے حسن خلق کے ساتھ جیئیں گے اور خاندان، فیملی اور معاشرہ کے اندر اس کے اہم ترین اطلاقات کا مطالعہ کریں گے، کیوں کہ حسن خلق نفس و معاشرہ کی اصلاح کا دروازہ اور نصیحت کو قبول کرنے اور اسلام اور اس کی تعلیمات کی طرف دعوت دینے کا ذریعہ ہے۔

کتاب کے آخر میں اسلام کے محاسن واقدار اور اس کی تعمیر کی بنیادوں کو بیان کیا جائے گا، اس سے ہمارے اندر اس عظیم دین کی محبت فزوں تر ہوگی، اس پر ہمارا فخر دوبالا ہوگا، اس کی شریعت پر زیادہ عمل پیرا ہونگے اور اسے قبول کرنے کی دعوت زیادہ دیں گے، اللہ توفیق دینے والا اور مددگار ہے۔

ہماری کوشش رہی ہے کہ ان کتابوں کو اس طرح تیار کیا جائے کہ وہ علمی اصولوں اور جدید تربیتی معیاروں کے مطابق ہوں اور ان کی تیاری میں ہم نے درج ذیل باتوں کا خیال رکھا ہے:

◄ اسباق کا آغاز ایسی تمہید کے ساتھ کیا گیا ہے جو آپ کے اہتمام کو جگائے، آپ کے اندر محرک کو مہمیز کرے اور آپ کی توجہ کھینچے۔

◄ مفاہیم وتصورات کے لیے ٹیبل، شکلیں اور نقشے بنائے گئے ہیں، جو علمی مضمون کو سمجھنے میں آپ کی مدد کریں گے۔

• ایسی تعلیمی مشقیں شامل کی گئی ہیں، جن سے سر دست تعلیم کی حکمت عملیوں کے مطابق تربیتی مقاصد پورے ہونگے۔ اس میں ہم نے درج ذیل باتوں کا خیال رکھا ہے:

◄ سبق کے مقاصد کو پورا کرنے میں مضمون سے ان کی ہم آہنگی اور مضمون کی طبیعت

اور شناخت سے ان کا تعلق۔

- آپ کی شخصیت کے گوشوں اور آپ کی متعدد مہارتوں کا فروغ۔

- انفرادی اور اجتماعی طور پر ان کے نافذ کرنے کے طریقہ میں تنوع، کلاس کے اندر اور کلاس سے باہر انہیں نافذ کرنے کی جگہ کا تنوع اور ان کی شکلوں کا تنوع، جس سے تحریری، زبانی، جسمانی اور عقلی مشق کی وضاحت ہوتی ہے۔

• ہر سبق کے آخر میں امتحان کے سوالات دیے گئے ہیں، جن سے یہ جانچا جاسکتا ہے کہ آپ نے سبق کتنا سمجھا ہے اور اس کے مقاصد کس قدر پورے کیے ہیں۔

اب جبکہ ہم یہ کتاب آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں، امید کرتے ہیں کہ ہم نے جو کوشش کی ہے کہ علمی مواد آسان ہو،، پیش کش کا طریقہ واضح ہو، مشقیں مؤثر ہوں اور امتحان کے سوالات جامع ہوں وہ کامیاب ہوگی۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ اس سے طلبہ کو فائدہ پہنچائے اور ہماری جانب سے قبول فرمائے، بیشک وہ خوب سننے جاننے والا ہے، وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ أجمعین۔
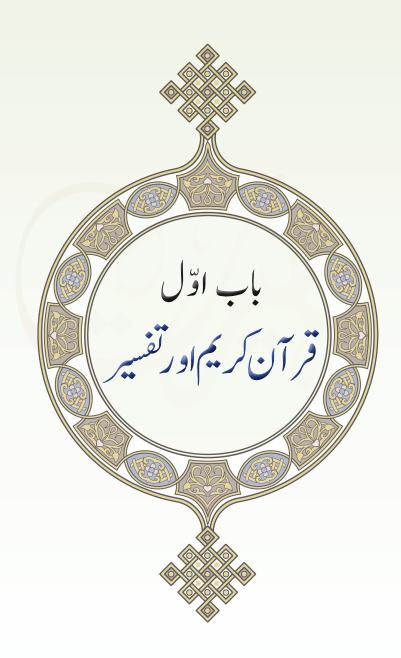
باب اوّل

قرآن کریم اور تفسیر

باب اول
قرآن کریم اور تفسیر

سبق(۱)
قرآن اور اسے سیکھنے کی فضیلت

سبق کے مقاصد:

پیارے طالب علم! امید ہے کہ اس سبق کو پڑھ لینے کے بعد آپ:

① قرآن کریم کا تعارف پیش کر پائیں گے۔
② آسمانی کتابوں میں قرآن کریم کا مقام و مرتبہ واضح کریں گے۔
③ قرآن کی تلاوت اور اس کے سیکھنے اور سکھانے کی فضیلت پر دلیل پیش کر پائیں گے۔
④ قرآن کریم کی تعظیم کریں گے۔
⑤ تلاوت قرآن کریم کے آداب کو برتیں گے۔

تمہیدی مشق:

ایک نوجوان، جس کا نام مالک ہے، وہ پہلے نصرانی تھا، پھر اسلام لایا اور اسلام لانے کے بعد قرآن کریم کی تعلیمات سے ہدایت حاصل کرنے لگا، مگر وہ بائبلوں کی طرف رجوع کرتا ہے کہ ان سے استفادہ کرے!

کیا اس نے صحیح کیا یا غلط؟ اور کیوں؟

قرآن اور اس کے سیکھنے کی فضیلت

۱ قرآن کریم کا تعارف

۲ آسمانی کتابوں میں قرآن کریم کا مقام و مرتبہ

۳ قرآن سیکھنا اور سکھانا

۴ تلاوت قرآن کی فضیلت

۵ تلاوت قرآن کے آداب

قرآن کریم کی تعریف

◄ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، جسے ہمارے نبی محمد ﷺ پر لوگوں کو ان کے دینی اور دنیوی معاملات میں رہنمائی کرنے کے لیے اتارا گیا ہے، یہ کتاب معجزہ ہے، کوئی بھی اس جیسی کتاب تالیف نہیں کر سکتا ہے اور اس کی تلاوت اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔

◄ قرآن کریم کے تیس پارے ہیں اور وہ ۱۱۴ سورتوں پر مشتمل ہے۔

◄ قرآن کی سورتوں میں (۶۰۰۰) چھ ہزار سے زائد آیات ہیں، اس کا آغاز سورہ فاتحہ سے ہوتا ہے اور اختتام سورہ ناس پر ہوتا ہے۔

◄ قرآن کریم کا نزول سب سے پہلے ماہ رمضان کی شب قدر میں ہوا، سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا: ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِى خَلَقَ (1) خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ

(2) اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ (3) الَّذِى عَلَّمَ بِالْقَلَمِ (4) عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (5) ﴾ «پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا* جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا* تو پڑھتا رہ تیرا رب بڑے کرم والا ہے* جس نے قلم کے ذریعے (علم) سکھایا* جس نے انسان کو وہ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا»۔ (العلق:۵-۱)

آسمانی کتابوں میں قرآن کریم کا مقام

- اللہ تعالی نے انجیل اور تورات جیسی باقی تمام آسمانی کتابوں کو چھوڑ کر صرف قرآن کریم کو تحریف سے محفوظ رکھا ہے، اس لیے پوری تاریخ میں اس کے الفاظ میں کوئی تبدیلی نہیں آئی، اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ «ہم نے ہی اس قرآن کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں»۔ [الحجر:۹]
- اللہ تعالی نے قرآن کریم کو ہر زمان و مکان کے لوگوں کی ہدایت کے لیے نازل فرمایا اور اس کے ذریعہ تمام پچھلی کتابوں کو منسوخ کر دیا، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا﴾ «اور ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ یہ کتاب نازل فرمائی ہے جو اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کی محافظ ہے۔ اس لئے آپ ان کے آپس کے معاملات میں اسی اللہ کی اتاری ہوئی کتاب کے ساتھ حکم کیجیے، اس حق سے ہٹ کر ان کی خواہشوں کے پیچھے نہ جائیے تم میں سے ہر ایک کے لئے ہم نے ایک دستور اور راہ مقرر کردی ہے»۔ [المائدہ:۴۸]

قرآن سیکھنا اور سکھانا

- ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اتنا قرآن سیکھے جس سے اپنی نماز کو ادا کر سکے اور اپنے دین کو پہچان سکے۔ اس پر یہ بھی واجب ہے کہ قرآن کو صحیح پڑھے اور اس کے معانی کو سمجھنے کی کوشش

کرے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (لا صلاۃَ لِمَنْ لَمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ) "اس شخص کی نماز نہیں جو سورہ فاتحہ نہ پڑھے"۔ (صحیح بخاری: ۷۵۶، صحیح مسلم: ۳۹۴)

- اسلام نے اس شخص کو اونچا مقام بخشا ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: (خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ) "تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے"۔ (صحیح بخاری: ۵۰۲۷)
- قرآن کے معلم کا ثواب کئی گنا بڑھایا جاتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: (مَنْ عَلَّمَ آیَةً مِنْ کِتَابِ اللهِ کَانَ لَهُ ثَوابُهَا مَا تُلِیَتْ) "جس نے اللہ کی کتاب سے کوئی آیت سکھائی، جب تک اس کی تلاوت ہوتی رہے گی اس کا ثواب اسے ملتا رہے گا"۔ (کنز العمال ۲۸۸۸۷)

تلاوت قرآن کی فضیلت

- قرآن کریم کی تلاوت افضل ترین ذکر ہے اور اللہ کے یہاں اس کا بڑا ثواب ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: (مَنْ قَرَأَ حَرْفاً مِنْ کِتَابِ اللهِ، فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، لا أَقُولُ: {ألم} حَرْفٌ، وَلَكِنْ أَلِفٌ حَرْفٌ، ولامٌ حَرْفٌ، وَمِيمٌ حَرْفٌ) «جس نے کتاب اللہ سے ایک حرف پڑھا، اس کے بدلے اسے ایک نیکی ملے گی اور ایک نیکی کو دس گنا بڑھا کر دیا جاتا ہے، میں یہ نہیں کہتا: {الم} ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے»۔ [سنن ترمذی ۲۹۱۰]
- نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کا اونچا مقام بیان کیا ہے جو قرآن کی پختہ تلاوت کرے اور جس پر تلاوت گراں گذرے، اس کا اجر بڑھا دیا جاتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْکِرَامِ الْبَرَرةِ، وَالَّذِي یَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَیَتَتَعْتَعُ فِیهِ، وَهُوَ عَلَیْهِ شَاقٌّ لَهُ أَجْرَانِ) "قرآن مجید کا ماہر لکھنے والے انتہائی معزز فرمانبردار فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور جو انسان قرآن مجید پڑھتا ہے اور رہکلاتا ہے۔ اور وہ (پڑھنا) اس کے لئے مشقت کا باعث ہے، اس کے لئے دو اجر ہیں"۔ [صحیح بخاری ۴۹۳۷، صحیح مسلم ۷۹۸]

تلاوت قرآن کے آداب

بہتر ہے کہ مسلم قرآن کریم کی تلاوت کے وقت بعض آداب سے آراستہ ہو اور ان میں کچھ درج ذیل ہیں:

- وضو، لباس اور جگہ کو پاک رکھنا۔
- قبلہ رخ ہونا۔
- تلاوت سے پہلے مردود شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرنا۔
- مصحف کا ادب واحترام کرنا، چنانچہ اسے نہ حقارت والی جگہ پر رکھا جائے، نہ زمین پر پھینکا جائے اور نہ اس پر کوئی چیز رکھی جائے۔
- قرآن کریم پڑھتے وقت تلاوت کی جگہ کا احترام کرنا۔
- قرآن پڑھتے وقت فضول بات نہ کرنا۔
- قرآن کریم کے معانی میں تدبر کرنے کی کوشش کرنا۔
- اچھی آواز میں قرآن کی تلاوت کرنا۔

اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر جواب دوں گا:

◄ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (مَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالْأُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيحُهَا طَيِّبٌ وَالَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالتَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيحَ لَهَا وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ وَلَا رِيحَ لَهَا)

''اس مومن شخص کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے سنترے جیسی ہے جس کا مزہ بھی لذیذ اور خوشبو بھی بہترین ہوتی ہے اور جو مومن قرآن نہیں پڑھتا اس کی مثال کھجور جیسی ہے جس کا مزہ تو اچھا لیکن اس میں خوشبو نہیں۔ فاجر کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے گل ریحان جیسی ہے اس کی خوشبو تو اچھی ہے لیکن مزہ کڑوا ہے اور اس فاجر کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا اندرائن جیسی ہے جس کا مزہ کڑوا اور خوشبو نہیں ہے''۔ (صحیح بخاری: ۵۰۲۰، صحیح مسلم: ۷۹۷)

اس حدیث پر غور کریں پھر جواب دیں:

◄ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر مؤمن کی ظاہری و باطنی درستی و صالحیت پر قرآن کریم کے اثرات کو بیان کریں۔

◄ قرآن کریم کی تلاوت کے لیے دن میں ایک مقررہ وقت خاص کر لیں۔

(۲) مشق

سیکھنے میں حصہ لونگا:

◄ اپنے استاد کی نگرانی میں قرآن کی سورتوں میں سے کوئی سورہ منتخب کریں اور اس کی پہلی دس آیات پڑھیں، ہر طالب ایک یا دو آیت پڑھے اور تلاوت کے آداب کی پابندی کرے۔

سوال (۱): صحیح عبارت کے سامنے ✓ لگائیں اور غلط عبارت کے سامنے ✗ لگائیں:

① مسلمان پر واجب نہیں ہے کہ وہ قرآن میں سے کچھ یاد کرے۔ ☐
② جو قرآن کریم کی پختہ تلاوت کرے گا اسے قراءت کا خاص ثواب دیا جائے گا۔ ☐
③ قرآن کریم پر عمل کرنا ہدایت و توفیق کی بنیاد ہے۔ ☐
④ قرآن کریم ایسی کتاب ہے جو آسمانی کتابوں کی محافظ ہے۔ ☐
⑤ قرآن کریم کی سورتوں کی تعداد ۶۰۰۰ ہے۔ ☐

سوال (۲): مندرجہ ذیل باتوں میں سے ہر بات کی دلیل لکھیں:

① تحریف سے قرآن کریم کی حفاظت۔
② قرآن کریم سیکھنے اور سکھانے کی فضیلت۔
③ تلاوت قرآن کریم کا ثواب۔

سوال (۳): مندرجہ ذیل سوالات کے جواب دیں:

① قرآن کریم کے نزول کا مقصد بیان کریں، جیسا کہ آپ نے سبق سے سمجھا ہے۔
② قرآن کریم کی تلاوت کے پانچ آداب لکھیں۔

سبق (۲)
سورہ فاتحہ و آیۃ الکرسی

سبق کے مقاصد:

پیارے طالب علم! امید ہے کہ اس سبق کو پڑھ لینے کے بعد آپ:

۱ آیات کی مختصر تفسیر کر لیں گے۔
۲ سورہ فاتحہ جن شرعی احکامات پر مشتمل ہے ان کا استنباط کر لیں گے۔
۳ آیات سے اللہ تعالیٰ کی صفات کمال نکال سکیں گے۔
۴ آیات سے ماخوذ فوائد کو بیان کریں گے۔
۵ سورہ فاتحہ اور آیۃ الکرسی کی تعظیم کریں گے۔

سورہ فاتحہ

﴿بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (1) الْحَمْدُ لِلّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (2) الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (3) مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ (4) إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ (5) اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ (6) صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ (7)﴾

"شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے * سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے * بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا * بدلے کے دن (یعنی قیامت) کا مالک ہے * ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے

ہیں * ہمیں سیدھی (اور سچی) راہ دکھا * ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا، ان کی نہیں جن پر غضب کیا گیا (یعنی وہ لوگ جنہوں نے حق کو پہچانا، مگر اس پر عمل پیرا نہیں ہوئے) اور نہ گمراہوں کی (یعنی وہ لوگ جو جہالت کے سبب راہ حق سے برگشتہ ہو گئے) "۔ (الفاتحہ: ۱-۷)

تشریح و تفسیر:

سورہ فاتحہ قرآن کریم کی عظیم ترین سورہ ہے، جو توحید اور اللہ تعالی کی عبادت کے اصولوں پر مشتمل ہے۔

- ﴿بِسْمِ اللهِ﴾ یعنی: اللہ کے نام سے، اس سے مدد طلب کرتے ہوئے اور اس کے نام کے ذکر سے تبرک حاصل کرتے ہوئے میں قرآن پڑھنا شروع کرتا ہوں۔
- ﴿الرَّحْمَنِ﴾ یعنی: عام رحمت والا، جس کی رحمت تمام مخلوقات کو شامل ہے۔
- ﴿الرَّحِيمِ﴾ وہ رحمت والا، جس کی رحمت اس کے مؤمن بندوں کے لیے خاص ہے۔
- ﴿الْحَمْدُ لِلّهِ﴾ شکر اور اچھی تعریف اللہ تعالی کے لیے لائق وزیبا ہے۔
- ﴿رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ وہ پالنہار جو ہمارے جہاں اور تمام دوسرے جہانوں کی نگہبانی کرتا ہے۔
- ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾ جو قیامت کے دن تنہا حساب وجزا کا مالک ہوگا۔
- ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ ہم تنہا تیری ہی عبادت کرتے ہیں، تیرا کوئی شریک نہیں ہے اور ہر معاملہ میں تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں۔
- ﴿اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾ تو ہمیں اس واضح راستے کی توفیق عطا فرما جس میں کوئی کجی نہ ہو اور وہ ہے اسلام اور اس کے احکام پر عمل پیرا ہونا۔
- ﴿الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾ جنہیں اللہ تعالی نے اسلام اور اس پر عمل کی ہدایت دی اور وہ ہیں

انبیاء اور ان کے پیروکار۔

- ﴿غَيرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ﴾ ہر وہ بندہ جو حق کو پہچاننے کے باوجود اس کی پیروی نہ کرے جیسے یہود۔
- ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ ہر وہ بندہ جو حق کی معرفت سے بھٹکا ہوا ہو، جیسے نصاری۔

آیۃ الکرسی

اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿اللّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ﴾

" اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو زندہ اور سب کا تھامنے والا ہے، جسے نہ اونگھ آئے نہ نیند، اس کی ملکیت میں زمین اور آسمانوں کی تمام چیزیں ہیں۔ کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کر سکے، وہ جانتا ہے جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے، اس کی کرسی کی وسعت نے زمین و آسمان کو گھیر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت سے نہ تھکتا اور نہ اکتاتا ہے، وہ تو بہت بلند اور بہت بڑا ہے "۔ (البقرہ: ۲۵۵)

تشریح و تفسیر:

آیۃ الکرسی قرآن کریم کی سب سے عظیم آیت ہے، کیوں کہ اس میں اللہ تعالی کی کچھ صفات اکٹھی مذکور ہوئی ہیں جو اس کے علاوہ کسی دوسری آیت میں مذکور نہیں ہوئی ہیں۔

- ﴿اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ﴾ کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ تعالی کے۔
- ﴿الْحَيُّ﴾ جو کامل زندگی سے اس کمال طریقہ پر متصف ہے جو اللہ سبحانہ کے لیے لائق وزیبا ہے۔
- ﴿الْقَيُّومُ﴾ جو اپنی مخلوق کے ہر معاملہ کی دیکھ ریکھ کرنے والا ہے۔
- ﴿لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ﴾ اسے نہ اونگھ لگتی ہے اور نہ نیند۔
- ﴿لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ﴾ تمام مخلوقات اس کی ملکیت میں اور اس کے تصرف کے تحت ہے۔
- ﴿مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ﴾ اللہ تعالی کی اجازت کے بغیر کوئی بھی کسی کے لیے نہ سفارش کر سکتا ہے اور نہ معافی طلب کرنے کا حق رکھتا ہے۔
- ﴿يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ﴾ اللہ تعالی کا علم ماضی و حاضر اور مستقبل تمام کائنات کو محیط ہے۔
- ﴿وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ﴾ اللہ کی مشیئت کے بغیر کوئی بھی اللہ کے کسی علم سے مطلع نہیں ہو سکتا ہے۔
- ﴿وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ﴾ کرسی وہ عظیم مخلوق جو ساتویں آسمان کے اوپر ہے۔
- ﴿وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا﴾ اللہ تعالی آسمانوں اور زمین اور ان میں موجود کائنات کی حفاظت سے عاجز نہیں ہے۔
- ﴿وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ﴾ وہ اپنی ذات و صفات میں اپنی مخلوقات سے بالا و برتر ہے اور اپنی بادشاہت اور سلطنت میں عظیم ہے۔

آیات کریمہ سے ماخوذ فوائد:

① ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرنا، جیسے پڑھنا، عمل کرنا اور کھانا و پینا۔

② اللہ تعالیٰ کی رحمت تمام مخلوقات کو اور خصوصا اس کے مؤمن بندوں کو شامل ہے۔

③ اللہ تعالیٰ اپنی خوبصورت صفات اور نعمتوں کی کثرت کی وجہ سے حمد و ثنا کا مستحق ہے۔

④ قیامت کے دن کے لیے تیاری کرنا، وہ فرماں بردار اور نافرمان دونوں کی جزا کا دن ہے۔

⑤ عبادت ایک اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے لیے جائز نہیں ہے۔

⑥ اللہ تعالیٰ ہی طاعت کو انجام دینے اور زندگی کی مشکلات سے چھٹکارا پانے پر حقیقی مددگار ہے۔

⑦ حق تک رسائی اور اس پر عمل کی چاہت سچے مسلمان کی نشانیوں میں سے ہے۔

⑧ اللہ تعالیٰ اپنی تمام صفات میں کامل ہے اور ہر نقص اور عیب سے پاک ہے۔

⑨ علم اور قدرت اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے، سو اللہ تعالیٰ کی اجازت اور حکم کے بغیر کسی مخلوق کو نہ کوئی علم ہے اور نہ قدرت۔

(۱) مشق

غور کروں گا اور عملی جامہ پہناؤں گا:

◄ سورہ فاتحہ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ نماز کی ہر رکعت میں اس کا پڑھنا واجب ہے اور وہ قرآن کی سورتوں میں سب سے عظیم اور زیادہ فضیلت والی سورہ ہے۔ اس کی فضیلت میں وارد ہونے والی احادیث میں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے:

(قَالَ اللهُ تَعَالَى: قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ، وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ، فَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ: {الْحَمْدُ لله رَبِّ الْعَالَمِينَ}، قَالَ اللهُ تَعَالَى: حَمِدَنِي عَبْدِي، وَإِذَا قَالَ: {الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ}، قَالَ اللهُ تَعَالَى: أَثْنَى عَلَيَّ عَبْدِي، وَإِذَا قَالَ: {مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ}، قَالَ: مَجَّدَنِي عَبْدِي - وَقَالَ مَرَّةً فَوَّضَ إِلَيَّ عَبْدِي - فَإِذَا قَالَ: {إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ} قَالَ: هَذَا بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي، وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ، فَإِذَا قَالَ: {اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ} قَالَ: هَذَا لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ)

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے نماز اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھی آدھی تقسیم کی ہے اور میرے بندے نے جو مانگا، اس کا ہے جب بندہ ﴿الْحَمْدُ لله رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ ''سب تعریف اللہ ہی کے لیے جو جہانوں کا رب ہے۔'' کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری تعریف کی۔ اور جب وہ کہتا ہے: ﴿الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾ ''سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہمیشہ مہربانی کرنے والا۔'' تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری ثنا بیان کی۔ پھر جب وہ کہتا ہے: ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾ ''جزا کے دن کا مالک۔'' تو (اللہ) فرماتا ہے: میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی۔ اور ایک دفعہ فرمایا: میرے بندے نے (اپنے معاملات) میرے سپرد کر دیے۔ پھر جب وہ کہتا

ہے: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ ''ہم تیری ہی بندگی کرتے اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔'' تو (اللہ) فرماتا ہے: یہ (حصہ) میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرے بندے نے جو مانگا، اس کا ہے اور جب وہ کہتا ہے: ﴿اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ ''ہمیں راہ راست دکھا، ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام فرمایا، نہ غضب کیے گئے لوگوں کی ہو اور نہ گمراہوں کی۔'' تو (اللہ) فرماتا ہے: یہ میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کا ہے جو اس نے مانگا۔'' (صحیح مسلم ۵۹۳)

اس حدیث کو پڑھیں پھر:

① اللہ تعالی کی حمد و ثناء اور دعا کی قبولیت اور ہدایت کے حصول کے درمیان تعلق کو واضح کریں۔

② ان دلی عبادات کو گنائیں جنھیں مسلمان نماز میں سورہ فاتحہ کی قراءت کے دوران انجام دیتا ہے۔

﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾	
﴿الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾	
﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾	
﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ﴾	
﴿وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾	
﴿اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾	

(۲) مشق

استنباط کرونگا اور تلاش کرونگا:

◄ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(أَبَا الْـمُنْذِرِ! أَتَدْرِي أَيُّ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللهِ مَعَكَ أَعْظَمُ؟ قَالَ: قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: يَا أَبَا الْـمُنْذِرِ! أَتَدْرِي أَيُّ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللهِ مَعَكَ أَعْظَمُ؟ قَالَ: قُلْتُ: اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ. قَالَ: فَضَرَبَ فِي صَدْرِي، وَقَالَ: وَاللهِ لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ أَبَا الْـمُنْذِرِ!)

"اے ابو منذر! کیا تم جانتے ہو کتاب اللہ کی کونسی آیت، جو تمھارے پاس ہے، سب سے عظیم ہے؟۔" کہا: میں نے عرض کی: اللہ اور اس کے رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے (دوبارہ) فرمایا: "اے ابو منذر! کیا تم جانتے ہو اللہ کی کتاب کی کونسی آیت جو تمہارے پاس ہے، سب سے عظمت والی ہے"؟ کہا: میں نے کہا: ﴿اللهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾ کہا: تو آپ ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ''اللہ کی قسم! ابو منذر! تمھیں یہ علم مبارک ہو۔'' (صحیح مسلم: ۰۱۸)

◄ مندرجہ بالا حدیث کو پڑھیں پھر جواب دیں:

① اس حدیث سے آیۃ الکرسی کی فضیلت نکالیں۔

② نمازوں کے بعد اور صبح وشام آیۃ الکرسی پڑھنا مستحب ہے، آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر ان اوقات میں آیۃ الکرسی پڑھنے کی فضیلت معلومات کے وسائل میں تلاش کریں۔

غور کروں گا:

◄ اہل علم نے راہ حق سے گمراہی کی طرف بھٹکنے کو دو قسموں میں تقسیم کیا ہے، شہوات کی وجہ سے گمراہی اور شبہات کی وجہ سے گمراہی۔ آپ سورہ فاتحہ سے اس کی دلیل نکالیں۔

سوال (۱):

کالم (ا) میں دیے گئے لفظ کو کالم (ب) میں دیے گئے اس کے معنی سے جوڑیں:

کالم (ا)	کالم (ب)
﴿الرَّحْمَٰنِ﴾	انہوں نے حق کی پیروی نہیں کی
﴿الرَّحِيمِ﴾	اپنے مؤمن بندوں پر رحم کرتا ہے
﴿الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ﴾	اونگھ
﴿الضَّالِّينَ﴾	اس کی رحمت ہر چیز کو شامل ہے
﴿سِنَةٌ﴾	اپنی مخلوقات کے معاملات کا نگہبان
﴿الْقَيُّومُ﴾	انہوں نے حق کو پہچانا نہیں

سوال (۲):

مندرجہ ذیل مفہوم کے مناسب آیت لکھیں:

① راہ حق انبیا کی راہ ہے، اس لیے مؤمن وہ راہ ہمیشہ اللہ تعالی سے مانگتا ہے۔

② اللہ تعالی کی اجازت کے بغیر کسی کی شفاعت قبول نہیں کی جائے گی۔

③ اللہ تعالی کا علم ہر چیز کو محیط ہے۔

④ اللہ تعالی غلبہ و کبریا کی صفات سے متصف ہے۔

سوال (۳):

مندرجہ ذیل آیات کے معنی اختصار کے ساتھ بیان کریں:

① ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾

② ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾

③ ﴿اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾

④ ﴿لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ﴾

سوال (۴):

مندرجہ ذیل سوالات کے جواب دیں:

① سورہ فاتحہ کی آیات اور آیۃ الکرسی سے ایک ایک فائدے کی تشریح کریں۔

② سورہ فاتحہ قرآن کی سب سے عظیم سورہ اور آیۃ الکرسی قرآن کی سب سے عظیم آیت ہے، اس کی وضاحت کریں۔

سبق (۳)
سورہ بینہ، زلزلہ، اور عادیات

سبق کے مقاصد:

پیارے طالب علم! امید ہے کہ اس سبق کو پڑھ لینے کے بعد آپ:
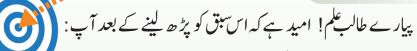
① آیات کی مختصر تفسیر کر لیں گے۔
② آخرت میں مؤمنوں اور کافروں کے حالات کے درمیان موازنہ کر پائیں گے۔
③ سورہ زلزلہ اور سورہ عادیات سے خیر کے مفہوم کا تجزیہ کر پائیں گے۔
④ آیات سے ماخوذ فوائد کو واضح کر پائیں گے۔
⑤ قیامت کے دن کے حساب کی تیاری کریں گے۔

سورہ بینہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنْفَكِّينَ حَتَّى تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ (1) رَسُولٌ مِنَ اللَّهِ يَتْلُو صُحُفًا مُطَهَّرَةً (2) فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ (3) وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ (4) وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ (5) إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أُولَئِكَ

هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ (6) إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ (7) جَزَاؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ (8)

" اہل کتاب کے کافر اور مشرک لوگ جب تک کہ ان کے پاس ظاہر دلیل نہ آجائے باز رہنے والے نہ تھے (وہ دلیل یہ تھی کہ) * اللہ تعالیٰ کا ایک رسول جو پاک صحیفے پڑھے * جن میں صحیح اور درست احکام ہوں * اہل کتاب اپنے پاس ظاہر دلیل آجانے کے بعد (اختلاف میں پڑ کر) متفرق ہو گئے * انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اسی کے لئے دین کو خالص رکھیں۔ ابراہیم حنیف کے دین پر اور نماز کو قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیتے رہیں یہی ہے دین سیدھی ملت کا * بیشک جو لوگ اہل کتاب میں کافر ہوئے اور مشرکین سب دوزخ کی آگ میں (جائیں گے) جہاں وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے۔ یہ لوگ بدترین خلائق ہیں * بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے یہ لوگ بہترین خلائق ہیں * ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہمیشگی والی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور یہ اس سے راضی ہوئے۔ یہ ہے اس کے لئے جو اپنے پروردگار سے ڈرے"۔ (البینہ : ۸-۱)

تشریح و تفسیر :

یہ سورہ کریمہ محمدی پیغام کے مقام، اس پر ایمان لانے والے کی فضیلت اور اس کا انکار کرنے والے کے انجام کو بیان کر رہی ہے، چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے :

- ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنْفَكِّينَ حَتَّى تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ (1)﴾ یعنی: یہود و نصاری اور مشرکین میں کفر کرنے والے اس وقت تک اپنا کفر نہیں چھوڑیں گے جب تک ان کے پاس اس کفر کے باطل ہونے کی واضح دلیل نہ آجائے۔

- ﴿رَسُولٌ مِنَ اللهِ يَتْلُو صُحُفًا مُطَهَّرَةً (2) فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ (3)﴾ یہ دلیل اللہ کے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ کی وہ واضح آیات ہیں جو وہ پڑھتے ہیں اور ان میں موجود وہ فرامین ہیں جو انہیں صحیح راستے کی طرف لوٹاتے ہیں اور سچی خبریں ہیں جو حق کی رہنمائی کرتی ہیں۔

- ﴿وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ (4)﴾ یعنی: یہود اور نصاریٰ نے اس بات میں اختلاف نہیں کیا کہ ایک نبی ضرور بھیجا جائے گا، لیکن جب ان کے علاوہ دوسری قوم سے بھیجا گیا تو وہ بٹ گئے، ان میں سے کچھ لوگ ایمان لے آئے اور کچھ لوگوں نے انکار کر دیا۔

- ﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ (5)﴾ یعنی: یہود اور نصاریٰ کو اس قرآن میں وہی حکم دیا گیا جو ان کی کتابوں میں آیا ہے کہ ایک اللہ تعالی کے لیے عبادت کو خالص کریں، نماز قائم کریں اور زکاۃ دیں۔ اور یہی درست دین اسلام ہے۔

- ﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أُولَئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ (6)﴾ "بیشک اہل کتاب اور بتوں کے پجاریوں میں سے جنہوں نے کفر کیا اور وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے لائے ہوئے حق پر ایمان نہیں لائے، ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ اللہ تعالی کے بدترین خلائق ہیں۔

- ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ (7) جَزَاؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ (8)﴾ یعنی: اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے، وہ لوگ اللہ تعالی کے بہترین خلائق ہیں، اللہ کے پاس ان کے لیے جنت ہے، جس میں ان کا دائمی ٹھکانہ ہوگا، ان کے اس عمل کے بدلے جو کیا کرتے تھے، اللہ تعالی ان سے راضی ہوگا اور انہیں راضی کرے گا۔ یہ بدلہ اس شخص کے لیے ہے جو اللہ تعالی سے ڈرے اور اس کی نافرمانیوں سے بچے۔

سورہ زلزلہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ
إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا (1) وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا (2) وَقَالَ الْإِنْسَانُ مَا لَهَا (3) يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا (4) بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَى لَهَا (5) يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا لِيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ (6) فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ (7) وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ (8)

" جب زمین پوری طرح جھنجھوڑ دی جائے گی* اور اپنے بوجھ باہر نکال پھینکے گی* انسان کہنے لگے گا کہ اسے کیا ہو گیا؟* اس دن زمین اپنی سب خبریں بیان کر دے گی* اس لئے کہ تیرے رب نے اسے حکم دیا ہو گا* اس روز لوگ مختلف جماعتیں ہو کر (واپس) لوٹیں گے تا کہ انہیں ان کے اعمال دکھا دیئے جائیں* پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا* اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا"۔ (الزلزلہ: ۸-۱)

تشریح و تفسیر:

یہ سورہ کریمہ قیامت کے دن کے بعض واقعات اور اس سے پہلے کی ہولناکیوں کو بیان کر رہی ہے، چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے:

- ﴿إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا (1) وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا (2)﴾ اللہ تعالی قیامت کے دن کے بعض مناظر کو بیان کر رہا ہے، جبکہ بڑے زور سے زمین لرزے گی اور اپنے پیٹ سے مردوں کو نکالے گی۔

- ﴿وَقَالَ الْإِنْسَانُ مَا لَهَا (3) يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا (4) بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَى لَهَا (5)﴾ اس وقت زمین کو درپیش حالت سے انسان تعجب کرے گا، اس وقت زمین اس خیر یا شر کی

خبر دے گی جو اس کے اوپر کیا گیا ہے، جب اللہ تعالی اسے اس کا حکم دے گا۔

- ﴿يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا لِيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ (6)﴾اس عظیم دن میں لوگ حساب کے میدان کی طرف الگ الگ گروہوں میں نکلیں گے، تا کہ اپنے ان اعمال کو دیکھیں جنہیں انہوں نے دنیا میں کیا ہے۔

- ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ (7) وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ (8)﴾سو ہر انسان اپنے کیے ہوئے خیر یا شر کو دیکھے گا چاہے وہ جتنا بھی چھوٹا ہو، پھر اسے قیامت کے دن اس کا بدلہ دیا جائے گا اور وہ اپنے انجام کو دیکھے گا۔

سورہ عادیات
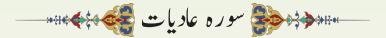
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ
وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا (1) فَالْمُورِيَاتِ قَدْحًا (2) فَالْمُغِيرَاتِ صُبْحًا (3) فَأَثَرْنَ بِهِ نَقْعًا (4) فَوَسَطْنَ بِهِ جَمْعًا (5) إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ (6) وَإِنَّهُ عَلَى ذَلِكَ لَشَهِيدٌ (7) وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ (8) أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ (9) وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ (10) إِنَّ رَبَّهُم بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَخَبِيرٌ (11)

" ہانپتے ہوئے دوڑنے والے گھوڑوں کی قسم! * پھر ٹاپ مار کر آگ جھاڑنے والوں کی قسم! * پھر صبح کے وقت دھاوا بولنے والوں کی قسم * پس اس وقت گرد و غبار اڑاتے ہیں * پھر اسی کے ساتھ فوجیوں کے درمیان گھس جاتے ہیں * یقیناً انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے * اور بے شک وہ خود بھی اس پر گواہ ہے * یہ مال کی محبت میں بھی بڑا سخت ہے * کیا اسے وہ وقت معلوم نہیں جب قبروں میں جو (کچھ) ہے نکال لیا جائے گا * اور سینوں کی پوشیدہ باتیں ظاہر کر دی جائیں گی * بیشک ان کا رب اس دن ان کے حال سے پورا باخبر ہوگا"۔ (العادیات: ۱۱-۱)

تشریح و تفسیر:

اس سورہ کریمہ نے انسان کی صفات اور آخرت میں اس کے انجام پر ان صفات کے اثرات کو بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے اور سورہ کا آغاز قسم سے ہوا ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے:

- ﴿وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا (1)﴾ اللہ تعالی ان گھوڑوں کی قسم کھا رہا ہے جو اللہ تعالی کی راہ میں دوڑتے ہیں اور تیز دوڑنے کی وجہ سے ان کی آواز نکلتی ہے۔
- ﴿فَالْمُورِيَاتِ قَدْحًا (2)﴾ ان کے تیز دوڑنے کی وجہ سے ان کے کھروں سے چنگاریاں نکلتی ہیں۔

- ﴿فَالْمُغِيرَاتِ صُبْحًا (3)﴾ اور صبح کے وقت وہ اللہ کے دشمنوں پر دھاوا بولتے ہیں۔
- ﴿فَأَثَرْنَ بِهِ نَقْعًا (4)﴾ اپنے ارد گرد گرد و غبار اڑاتے ہیں اور ان سے دشمن گھبرا جاتے ہیں۔
- ﴿فَوَسَطْنَ بِهِ جَمْعًا (5)﴾ وہ اپنے سواروں کے ساتھ جو کہ اللہ کے لشکر ہیں دشمنوں کے مجمع کے بیچ میں گھس جاتے ہیں۔
- ﴿إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ (6) وَإِنَّهُ عَلَى ذَلِكَ لَشَهِيدٌ (7) وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ (8)﴾ اللہ ان گھوڑوں کی قسم اس بات پر کھاتا ہے کہ انسان اللہ تعالی کی دی ہوئی نعمت کا انکار کرتا ہے اور اس انکار کا وہ اعتراف بھی کرتا ہے اور وہ مال سے بہت زیادہ محبت کرنے والا ہے، جس کی وجہ سے وہ اس میں بخالت سے کام لیتا ہے۔
- ﴿أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ (9) وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ (10)﴾ کیا دنیا و مال سے فریب خوردہ انسان نہیں جانتا ہے کہ اس وقت کیا واقع ہوگا، جب قیامت قائم ہوگی، مردے قیامت کے دن اپنی قبروں سے نکلیں گے اور ان کے اعمال کا اور اس خیر و شر کا ان سے حساب لیا جائے گا جو ان کے سینے چھپائے ہوئے ہیں۔
- ﴿إِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَخَبِيرٌ (11)﴾ اللہ تعالی سے اس دن کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہوگی اور وہ انہیں اس کا بدلہ دے گا۔

آیات کریمہ سے ماخوذ فوائد:

۱. ضروری ہے کہ عبادت ایک اللہ تعالی کے لیے خالص ہو۔
۲. نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور آپ کے پیغام کی عظمت، یہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل ہیں۔

۳. جو مؤمن نیک اعمال کرتے ہیں وہ اللہ تعالی کے سب سے بہتر خلائق ہیں اور ان کا بدلہ جنت ہے۔

۴. قیامت کا دن بڑا ہیبت ناک عظیم دن ہے، اس میں انسان سے ہر چیز کا حساب لیا جائے گا، چاہے وہ جتنی چھوٹی ہو۔

۵. انسان کی فطرت ہے کہ وہ نعمت کا انکار کرتا ہے، سوائے اس بندہ کے جو اپنے نفس سے لڑائی کر اس نعمت پر اللہ تعالی کی تعریف کرتا ہے اور اس کا حق ادا کرتا ہے۔

۶. توفیق یافتہ کامیاب وہ ہے جو اپنے دل کی اصلاح ایمان و اخلاص کے ذریعہ اور اللہ تعالی، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مؤمنوں سے محبت کر کے کرے۔
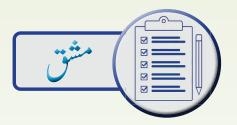
(۱) مشق
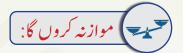
◄ سورہ بینہ کو جس طرح آپ نے سمجھا ہے، اس کی روشنی میں مندرجہ ذیل ٹیبل پر مؤمنوں اور کافروں کے درمیان موازنہ کریں:

موازنہ کا سبب	جو حکم اللہ نے انہیں دیا ہے	اللہ کے حکم کے ساتھ ان برتاؤ	آخرت میں ان کا انجام
مؤمن لوگ			
کافر لوگ			

(۲) مشق

تعلق واضح کرونگا:

◄ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: " انسان کہنے لگے گا کہ اسے کیا ہو گیا؟* اس دن زمین اپنی سب خبریں بیان کردے گی* اس لئے کہ تیرے رب نے اسے حکم دیا ہو گا" اور اس فرمان: " جب کہ ان کے مقابلے میں ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ پاؤں ان کے اعمال کی گواہی دیں گے"۔ (النور: ۲۴) کے درمیان کیا تعلق ہے؟ واضح کریں

◄ مسلمان پر کیا کرنا واجب ہے کہ یہ گواہیاں قیامت کے دن اس کے حق میں ہوں اس کے خلاف نہیں؟

جواب دوں گا:
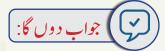
◄ اللہ تعالی سورہ زلزلہ میں فرماتا ہے: " جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا" اور سورہ عادیات میں فرماتا ہے: " یہ مال کی محبت میں بھی بڑا سخت ہے"۔اس کی روشنی میں جواب دیں:

① دونوں جگہ خیر سے کیا مراد ہے؟

② کیا سورہ عادیات میں مذکور "خیر" سے سورہ زلزلہ میں مذکور شر مراد لیا جاسکتا ہے؟

③ سورہ عادیات میں اللہ تعالی نے انسان کا جو وصف بیان کیا ہے، اس کی روشنی میں بتائیں کہ کیا خیر شر میں تبدیل ہو سکتا ہے؟

سوال (۱): صحیح عبارت کے سامنے ✓ لگائیں اور غلط عبارت کے سامنے ✗ لگائیں:

① یہود نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے ہونے میں شک کرنے کی وجہ سے آپ کے ساتھ کفر کیا۔

② جو دنیا میں اللہ تعالی سے راضی ہوگا، اسے اللہ آخرت میں راضی کرے گا۔

③ اللہ کا فرمان: "درست دین ہے"، اس سے مراد اہل کتاب کا دن ہے۔

④ اخلاص نیک اعمال کی قبولیت کے لیے شرط ہے

⑤ زمین مؤمنوں کے جسموں کو محفوظ رکھتی ہے یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہوجائیں۔

سوال (۲): مندرجہ ذیل آیات کے معنی اختصار کے ساتھ لکھیں:

① ﴿وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ (4)﴾

② ﴿وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا (1) فَالْمُورِيَاتِ قَدْحًا (2) فَالْمُغِيرَاتِ صُبْحًا (3)﴾

③ ﴿أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ (9) وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ (10)﴾

سوال (۳): مندرجہ ذیل مفہوم کی مناسبت سے آیت ذکر کریں:

① اللہ کے لیے عبادت کو خالص کرنے، نماز قائم کرنے اور زکاۃ دینے پر دین قائم ہے۔

② انسان قیامت کے دن زمین کے اس کے خلاف گواہی دینے پر تعجب کرے گا۔

③ انسان اپنے نفس کے خلاف نعمتوں کے انکار کی گواہی دیتا ہے۔

سوال (۴): مندرجہ ذیل سوالات کے جواب دیں:

① اللہ تعالی کے اس فرمان: ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ (7)﴾ اور اس فرمان: ﴿وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ (8)﴾ میں مذکور خیر سے کیا مراد ہے؟ مقارنہ کریں۔

② سورہ بینہ اور زلزلہ کی تصویر کشی کی روشنی میں پانچ سطروں کے اندر بیان کریں کہ آخرت میں مؤمنوں اور کافروں کے حالات کیا ہوں گے؟

③ اس سبق کی آیات سے ماخوذ فوائد میں سے دو فائدے کو واضح کریں۔

سبق کے مقاصد:

پیارے طالب علم! امید ہے کہ اس سبق کو پڑھ لینے کے بعد آپ:

① آیات کی مختصر تفسیر کر لیں گے۔
② آیات سے ماخوذ فوائد کو واضح کر پائیں گے۔
③ قیامت کی ہولناکیوں اور وعید کی آیتوں کے ذکر کرنے کا قرآنی مقصد سمجھ جائیں گے۔
④ اللہ عز و جل کی نعمتوں کی قدر کریں گے۔

سورہ قارعہ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْقَارِعَةُ (1) مَا الْقَارِعَةُ (2) وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْقَارِعَةُ (3) يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ (4) وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ (5) فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ (6)

فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ (7) وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ (8) فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ (9) وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَهْ (10) نَارٌ حَامِيَةٌ (11)

" کھڑ کھڑا دینے والی* کیا ہے وہ کھڑ کھڑا دینے والی* تجھے کیا معلوم کہ وہ کھڑ کھڑا دینے والی کیا ہے *جس دن انسان بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہو جائیں گے* اور پہاڑ دھنے ہوئے رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے* پھر جس کے پلڑے بھاری ہوں گے* وہ تو دل پسند آرام کی زندگی میں ہوگا* اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے* اس کا ٹھکانا ہاویہ ہے* تجھے کیا معلوم کہ وہ کیا ہے*وہ تند و تیز آگ (ہے)"۔ (القارعہ: ۱-۱۱)

تشریح و تفسیر:

- اس سورہ کریمہ میں قیامت کی بعض ہولناکیوں اور اعمال کے وزن ہونے کے بعد لوگوں کے الگ الگ ہونے کی تصویر کشی کی گئی ہے، چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے:
- ﴿الْقَارِعَةُ (1) مَا الْقَارِعَةُ (2) وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْقَارِعَةُ (3)﴾ اللہ تعالی اپنے بندوں کو قیامت کے دن کی ہولناکیوں سے ڈراتے ہوئے فرماتا ہے: قیامت جو لوگوں کے دلوں کو کھٹکھٹائے گی اور خوف زدہ کرے گی، کیا تمہیں اس کا اور اس کی ہولناکیوں کا علم ہے؟
- ﴿يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ (4)﴾ اس عظیم دن میں لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہونگے۔
- ﴿وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ (5)﴾ اور یہ بڑے بڑے پہاڑ اس اون کی طرح ہو جائیں گئے، جسے ہاتھوں سے دھنا اور بکھیر دیا جاتا ہے اور ذرے ذرے ہو جائیں گے اور ایسے نیست و نابود ہو جائیں گے جیسے وہ کبھی تھے ہی نہیں۔

- ﴿فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ (6) فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ (7)﴾ لوگ اس دن دو قسم کے ہونگے: ایک قسم ان لوگوں کی جن کی نیکیوں کے پلڑے بھاری ہونگے اور ان کی نیکیاں ان کے گناہوں سے زیادہ ہونگی، یہ لوگ جنت میں سعادت بھری خوشگوار زندگی گذاریں گے۔

- ﴿وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ (8) فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ (9)﴾ اور دوسری قسم ان لوگوں کی جن کی نیکیوں کے پلڑے ہلکے ہونگے اور ان کے گناہوں کے پلڑے بھاری ہونگے، ان کا ٹھکانہ جہنم ہے، جس میں وہ گریں گے۔

- ﴿وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَهْ (10) نَارٌ حَامِيَةٌ (11)﴾ کیا تمہیں اس ہاویہ کا علم ہے؟ وہ تیز گرمی والی آگ ہے۔

سورہ تکاثر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ (1) حَتَّى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ (2) كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ (3) ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ (4) كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ (5) لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ (6) ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِينِ (7) ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ (8)

" زیادتی کی چاہت نے تمہیں غافل کر دیا * یہاں تک کہ تم قبرستان جا پہنچے * ہرگز نہیں تم عنقریب معلوم کرلو گے * ہرگز نہیں پھر تمہیں جلد علم ہو جائے گا * ہرگز نہیں اگر تم یقینی طور پر جان لو * تو بیشک تم جہنم دیکھ لو گے * اور تم اسے یقین کی آنکھ سے دیکھ لو گے * پھر اس دن تم سے ضرور بالضرور نعمتوں کا سوال ہو گا"۔ (التکاثر: ۸-۱)

تشریح و تفسیر:

اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت میں ہونے والے حساب وجزا سے غافل ہو کر دنیا اور اس کے ساز وسامان میں مگن رہنے سے ڈرا رہا ہے، چنانچہ فرماتا ہے:

- ﴿أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ (1) حَتَّى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ (2)﴾ مال واولاد پر فخر وغرور نے تمھیں اللہ عزوجل کی طاعت سے غافل کر دیا ہے، یہاں تک کہ تم میت بن کر قبروں تک پہنچ گئے اور ان میں دفن کر دیے گئے۔
- ﴿كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ (3) ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ (4)﴾ یہ مناسب نہیں کہ دنیا تمھیں آخرت سے غافل کر دے، تم قیامت کے دن ضرور اس کا انجام جان لو گے اور تمھیں یہ پتہ چل جائے گا کہ آخرت تمھارے لیے زیادہ بہتر اور پائیدار ہے۔
- ﴿كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ (5)﴾ اگر تم یقینی طور پر جان جاتے کہ اللہ عزوجل تمھارا حساب ضرور لینے والا ہے تو تم آخرت سے غافل ہو کر دنیا میں مگن نہ ہو جاتے۔
- ﴿كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ (5)﴾ تم بیشک قیامت کے دن جہنم کی آگ دیکھو گے، پھر تم اسے دیکھو گے یہاں تک کہ تمھیں اس کا یقین ہو جائے گا۔
- ﴿ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ (8)﴾ پھر اللہ تعالیٰ تم سے ہر طرح کی نعمت کے بارے میں پوچھے گا جو اس نے تمھیں دنیا میں دے رکھی تھی۔

سورہ عصر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ
وَالْعَصْرِ (1) إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ (2) إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (3)

"زمانے کی قسم *بیشک (بالیقین) انسان سر تا سر نقصان میں ہے * سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور (جنہوں نے) آپس میں حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی"۔ (العصر: ۳-۱)

تشریح و تفسیر:

یہ سورہ کریمہ ہمارے سامنے دنیا کے منافع اور گھاٹے کی حقیقت بیان کر رہی ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے:

- ﴿وَالْعَصْرِ (1)﴾ اللہ تعالی وقت عصر یا پورے زمانہ کی قسم کھا رہا ہے۔
- ﴿إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ (2) إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (3)﴾ اللہ تعالی اس بات پر قسم کھا رہا ہے کہ ہر انسان گھاٹے میں ہے، سوائے ان مؤمنوں کے جو نیک عمل کرتے ہیں، آپس میں ایک دوسرے کو حق یعنی دین اسلام اور اللہ کی طاعت پر ثابت قدم رہنے کی نصیحت کرتے ہیں اور اس پر صبر کرنے کی تلقین کرتے ہیں، ان چار اوصاف سے متصف لوگ ہی دنیا و آخرت میں کامیاب ہیں۔

سورۃ ہُمزہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُمَزَةٍ (1) الَّذِى جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ (2) يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ (3) كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِى الْحُطَمَةِ (4) وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ (5) نَارُ اللّٰهِ الْمُوقَدَةُ (6) الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ (7) إِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُؤْصَدَةٌ (8) فِى عَمَدٍ مُمَدَّدَةٍ (9)

" بڑی خرابی ہے ہر ایسے شخص کی جو عیب ٹٹولنے والا غیبت کرنے والا ہو * جو مال کو جمع کرتا جائے اور گنتا جائے * وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اس کے پاس سدا رہے گا * ہرگز نہیں یہ تو ضرور توڑ پھوڑ دینے والی آگ میں پھینک دیا جائے گا * اور تجھے کیا معلوم کہ ایسی آگ کیا ہوگی؟ * وہ اللہ تعالیٰ کی سلگائی ہوئی آگ ہوگی * جو دلوں پر چڑھتی چلی جائے گی * وہ ان پر ہر طرف سے بند کی ہوئی ہوگی * بڑے بڑے ستونوں میں "۔ (الھمز : ۹-۱)

تشریح و تفسیر :

اس سورہ کریمہ میں ان لوگوں کے لیے سخت وعید بیان کی گئی ہے جو مؤمنوں کا مذاق اڑاتے ہیں اور ان پر تکبر کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

﴿وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُمَزَةٍ (1)﴾ اللہ تعالیٰ ہر شخص کو ہلاکت اور عذاب کی وعید سنا رہا ہے جو مؤمنوں کی غیبت کرتا ہے اور ان کے دین و آبرو پر عیب لگاتا ہے۔

﴿الَّذِى جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ (2) يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ (3)﴾ جو مال جمع کرنے اور اسے گننے میں مگن ہے اور سوچتا ہے کہ یہ مال اسے موت اور اس کے بعد ہونے والے حساب وجزا سے بچالے گا۔

﴿كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ (4)﴾ معاملہ ویسا ہرگز نہیں جیسا یہ جاہل سوچ رہا ہے، اس کا مال اسے ہرگز نہیں بچائے گا، بلکہ اسے ایسی آگ میں ڈالا جائے گا جو اس میں ڈالی گئی ہر شے کو توڑ پھوڑ دے گی۔

﴿وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ (5) نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ (6) الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ (7)﴾ تمہیں کیا معلوم اس آگ کی حقیقت کیا ہے؟ بیشک یہ اللہ کی دہکتی ہوئی آگ ہے، جس کا شعلہ جسموں سے ہو کر دلوں میں داخل ہو جائے گا۔

﴿إِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُؤْصَدَةٌ (8) فِي عَمَدٍ مُمَدَّدَةٍ (9)﴾ یہ آگ جہنمیوں پر ہر طرف سے بند ہوگی اور وہ لمبی زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑ دیے جائیں گے، چنانچہ اس سے نکل نہیں پائیں گے۔

آیات کریمہ سے ماخوذ فوائد:

۱. اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو قیامت کے دن کی ہولناکیوں سے ڈرا رہا ہے، تاکہ وہ نیک عمل کے ذریعہ اس دن کے لیے تیاری کریں۔

۲. قیامت کے دن لوگ دو قسم کے ہونگے: ایک قسم ان لوگوں کی جن کی نیکیوں کے پلڑے بھاری ہونگے اور وہ جنت سے سرفراز ہونگے اور دوسری قسم ان لوگوں کی جن کی نیکیوں کے پلڑے ہلکے ہونگے اور معاذ اللہ وہ جہنم رسید ہونگے۔

۳. قیامت کے دن لوگوں سے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا حساب لیا جائے گا اور ان نعمتوں کا شکر اور اللہ کی خوشنودی میں ان کا استعمال ہی انہیں بچائے گا۔

۴. حکیم و سمجھدار وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور یقینی طور پر آخرت کو دیکھنے سے پہلے موت کے بعد کے لیے عمل کرے۔

۵ تمام لوگ گھاٹے میں ہیں، سوائے اس بندہ کے جو اللہ عزوجل پر ایمان لائے، نیک عمل کرے اور حق وخیر کی دعوت دے اور اس پر صبر کرے۔

۶ غیبت، چغلخوری، مذاق اڑانا اور ان جیسی باتیں دنیا میں معاشرہ کو بانٹنے اور آخرت میں اللہ کے عذاب کا سبب ہیں۔

۷ آخرت میں اللہ تعالی کی نافرمانی کا انجام برا ہے۔
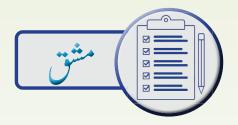
تقسیم کرونگا:

◄ درج ذیل ٹیبل کو ان اعمال کی مثالوں سے پر کریں، جنہیں مسلمان اپنی نیکیوں کے پلڑے میں دیکھنا چاہتا ہے اور ان اعمال بد سے پر کریں جنہیں مسلمان اپنے گناہوں کے پلڑے میں دیکھنا نہیں چاہتا ہے۔

عمل کی نوعیت	نیکیوں کا پلڑا بھاری کرنے والا عمل	گناہوں کا پلڑا بھاری کرنے والا عمل
لوگوں کے ساتھ رویہ		
دل کا عمل		
آنکھ کا عمل		
زبان کا عمل		
ہاتھ کا عمل		
پیر کا عمل		

اپنے ساتھیوں سے بحث و مباحثہ کروں گا:

◄ طلبہ اپنے آپ کو دو گروپوں میں بانٹ لیں:

① پہلا گروپ ان چیزوں کے بارے میں بحث و مباحثہ کرے جن کا زیادہ لینا انسان کے لیے بہتر ہے۔

② دوسرا گروپ ان چیزوں کے بارے میں بحث و مناحثہ کرے جن کا زیادہ لینا انسان کے لیے برا ہے۔

◄ پھر ہر گروپ دوسرے گروپ کو وہ سب کچھ پیش کرے جو اس نے لکھا ہے، پھر سب جس نتیجہ تک پہنچے ہیں، اسے لکھیں۔

غور کروں گا اور اپنی معلومات میں گہرائی پیدا کروں گا:

◄ آپ نے جو کچھ پڑھا ہے اس کی روشنی میں مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب دیں:

① قرآن کریم قیامت کے دن کے عذاب سے کیوں زیادہ ڈراتا ہے؟

② کیا اللہ تعالی کے غضب سے ڈرائے بغیر رسالت پوری ہو سکتی ہے؟

③ اسلام نے ڈرانے اور خوشخبری دینے کے درمیان کیسے موازنہ کیا ہے؟

(۴) مشق

اپنی زبان میں تعبیر کروں گا:

- سورہ "التکاثر" اور "الہمزہ" نے اللہ تعالی کی نعمتوں کے تئیں انسان کے موقف اور اس کے انجام پر ان کے اثر کو بیان کیا ہے، نعمت انسان کو یا تو شکر گذاری، اللہ کی خوشنودی اور اس کی جنت کی طرف لے جاتی ہے، یا تکبر و سرکشی اور پھر آخرت میں عذاب کی طرف لے جاتی ہے۔ اپنی کاپی میں پہلے ان دو سورتوں کی روشنی میں اس مفہوم کی تشریح کریں، پھر نعمت کی شکر گذاری یا ناشکری کی تین تین مثالیں لکھیں اور جو کچھ آپ نے لکھا ہے اسے اپنے استاذ اور ساتھیوں کے سامنے پیش کریں۔

سوال (۱):

صحیح عبارت کے سامنے ✓ لگائیں اور غلط عبارت کے ✗ سامنے لگائیں:

① رسالت فرمانبردار کو خوشخبری دینے اور نافرمان کو ڈرانے پر قائم ہے۔ ☐

② قارعہ، زلزلہ اور قیامت آخرت کے ناموں میں سے ہیں۔ ☐

③ مال عذاب ہے، مگر اس شخص کے لیے نہیں جو حلال طریقہ سے کمائے اور حلال راستے میں خرچ کرے۔ ☐ ☐

سوال (۲): مندرجہ ذیل آیات کے معنی اختصار کے ساتھ لکھیں:

① ﴿أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ (1) حَتَّى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ (2)﴾

② ﴿يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ (4) وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ﴾

③ ﴿وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُمَزَةٍ (1) الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ (2)﴾

سوال (۳): درج ذیل سوالوں کے جواب دیں:

① ڈرانے اور وعید کی آیات کے ذکر کا قرآنی مقصد واضح کریں، جیسا کہ آپ نے سبق سے سمجھا ہے۔

② سورہ قارعہ کی روشنی میں قیامت کے دن کے مناظر کی مختصر تصویر پیش کریں۔

③ تین سطروں میں سورہ عصر کی تفسیر کا خلاصہ لکھیں۔

④ سبق کی آیات سے حاصل کردہ فوائد میں سے دو فائدے کی تشریح کریں۔

سورہ فیل، سورہ قریش اور سورہ ماعون

سبق کے مقاصد:

پیارے طالب علم! امید ہے کہ اس سبق کو پڑھ لینے کے بعد آپ:

① آیات کی مختصر تفسیر کر پائیں گے۔
② اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے تئیں قریش کے موقف کا تجزیہ کر لیں گے۔
③ آیات سے حاصل کردہ فوائد کو واضح کریں گے۔
④ آخرت کو جھٹلانے والوں اور اس سے غافل رہنے والوں کی خصلتوں سے پرہیز کریں گے۔
⑤ بیت اللہ الحرام کے مقام و مرتبہ کی تعظیم کریں گے۔

سورة الفيل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ (1) أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ (2) وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ (3) تَرْمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ مِنْ سِجِّيلٍ (4) فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَأْكُولٍ (5)

" کیا تو نے نہ دیکھا کہ تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟ * کیا ان کے مکر کو بے کار نہیں کر دیا؟ * اور ان پر پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ بھیج دیئے * جو انہیں مٹی اور پتھر کی کنکریاں مار رہے تھے * پس انہیں کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دی"۔ (الفیل: ۵-۱)

تشریح وتفسیر:

یہ سورہ کریمہ ہمیں یاد دلا رہی ہے کہ کیسے اللہ تعالی نے بیت اللہ الحرام کو ہاتھی والوں سے بچایا، اللہ تعالی فرماتا ہے:

- ﴿أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ (1)﴾ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالی نے ابرہہ حبشی اور اس کے لشکر کے ساتھ کیا کیا، جب وہ کعبہ کو ڈھانے کے ارادہ سے ہاتھی لے کر آئے تھے۔
- ﴿أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ (2)﴾ جس برائی کی سازش انہوں نے کی تھی، اللہ نے اسے ناکام کر دیا، چنانچہ وہ کعبہ کو ڈھا نہیں پائے یا لوگوں کو بیت اللہ الحرام کی تعظیم سے پھیر نہیں پائے۔
- ﴿وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ (3)﴾ اللہ تعالی نے ان پر پرندوں کے پے در پے جھنڈ بھیجے۔
- ﴿تَرْمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ مِنْ سِجِّيلٍ (4)﴾ جو ان پر پتھر بنی مٹی کی کنکریاں پھینکتے۔
- ﴿فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَأْكُولٍ (5)﴾ نتیجتاً وہ کھیت کے ان سوکھے ہوئے پتوں کی مانند ہو گئے، جنہیں چوپائے کھا کر پھینک دیں۔

سورہ قریش

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ (1) إِيلَافِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ (2) فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَذَا الْبَيْتِ (3) الَّذِي أَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوعٍ وَآمَنَهُمْ مِنْ خَوْفٍ (4)

" قریش کے مانوس کرنے کے لئے *(یعنی) انہیں جاڑے اور گرمی کے سفر سے مانوس کرنے کے لئے۔(اس کے شکریہ میں) * پس انہیں چاہئے کہ اسی گھر کے رب کی عبادت کرتے رہیں * جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا اور ڈر (اور خوف) میں امن (وامان) دیا"۔ (قریش: ۴)

تشریح وتفسیر:

اس سورہ کریمہ میں مکہ کے باشندوں پر اللہ تعالی کے فضل کے بیان کا تکملہ ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے:

- ﴿لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ (1) إِيلَافِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ (2)﴾ چوں کہ قریش کی عادت ہے اور وہ اس بات سے مانوس ہیں کہ وہ تجارتی سفر جاڑے میں یمن کی طرف کرتے ہیں اور گرمی میں شام کی طرف۔
- ﴿فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَذَا الْبَيْتِ (3)﴾ اس لیے ان پر واجب ہے کہ وہ صرف اس حرمت والے گھر کے رب کی عبادت کریں، جس نے ان کے لیے یہ سفر آسان بنا دیے۔
- ﴿الَّذِي أَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوعٍ وَآمَنَهُمْ مِنْ خَوْفٍ (4)﴾ جس نے انہیں ان کے شہر میں رزق اور امن سے نوازا۔

سورہ ماعون

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيم
أَرَأَيْتَ الَّذِى يُكَذِّبُ بِالدِّينِ (1) فَذَلِكَ الَّذِى يَدُعُّ الْيَتِيمَ (2) وَلَا يَحُضُّ عَلَى طَعَامِ الْمِسْكِينِ (3) فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ (4) الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ (5) الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ (6) وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ (7)

" کیا تو نے (اسے بھی) دیکھا جو (روز) جزا کو جھٹلاتا ہے؟ * یہی وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے * اور مسکین کو کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا * ان نمازیوں کے لئے افسوس (اور ویل نامی جہنم کی جگہ) ہے * جو اپنی نماز سے غافل ہیں * جو ریا کاری کرتے ہیں * اور برتنے کی چیز روکتے ہیں"۔ (الماعون: ۷-۱)

تشریح و تفسیر:

یہ سورہ کریمہ آخرت کو جھٹلانے والوں کا اخلاق بیان کر رہی ہے، تا کہ ہم اس سے بچیں اور اسے اپنانے سے گریز کریں، اللہ تعالی فرماتا ہے:

- ﴿أَرَأَيْتَ الَّذِى يُكَذِّبُ بِالدِّينِ (1)﴾ کیا آپ کو اس شخص کا حال معلوم نہیں جو قیامت کے دن دوبارہ اٹھائے جانے اور بدلہ دیے جانے کو جھٹلاتا ہے۔
- ﴿فَذَلِكَ الَّذِى يَدُعُّ الْيَتِيمَ (2)﴾ وہ وہی ہے جو یتیم کو سختی کے ساتھ دھکے دیتا ہے اور اپنی سنگ دلی کی وجہ سے یتیم کو ذلیل کرتا ہے۔
- ﴿وَلَا يَحُضُّ عَلَى طَعَامِ الْمِسْكِينِ (3)﴾ وہ نہ مسکین کو کھانا کھلانے کا حکم دیتا ہے اور نہ اس پر تعاون کرتا ہے۔
- ﴿فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ (4) الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ (5)﴾ سخت عذاب ان

لوگوں کے لیے ہے جو اپنی نماز میں سستی کرتے ہیں اور نماز کو اس کے وقت میں صحیح طریقہ پر قائم نہیں کرتے۔

- ﴿الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ (6)﴾ جو نفاق اور دکھاوے کے طور پر لوگوں کے سامنے بھلائی اور طاعت کے کام ظاہر کرتے ہیں۔
- ﴿وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ (7)﴾ اور لوگوں کو فائدہ پہنچانے سے دور رہتے ہیں اور انہیں برتن وغیرہ عاریۃً نہیں دیتے ہیں جس کی انہیں ضرورت پڑتی ہے۔

انہوں نے نہ اپنے رب کی عبادت اچھی طرح کی، نہ اس کے لیے اخلاص برتے اور نہ اس کی مخلوق کے ساتھ احسان کیا۔

آیات کریمہ سے ماخوذ فوائد:

١. اللہ تعالیٰ کے نزدیک بیت اللہ الحرام کا عظیم مقام اور قریش کا حرمت والے شہر میں رہنے کی وجہ سے ان پر اللہ کا فضل۔
٢. تکبر کرنے والوں اور اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کو پامال کرنے والوں کو ہلاک کرنے پر اللہ کا قادر ہونا۔
٣. امن وامان اور اشیائے خورد ونوش کی فراہمی ہم پر اللہ کی عظیم ترین نعمتوں میں سے ہے۔
٤. نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے سے نعمتیں پائیدار ہوتی ہیں اور ان کی ناشکری اور انکار سے ختم ہوجاتی ہیں۔
٥. آخرت کو جھٹلانے والے اور اس سے غافل رہنے والے نہ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرتے ہیں اور نہ اللہ کے بندوں کا حق ادا کرتے ہیں، چنانچہ وہ یتیموں اور کمزوروں کی عزت نہیں کرتے ہیں اور لوگوں سے خیر کو روکتے ہیں۔
٦. قیامت کے دن بندہ پر ریاکاری اور نماز چھوڑنے کی سنگینی۔

تحقیق کروں گا اور جواب دوں گا:

◄ ہاتھی والوں کا واقعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے کچھ مہینے پہلے پیش آیا، اس لیے اسے سیرت نبوی کی کتابوں نے ذکر کیا ہے، آپ سیرت کی کسی کتاب کی طرف رجوع کریں اور درج ذیل سوالوں کے جواب دیں، تا کہ آپ ہاتھی والوں کے واقعہ کی تفصیلات جان سکیں۔

① ابرہہ کون تھا؟

② کعبہ کو ڈھانے کے لیے ابرہہ اپنا لشکر لایا، اس کے پیچھے اس کا مقصد کیا تھا؟

③ اس لشکر کے تئیں مکہ والوں کا موقف کیا تھا؟

④ عرب کے درمیان قریش کے مقام و مرتبہ پر اس واقعہ کا کیا اثر رہا؟

(٢) مشق

دیکھوں گا اور بتاؤں گا:

◄ اس نقشہ کو دیکھیں اور بتائیں کہ قبیلہ قریش پر اللہ تعالی کا کیا فضل رہا جب اللہ تعالی نے انہیں جاڑے اور گرمی کے سفروں میں امن و امان عطا کیا، تا کہ وہ اپنے مطلوبہ فوائد حاصل کر سکیں۔

تمیز کروں گا:

◄ درج ذیل ٹیبل میں مطلوب نقاط کے اعتبار سے سورہ ماعون سے ان آیات کو لکھیں جن میں جھٹلانے والوں کا حال بیان کیا گیا ہے:

نقاط	آیات
ان کا معاملہ یتیموں کے ساتھ	
ان کا معاملہ غریبوں کے ساتھ	
ان کا معاملہ نماز کے ساتھ	
ان کا معاملہ اخلاص کے ساتھ	

سوال (۱):

صحیح عبارت کے سامنے ✓ لگائیں اور غلط عبارت کے سامنے ✗ لگائیں:

① ہاتھی کا واقعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے کچھ مہینے پہلے پیش آیا۔

② اسلام سے پہلے مکہ اور اہل مکہ کا عظیم مقام تھا۔

③ آخرت پر ایمان مؤمن کو کمزوروں پر رحم کرنے کے لیے آمادہ کرتا ہے۔

④ نماز کا چھوڑنا سچے ایمان کے منافی نہیں ہے۔

⑤ ریاکاری عمل کو رائیگاں کر دیتی ہے اور آخرت میں عذاب کا سبب بنتی ہے۔

سوال (۲): مندرجہ ذیل آیات کے معنی اختصار کے ساتھ لکھیں:

① ﴿أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ (2) وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ (3)﴾

② ﴿فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَذَا الْبَيْتِ (3)﴾

③ ﴿فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ (4) الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ (5)﴾

④ ﴿الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ (6) وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ (7)﴾

سوال (۳):

درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

① سبق سے قریش پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو نکالیں اور بیان کریں کہ ان نعمتوں کے تئیں قریش کا موقف کیا تھا۔

② سورہ ماعون کی روشنی میں آخرت کو جھٹلانے والوں اور اس سے غفلت برتنے والوں کے اعمال کو بیان کریں۔

سبق (۶)

سورہ کوثر، سورہ کافرون، سورہ نصر اور سورہ مسد

سبق کے مقاصد:

پیارے طالب علم! امید ہے کہ اس سبق کو پڑھ لینے کے بعد آپ:

۱. آیات کی مختصر تفسیر کر لیں گے۔
۲. نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اور دنیا و آخرت میں آپ کے دفاع کی فضیلت بیان کریں گے۔
۳. کفر اور کافروں سے براءت کا اظہار کریں گے۔
۴. آیات سے ماخوذ فوائد کو واضح کریں گے۔
۵. اسلام اور مسلمانوں کی فتحیابی سے خوش ہونگے۔

سورہ کوثر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ (1) فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (2) إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ (3)

"یقیناً ہم نے تجھے (حوض) کوثر (اور بہت کچھ) دیا ہے * پس تو اپنے رب کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر * یقیناً تیرا دشمن ہی لا وارث اور بے نام ونشان ہے"۔ (الکوثر: ۱-۳)

تشریح و تفسیر :

یہ سورہ کریمہ اللہ تعالی کے نزدیک دنیا و آخرت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اور منزلت کو تاکیدی طور پر بیان کر رہی ہے، چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے:

- ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ (1)﴾ بیشک اللہ تعالی نے ہمارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا و آخرت میں بہت زیادہ بھلائی عطا کی ہے اور اس میں سے جنت کی نہر کوثر ہے۔
- ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (2)﴾ اس لیے آپ اللہ کا شکریہ ادا کرنے کے لیے اللہ کے لیے نماز پڑھیں اور صرف اسی کے لیے قربانی ذبح کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔
- ﴿إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ (3)﴾ بیشک آپ سے حسد اور نفرت کرنے والے کا ہی اثر اور خیر دنیا و آخرت میں ناپید ہے۔

سورہ کافرون

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ (1) لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ (2) وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ (3) وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَا عَبَدْتُمْ (4) وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ (5) لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ (6)

" آپ کہہ دیجئے کہ اے کافرو! * نہ میں عبادت کرتا ہوں اس کی جس کی تم عبادت کرتے ہو * نہ تم عبادت کرنے والے ہو اس کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں * اور نہ میں عبادت کروں گا جس کی تم عبادت کرتے ہو * اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کر رہا ہوں * تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا دین ہے"۔ (الکافرون: ٦-١)

تشریح وتفسیر:

یہ سورہ کریمہ ایک اللہ تعالی کے لیے عبادت کو خالص کرنے اور کفر اور کافروں سے براءت کا اظہار کرنے کو ثابت کر رہی ہے، چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے:

- ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ (1) لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ (2)﴾ اے محمد! آپ کافروں سے کہہ دیں: میں ان بتوں اور مورتیوں کی پوجا نہیں کرتا ہوں جن کی تم پوجا کرتے ہو۔
- ﴿وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ (3)﴾ اور تم اس ذات کی عبادت نہیں کرتے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں اور وہ ذات اللہ تعالی ہے جو اکیلا عبادت کا مستحق ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔
- ﴿وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَا عَبَدْتُمْ (4)﴾ اور میں ہرگز ان بتوں اور مورتیوں کی پوجا نہیں کروں گا جن کی تم پوجا کرتے ہو۔
- ﴿وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ (5) لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ (6)﴾ تمہارے لیے تمہارا دین ہے جس پر تم ڈٹے ہوئے ہو اور میں اس سے بری ہوں اور میرے لیے میرا دین ہے جسے اللہ تعالی نے میری طرف اتارا ہے، اسے میں ہرگز نہیں بدلوں گا۔

سورہ نصر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ (1) وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللهِ أَفْوَاجًا (2) فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا (3)

"جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے * اور تو لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق آتا دیکھ لے * تو اپنے رب کی تسبیح کرنے لگ حمد کے ساتھ اور اس سے مغفرت کی دعا مانگ، بیشک وہ بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا ہے"۔ (النصر: ۳-۱)

تشریح و تفسیر :

اس سورہ کریمہ کے اندر مسلمانوں کے لیے اللہ کی مدد اور عرب میں اسلام کے پھیلنے کی خوشخبری ہے، چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے:

- ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ (1)﴾ جب اللہ تعالی قریش کے مشرکوں پر مسلمانوں کی مدد کرے اور تمہارے لیے مکہ فتح کر دے۔
- ﴿وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا (2)﴾ اور جب دیکھو کہ لوگ جوق در جوق اور گروہ در گروہ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں
- ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ﴾ تو تم اپنے رب تعالی کو کسی بھی شریک سے منزہ کرو، مدد و فتحیابی پر اللہ کا شکر ادا کرو اور اس سے بخشش اور مغفرت طلب کرو۔
- ﴿إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾ اللہ سبحانہ وتعالی توبہ قبول کرنے والا ہے، جو اپنے بندوں کی توبہ اور استغفار کو قبول فرماتا ہے۔

سورہ مسد
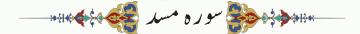
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ (1) مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ (2) سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ (3) وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ (4) فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ (5)

" ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ (خود) ہلاک ہو گیا * نہ تو اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ اس کی کمائی * وہ عنقریب بھڑکنے والی آگ میں جائے گا * اور اس کی بیوی بھی (جائے گی)، جو لکڑیاں ڈھونے والی ہے * اس کی گردن میں پوست کھجور کی بٹی ہوئی رسی ہو گی"۔ (المسد: ۵-۱)

تشریح وتفسیر:

یہ سورہ کریمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو لہب کا انجام بیان کر رہی ہے، جب اس نے آپ کا انکار کیا اور آپ کو تکلیف پہنچائی، چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے:

- ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ (1)﴾ ابولہب ناکام ونامراد ہوا، بدبخت ہوا اور اسے عذاب دیا گیا، اس لیے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچائی۔
- ﴿مَا أَغْنَى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ (2)﴾ جب وہ عذاب میں داخل ہوگا، اس عذاب سے اسے بچانے میں نہ اس کا مال اور نہ اس کی اولاد کوئی فائدہ پہنچا پائے گی۔
- ﴿سَيَصْلَى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ (3)﴾ وہ ضرور اس آگ میں داخل ہوگا، جس کا شعلہ بھڑکتا ہوگا۔
- ﴿وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ (4)﴾ اس کے ساتھ اس کی بیوی "ام جمیل" ہوگی، جو کانٹے اور تکلیف دہ چیز اٹھا کر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں ڈالتی تھی تاکہ آپ کو تکلیف پہنچائے۔
- ﴿فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِنْ مَسَدٍ (5)﴾ اس کی گردن میں سخت موٹے چھالے کی رسی ہوگی، جس میں اسے جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔

آیات کریمہ سے ماخوذ فوائد:

١. اللہ تعالی کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم قدر و منزلت، اللہ نے آپ کے لیے دنیا و آخرت کی بھلائی جمع کر دی اور آپ کو کوثر سے مختص فرمایا۔
٢. اللہ تعالی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتا ہے اور اس شخص کو سزا دیتا ہے جو آپ کو تکلیف پہنچائے، چاہے وہ آپ کا چچا اور آپ کی چچی ہی کیوں نہ ہو۔

③ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اسلام سے اپنی وابستگی پر ناز کرے اور ان چیزوں سے براءت کا اظہار کرے جن کی پوجا کافر اللہ کے سوا کرتے ہیں اور کوئی بھی عبادت غیر اللہ کے لیے نہ کرے۔

④ نعمتوں پر اللہ کی شکر گزاری میں سے یہ ہے کہ ہم اللہ کی تسبیح اور حمد بیان کریں اور نئے سرے سے توبہ واستغفار کریں۔

⑤ جو اللہ تعالی پر ایمان نہ لائے اور نیک عمل نہ کرے، اسے نہ اس کا نسب، نہ اس کا مال اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی قرابت داری کوئی فائدہ پہنچا پائے گی۔

مشق (۱)

ساتھیوں کے ساتھ مل کر بیان کروں گا:

◄ اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ فِيهَا أَنْهَارٌ مِنْ مَاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِنْ لَبَنٍ لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِنْ خَمْرٍ لَذَّةٍ لِلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِنْ عَسَلٍ مُصَفًّى﴾

" اس جنت کی صفت جس کا پرہیز گاروں سے وعدہ کیا گیا ہے، یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں جو بدبو کرنے والا نہیں، اور دودھ کی نہریں ہیں جن کا مزہ نہیں بدلا اور شراب کی نہریں ہیں جن میں پینے والوں کے لئے بڑی لذت ہے اور نہریں ہیں شہد کی جو بہت صاف ہیں"۔ (محمد: ۱۵)

اور رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا: «حَوْضِي مَسِيرَةُ شَهْرٍ، وَزَوَايَاهُ سَوَاءٌ، وَمَاؤُهُ أَبْيَضُ مِنَ الْوَرِقِ، وَرِيحُهُ أَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ، وَكِيزَانُهُ كَنُجُومِ السَّمَاءِ، فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَا يَظْمَأُ بَعْدَهُ أَبَدًا»
"میرا حوض (لمبائی چوڑائی میں) ایک ماہ کی مسافت کے برابر ہے اور اس کے (چاروں) کنارے برابر ہیں (مربع ہے)، اس کا پانی چاندی سے زیادہ چمکدار، اور اس کی خوشبو کستوری سے زیادہ معطر ہے، اس کے کوزے آسمان کے ستاروں جتنے ہیں۔ جو شخص اس میں سے پی لے گا، اسے اس کے بعد کبھی پیاس نہیں لگے گی"۔ (صحیح بخاری ۶۵۷۹، صحیح مسلم ۲۲۹۲)

◄ آپ آیت اور حدیث کے بیان کی روشنی میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر جنت کی نہروں اور نہر کوثر کا وصف بیان کریں۔

(٢) مشق

تلاش کرونگا اور جواب دونگا:

◀ اللہ تعالی نے مشرکوں کے خلاف مسلمانوں کی مدد کا جو وعدہ کیا تھا وہ پورا ہوا اور فتح مکہ کے بعد لوگ اللہ تعالی کے دین میں جوق در جوق داخل ہونے لگے، آپ سیرت کی کسی کتاب کی طرف رجوع کریں اور درج ذیل سوالات کے جواب دیں، تاکہ فتح مکہ سے متعلق آپ کی معلومات میں اضافہ ہو۔

١. مکہ کب فتح ہوا؟
٢. فتح کے بعد مکہ والوں کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رویہ کیسا تھا؟
٣. باقی عرب پر فتح مکہ کا کیا اثر رہا؟

(٣) مشق

سوچونگا اور جواب دونگا:

◀ قرآن کریم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو لہب کو عذاب کی وعید سنائی، کیوں کہ وہ آپ کو جھٹلاتا تھا اور اللہ کے راستے سے روکتا تھا، حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: (يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنْ اللّٰهِ شَيْئًا يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنْ اللّٰهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنْ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُولِ اللّٰهِ لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنْ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِينِي مَا شِئْتِ مِنْ مَالِي لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنْ اللّٰهِ شَيْئًا)

''اے جماعت قریش! تم اپنی جانوں کو (اللہ کے عذاب سے) خرید لو۔ میں اللہ کی بارگاہ میں تمہارے کسی کام نہیں آؤں گا۔ اے بنو عبد مناف! میں اللہ کے ہاں تمہیں کوئی نفع نہیں دوں گا۔ اے عباس بن عبدالمطلب! میں اللہ کی بارگاہ میں تمہارے کچھ کام نہیں آسکوں گا۔ اے صفیہ! جو رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی پھوپھی ہیں، میں اللہ کے ہاں تمہیں کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکوں گا۔ اے فاطمہ بنت محمد! میرے مال میں سے جو چاہو مجھ سے طلب کر لو۔ میں اللہ کے ہاں تمہیں کوئی نفع نہیں دوں گا''۔
(صحیح بخاری ۴۷۷۱، صحیح مسلم ۲۰۶)

◄ واضح کریں کہ یہ موقف ہمارے دین حنیف میں عدل و انسانیت کی عکاسی کیسے کرتا ہے؟

سوال (١):

صحیح عبارت کے سامنے ✓ لگائیں اور غلط عبارت کے سامنے ✗ لگائیں:

① مسلمان پر واجب ہے کہ ایک اللہ کے لیے عبادت کرے اور اس میں سے: نماز اور قربانی ہے۔ ☐

② استغفار گناہ کے ارتکاب کے بعد ہی ہوتا ہے۔ ☐

③ جو بندہ معصیت پر کسی کی مدد کرے گا، وہ گناہ میں شریک ہوگا۔ ☐

④ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں بعثت سے پہلے بھی بتوں کی عبادت نہیں کی۔ ☐

⑤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقرباء خطا اور گناہ سے معصوم ہیں۔ ☐

سوال (٢):

◄ کالم (أ) کے ہر کلمہ کو کالم (ب) میں اس کلمہ کے معنی سے ملائیں:

(الف)	(آیات)
الکوثر	موٹی چھال
الأبتر	بغض و نفرت رکھنے والا
الفتح	جنت میں ایک نہر
مسد	فتح مکہ
الشانئ	جو خیر سے کاٹ دیا گیا ہو

سوال (۳):

◄ مندرجہ ذیل آیات کے معنی اختصار کے ساتھ لکھیں:

① ﴿لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ (6)﴾

② ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ (1) مَا أَغْنَى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ (2)﴾

③ ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا (3)﴾

④ ﴿إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ (3)﴾

سوال (۴):

◄ درج ذیل دو سوالات کے جواب دیں:

① سورہ کوثر اور سورہ مسد سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اور اللہ تعالی کی طرف سے آپ کا دفاع نکالیں۔

② اسلام سے حقیقی وابستگی تبھی ہوگی جب کفر اور باطل مذاہب سے براءت کی جائے، سورہ کافرون سے جو آپ نے سمجھا ہے اس کی روشنی میں اس حقیقت کو واضح کریں۔

سبق (۷)
سورہ اخلاص اور معوذتین (سورہ فلق و سورہ ناس)

سبق کے مقاصد:

پیارے طالب علم! امید ہے کہ اس سبق کو پڑھ لینے کے بعد آپ:

1. آیات کی مختصر تفسیر کر پائیں گے۔
2. آیات سے ماخوذ فوائد کو واضح کریں گے۔
3. استعاذہ سے متعلق بعض غلط رویوں کو درست کریں گے۔
4. سورہ اخلاص اور معوذتین کی فضیلت بیان کریں گے۔
5. ہر دن و رات سورہ اخلاص اور معوذتین پڑھیں گے۔

سورہ اخلاص

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ (1) اللَّهُ الصَّمَدُ (2) لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ (3) وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ (4)

"آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ تعالیٰ ایک (ہی) ہے * اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے * نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا * اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے"۔ (الاخلاص: ۴-۱)

تشریح وتفسیر:

اس سورہ کریمہ میں ہمارے رب تعالی کی صفت بیان کی گئی ہے، جب مشرکوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: آپ اپنے رب کا نسب بیان کریں، تو اللہ تعالی نے یہ سورہ نازل فرمائی۔ (سنن ترمذی ۳۳۶۴)

- ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ (1)﴾ اے محمد! آپ کہہ دیں: بیشک اللہ تعالی ایک ہے جو الوہیت اور ربوبیت کی صفات میں منفرد ہے، ان میں اس کے ساتھ کوئی بھی شریک نہیں ہے۔
- ﴿اللَّهُ الصَّمَدُ (2)﴾ اللہ تعالی کامل صفات کا مالک آقا ہے، بندے اپنی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے اس کا قصد کرتے ہیں اور وہ کسی کا محتاج نہیں۔
- ﴿لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ (3)﴾ اس کی کوئی اولاد نہیں اور نہ وہ کسی سے جنا ہے، وہ نہ اولاد ہے اور نہ والد۔
- ﴿وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ (4)﴾ اس کا نہ کوئی مشابہ ہے، نہ نظیر اور نہ ہمسر۔

سورہ فلق

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ (1) مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ (2) وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ (3) وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ (4) وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ (5)

" آپ کہہ دیجئے! کہ میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں * ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے * اور اندھیری رات کی تاریکی کے شر سے جب اس کا اندھیرا پھیل جائے * اور گرہ (لگا کر ان) میں پھونکنے والیوں کے شر سے (بھی) * اور حسد کرنے والے کی برائی سے بھی جب وہ حسد کرے"۔ (الفلق: ۵-۱)

تشریح و تفسیر :

یہ سورہ مسلمان کو مخلوق کی برائیوں، جادو اور حسد سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنے کی تعلیم دیتی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

- ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ (1)﴾ اے رسول! آپ کہہ دیں! میں اللہ کی پناہ اور حفاظت میں آتا ہوں جو صبح اور نور کا رب ہے۔
- ﴿مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ (2)﴾ تمام مخلوقات کے شر اور تکلیف سے
- ﴿وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ (3)﴾ چھا جانے والی رات، اس کی تاریکی اور اس کے تمام شر اور تکلیفوں سے
- ﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ (4)﴾ ان جادوگرنیوں کے شر سے جو جادوئی گرہوں میں دم کرتی ہیں۔
- ﴿وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ (5)﴾ اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ دوسروں سے نعمت کے ختم ہونے کی تمنا کرے۔

سورہ ناس

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ (1) مَلِكِ النَّاسِ (2) إِلَهِ النَّاسِ (3) مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ (4) الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ (5) مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ (6)

"آپ کہہ دیجئے: میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ میں آتا ہوں * لوگوں کے مالک کی (اور) * لوگوں کے معبود کی (پناہ میں) * وسوسہ ڈالنے والے پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے * جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے * (خواہ) وہ جن میں سے ہو یا انسان میں سے"۔ (الناس: ۱-۶)

تشریح و تفسیر:

اس سورہ کریمہ میں مسلمان کے لیے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنے کی تعلیم کا تکملہ ہے، تاکہ اللہ اسے شیطان کے شر و وسوسہ سے محفوظ رکھے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

- ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ (1)﴾ اے رسول! آپ کہہ دیجیے! میں اللہ تعالیٰ کی پناہ اور حفاظت میں آتا ہوں جو لوگوں کو پیدا کرنے والا، رزق دینے والا اور ان کے معاملات کی تدبیر کرنے والا ہے۔
- ﴿مَلِكِ النَّاسِ (2)﴾ جو لوگوں کے معاملات میں کلی اختیار رکھنے والا ہے اور وہ ان سے بے نیاز بھی ہے۔
- ﴿إِلَٰهِ النَّاسِ (3)﴾ جو اکیلا ہی ہر طرح کی عبادت کا مستحق ہے، اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔
- ﴿مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ (4)﴾ اس شیطان کے شر اور اذیت سے جو انسان میں اس وقت وسوسہ پیدا کرتا ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہوتا ہے اور جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو چھپ جاتا ہے۔
- ﴿الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ (5)﴾ جو لوگوں کے دلوں میں برائی اور شکوک ڈالتا ہے اور ان پر انہیں ابھارتا ہے۔
- ﴿مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ (6)﴾ میں جن اور اس کے پوشیدہ وسوسہ سے اور انسان اور اس کے شر والے ظاہری وسوسہ سے اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔

آیاتِ کریمہ سے ماخوذ فوائد:

① اللہ تعالیٰ ایک اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، نہ اس کی اولاد ہے، نہ والد ہے، نہ اس کا مشابہ ہے اور نہ اس کی نظیر۔

② اللہ تعالیٰ ہی وہ معبود ہے جو ہر طرح کی عبادت کا مستحق ہے۔

③ اللہ تعالیٰ مسلمان سے ظاہری اور پوشیدہ برائیوں کو دور کرتا ہے۔

④ جادو اور حسد کے نقصانات حقیقی ہیں، مگر وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آنے اور اس پر توکل کرنے سے ختم ہو جاتے ہیں۔

⑤ اللہ تعالیٰ کا ذکر مسلمان کو شیطان کے وسوسہ سے بچاتا ہے۔

تلاش کرونگا اور اپنا موقف واضح کرونگا:

◄ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ فِي لَيْلَةٍ ثُلُثَ الْقُرْآنِ قَالُوا وَكَيْفَ يَقْرَأُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ قَالَ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ)، کیا تم میں سے کوئی شخص اتنا بھی نہیں کرسکتا کہ ایک رات میں تہائی قرآن کی تلاوت کرلے؟" انھوں (صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین) نے پوچھا: (کوئی شخص) تہائی قرآن کی تلاوت کیسے کرسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ﴾ ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔" (صحیح بخاری ۵۰۱۵، صحیح مسلم ۸۱۱)

◄ اس حدیث کو غور سے پڑھیں پھر جواب دیں:

① اس فضیلت کو جاننے کے بعد اس سلسلے میں آپ کا عملی موقف کیا ہے؟

② کئی حدیثیں آئی ہیں جو ہمیں صبح وشام، پانچوں نمازوں کے بعد اور سونے سے پہلے سورہ اخلاص اور معوذتین (سورہ فلق اور سورہ ناس) پڑھنے کی ہدایت کرتی ہیں، آپ حدیثوں کو ڈھونڈیں اور ان اوقات میں ان کے پڑھنے کی فضیلت بیان کریں۔

(۲) مشق

اپنے ساتھیوں سے بحث ومباحثہ کروں گا:

◄ اللہ تعالی نے معوذتین (سورہ فلق اور سورہ ناس) کو جادو اور شیطان کے شر سے پناہ طلب کرنے کا وسیلہ مقرر کیا ہے، اس کے باوجود کچھ لوگ جادو توڑنے کے لیے غیر شرعی طریقوں کا سہارا لیتے ہیں، آپ درج ذیل رویوں کو درست کرنے اور ان کے خطرات سے آگاہی بہم پہنچانے کے سلسلے میں اپنے ساتھیوں سے بات چیت کریں:

١. تعویذ وگنڈے بنانا۔
٢. جادو کے ذریعہ جادو سے بچنا۔
٣. بعض عمل یا قربانی ذبح کر کے جن کی خوشنودی تلاش کرنا۔

سوال (۱):

صحیح عبارت کے سامنے ✓ لگائیں اور غلط عبارت کے سامنے ✗ لگائیں:

① "صمد" وہ ہے جس کا بندے اپنی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے سہارا لیتے ہیں

② "احد" وہ اکیلا ہے جو الوہیت اور ربوبیت کی صفات میں منفرد ہے

③ مسلمان کے لیے جائز ہے کہ جادو کے ذریعہ جادو کو دفع کرے۔

④ "نفاثات": وہ جادوگرنیاں جو دوسروں پر جادو کرتی ہیں۔

⑤ سورہ ناس پڑھنا ایک تہائی قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔

⑥ معوذتین پڑھنا حسد سے بچاتا ہے اور شیطان کو دور کرتا ہے۔

⑦ تعویذ وگنڈے بنانا اور جن کی قربت حاصل کرنا شرک کے کاموں میں سے ہے۔

سوال (۲):

درج ذیل مفہوم کے مناسب آیت کو لکھیں:

① اللہ تعالی کا کوئی مشابہ اور ہم مثل نہیں ہے۔

② ہم رات اور اس کی برائیوں سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔

③ ہم انسان اور جنات کی برائیوں سے اللہ تعالی کی پناہ لیتے ہیں۔

سوال (۳):

درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

① اللہ تعالیٰ کے فرمان: کی تفسیر کریں۔

② درج ذیل تراکیب کے معانی کے درمیان فرق بیان کریں:

"رب الناس"، "ملک الناس"، "اِلٰہ الناس"۔

③ سورہ اخلاص اور معوذتین کی فضیلت اور ان کے پڑھنے کے اوقات کے بارے میں پانچ سطریں لکھیں۔
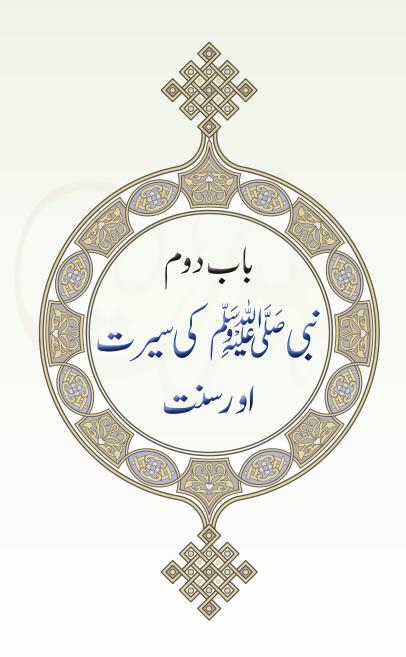
باب دوم

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور سنت

سبق کے مقاصد:

◀ عزیز طالب علم! امید ہے کہ اس سبق کو پڑھ لینے کے بعد آپ:

۱. نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے نسب کے شرف و برتری پر دلیل پیش کرسکیں گے۔
۲. نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ولادت کے احوال بیان کرسکیں گے۔
۳. نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے ناموں کو گنا سکیں گے۔
۴. نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ازواج و اولادوں کی تعداد بتاسکیں گے۔
۵. نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے گھر والوں کی عزت و توقیر کریں گے۔

تمہیدی مشق:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ (164)﴾ "بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو ان پر اللہ کی آیات پڑھتا، ان (کی زندگیوں) کو سنوارتا اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے یہی لوگ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے"۔ (آل عمران: ۱۶۴)

◀ اس آیت کریمہ سے امت پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل و احسان کو اجاگر کرو۔
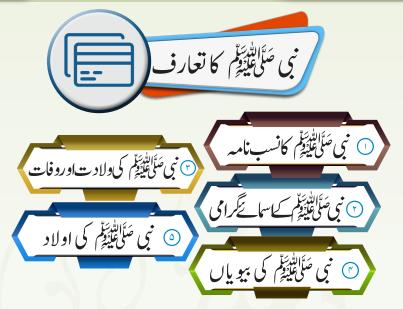
نسب نامہ:

◄ اللہ تعالی نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ شرف بخشا کہ آپ کا تعلق عرب کے سب سے باعزت اور شریف قبیلہ سے تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: «إِنَّ اللهَ اصْطَفَى كِنَانَةَ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ، وَاصْطَفَى قُرَيْشًا مِنْ كِنَانَةَ، وَاصْطَفَى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ، وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ» "اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے کنانہ کا انتخاب فرمایا اور کنانہ سے قریش کا اور قریش میں سے بنو ہاشم کا اور بنو ہاشم میں سے میرا انتخاب فرمایا"۔ (صحیح مسلم: 2276)۔

◄ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کا نام ہے: عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم قرشی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ بھی قریش سے تھیں جن کا نام ہے: آمنہ بنت وہب قرشیہ، بنی زُہرہ سے ان کا تعلق تھا۔ قریش کا نسب اللہ کے نبی اسماعیل علیہ السلام تک پہونچتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی

- اللہ عزوجل کی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر میں سے یہ ہے کہ اُس نے آپ کے بہت سارے نام رکھے ہیں جو آپ کے عظیم خصائص اور عظیم الشان صفات پر دلالت کرتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: (لِي خَمْسَةُ أَسْمَاءٍ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ بِي الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي وَأَنَا الْعَاقِبُ)" "میرے پانچ نام ہیں۔ میں محمد ، احمد اور ماحی (مٹانے والا) ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ کفر کو مٹائے گا اور میں حاشر ہوں کہ تمام انسانوں کا (قیامت کے دن) میرے بعد حشر ہوگا اور میں عاقب ہوں "(یعنی خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نیا پیغمبر دینا میں نہیں آئے گا)۔ (صحیح بخاری: 3532)۔
- اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول بھی ہے: «أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَحْمَدُ، وَالْمُقَفِّي، وَالْحَاشِرُ، وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ، وَنَبِيُّ الرَّحْمَةِ» "میں محمد واحمد ہوں اور مقفی (انبیاء کی راہ پر چلنے والا) ہوں اور حاشر اور نبی التوبہ ہوں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے بہت سارے لوگ توبہ کریں گے) اور نبی الرحمۃ ہوں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے انسانیت بہت سی نعمتوں اور رحمتوں سے نوازی جائے گی)" ۔ (صحیح مسلم 2355)۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور وفات

- نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سنہ 571 ء کو ہوئی، اس سال کو عام الفیل کہا جاتا ہے، اور آپ کی ولادت سوموار کے دن ، ماہِ ربیع الاول میں ہوئی، اسی طرح آپ کی بعثت بھی سوموار کو ہوئی، اور آپ کی وفات بھی بروز سوموار ۱۲ ربیع الاول سنہ 11ھ ، 633ء کو ہوئی۔
- نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت آپ کے قبیلے بنی ہاشم کے گھرانے میں، صفا پہاڑی کے

پاس، مکہ مکرمہ میں مسجدِ حرام کے قرب وجوار میں ہوئی، آپ مکہ میں 53 سال کی عمر تک رہے، اس کے بعد آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی، جہاں آپ 63 سال کی عمر تک رہے اور وہیں وفات پائی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں

- اللہ تعالی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو منتخب فرمایا، اور انہیں مومنوں کی ماؤوں کا درجہ دیا، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ﴾ "نبی مومنوں پر خود ان سے بھی زیادہ حق رکھنے والے ہیں، اور ان (نبی) کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں"۔

- آپ کی بیویاں مندرجہ ذیل ہیں:

۱. خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا۔
۲. سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا۔
۳. عائشہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا۔
۴. حفصہ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہا۔
۵. زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا۔
۶. ام سلمہ ہند بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا۔
۷. زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا۔
۸. جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا۔
۹. ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا۔
۱۰. صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا۔
۱۱. میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد

- نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹوں میں قاسم، عبد اللہ اور ابراہیم تھے، ان سب کی وفات ان کے بچپن ہی میں ہو گئی تھی۔
- اور بیٹیاں زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ تھیں۔
- نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تھیں، سوائے ابراہیم کے، وہ ماریہ قبطیہ سے تھے۔
- زینب کی وفات سنہ 8 ہجری کو ہوئی، ان کے شوہر کا نام ابو العاص بن ربیع تھا۔
- اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے رقیہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی، پھر جب ان کی وفات سنہ 2 ہجری میں ہوئی تو عثمان بن عفان نے ام کلثوم سے شادی کی، اور ان کی وفات بھی سنہ 9 ہجری میں ہو گئی۔
- فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چھ مہینے کے بعد ہوا۔ اور ان کے شوہر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔

تلاش کروں گا اور نتیجہ نکالوں گا:

◄ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں میں آپ کے اوصاف کی جھلک پائی جاتی ہے، تو آپ کا نام (مقفی) رکھا گیا کیونکہ آپ نے دعوتِ توحید میں انبیاء کا راستہ اپنایا، اور (عاقب) نام رکھا گیا کیونکہ آپ تمام انبیاء کے بعد آئے، پس آپ خاتم الانبیاء ٹھہرے۔

اپنے ساتھی کے ساتھ مل کر مندرجہ ذیل ناموں کا سبب تلاش کرو:

نام	نام رکھے جانے کا سبب
محمد	
احمد	
نبی التوبہ	
نبی الرحمہ	

(۲) مشق

(تعبیر) اپنے الفاظ میں بیان کروں گا

- نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں وصیت کی ہے کہ ہم آپ کے اہل بیت کے حقوق کی ادائیگی کریں، آپ نے فرمایا: (أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي) "میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اپنے اَہل بیت کے بارے میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔ (صحیح مسلم: 2408)۔
- ان کے حقوق میں سے ان سے محبت کرنا، ان کی عزت و توقیر کرنا اور ان پر درود بھیجنا ہے۔
- آپ تین سطروں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے معزز اہل بیت سے اپنی محبت کو بیان کرنے کے ساتھ یہ واضح کریں آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اہل بیت کی قرابت داری کا کتنا احترام کرتے ہیں۔

سوال (۱):

◄ مندرجہ ذیل جوابات میں سے صحیح ✓ جواب اختیار کریں:

① نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا سال:

517ء ☐ 751ء ☐ 571ء ☐

② نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے:

العاقب ☐ القاسم ☐ عبد اللہ ☐

③ وفات کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر:

53 سال ☐ 63 سال ☐ 73 سال ☐

④ اللہ تعالی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ شرک کو مٹاتا ہے، وہ نام ہے جس میں یہ معنی پایا جاتا ہے:

العاقب ☐ الماحی ☐ الحاشر ☐

⑤ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تھیں سوائے ابراہیم کے، ان کی ماں ہیں:

ماریہ قبطیہ ☐ رملہ بنت ابی سفیان ☐ عائشہ بنت ابی بکر ☐

سوال (۲):

◀ مندرجہ ذیل چیزوں میں سے ہر ایک کی دلیل ذکر کریں:

① نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شریف النسب ہونا۔

② نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی۔

③ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔

سوال (۳):

◀ ان دونوں سوالوں کا جواب دیں:۔

① نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور چاروں خلفائے راشدین کے درمیان رشتہ داری تھی، اس کی وضاحت کریں۔

② نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے تئیں مسلمان کا کیا موقف ہونا چاہئے، دلیل کے ساتھ جواب دیں۔
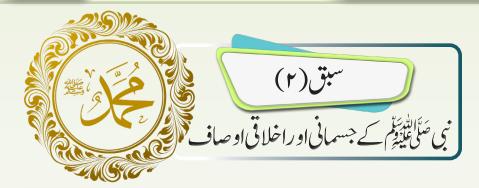
سبق کے مقاصد:

◀ عزیز طالب علم! امید ہے کہ اس سبق کو پڑھ لینے کے بعد آپ:

① نبی ﷺ کی خلقت (حلیہ) کو بیان کر پائیں گے۔
② نبی ﷺ کے اچھے اخلاق پر استدل کر پائیں گے۔
③ نبی ﷺ کے اخلاق آپ کے حالات سے نکال پائیں گے۔
④ دعوت کی قبولیت میں اچھے اخلاق کی اہمیت کا اندازہ کر پائیں گے۔
⑤ اپنی عملی زندگی میں نبوی اخلاق کی اقتدا کریں گے۔

تمہیدی مشق:

◀ انگریز مفکر برنارڈ شو نے لکھا ہے: "میں نے اسلام کے رسول کی زندگی کا مطالعہ اچھی طرح کئی بار کیا ہے، میں نے اس میں اخلاق ایسے ہی پایا جیسا ہونا چاہیے اور میں نے محمد کو ان لوگوں کی صف میں، بلکہ ان لوگوں میں سرفہرست رکھا جن کی پیروی ضروری ہے"۔

① انگریز مفکر کے اس قول پر آپ کا کیا تبصرہ ہے؟
② نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور اوصاف کی معرفت حاصل کرنے کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟

اول: نبی ﷺ کے خلقی (جسمانی) اوصاف:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبصورت خلقت لوگوں میں آپ کی مقبولیت کا سبب بنی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی طبیعتیں نفرت نہیں کرتی تھیں۔ یہ رسولوں اور انبیاء کے معاملہ میں اللہ کی حکمت میں سے ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلقت کے بیان میں جو تفصیلات آئی ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ اور چہرہ مبارک: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ گورا تھا، آپ کا چہرہ گول اور تابناک تھا، آپ کی پیشانی چوڑی، آنکھیں کشادہ اور داڑھی گھنی تھی۔
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بال ملائم اور درمیانے تھے، نہ گھنگھریالے تھے اور نہ بہت نرم۔
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ اور پیٹ: آپ سینہ اور پیٹ سپاٹ تھا، آپ کا سینہ چوڑا تھا اور دونوں کندھے موٹے تھے۔
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوہری ہڈی کے تھے، آپ کے دونوں بازو موٹے تھے، آپ کی دونوں ہتھیلیاں بڑی اور انگلیاں لمبی تھیں۔
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک: آپ میانہ قد تھے، نہ لمبے تھے اور نہ پست۔
- نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کا استقبال مسکرا کر کرتے، جب آپ ہنستے، تو آپ کا چہرہ دمک اٹھتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن خوشبو دار تھا۔

◀ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بات کرتے، تو ایسا لگتا جیسے آپ کے دانتوں سے روشنی نکل رہی ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اچھی صحبت والے تھے، جو آپ کے ساتھ بیٹھتا، نہیں اکتاتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کے ساتھ گفتگو فرماتے اور ان کے مسائل پر بات چیت کرتے۔

دوم: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے اچھے اخلاق کے مالک تھے، اللہ تعالی فرماتا ہے:

"اور بیشک تو بہت بڑے (عمدہ) اخلاق پر ہے"۔ (القلم: ۴)

یہ فرمان تمام اچھی صفات اور ان تمام خصلتوں کو شامل ہے جو لوگوں کے نزدیک محبوب ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق میں سے درج ذیل چند نمونے ہیں:

① نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت:

◀ • انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: (كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ، وَأَجْوَدَ النَّاسِ، وَأَشْجَعَ النَّاسِ) "رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت، سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے"۔ (صحیح بخاری ۲۸۲۰، صحیح مسلم ۲۳۰۷) ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مہمان کی خاطر تواضع کرتے، چاہے وہ کافر ہی کیوں نہ ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نفس کے لیے مال جمع کر کے نہیں رکھتے تھے، بلکہ جو آپ کے پاس ہوتا اسے غریب مسلمانوں پر خرچ کر دیتے۔

◀ • نبی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی کسی مانگنے والے کو واپس نہیں کرتے، انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: (مَا سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ، قَالَ: فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَأَعْطَاهُ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ، فَرَجَعَ إِلَى قَوْمِهِ،

فَقَالَ: يَا قَوْمِ أَسْلِمُوا، فَإِنَّ مُحَمَّدًا يُعْطِي عَطَاءً لَا يَخْشَى الْفَاقَةَ) "رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے جو بھی چیز طلب کی جاتی آپ وہ عطا فر دیتے، کہا: ایک شخص آپ کے پاس آیا تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دو پہاڑوں کے درمیان (چرنے والی) بکریاں اسے دے دیں، وہ شخص اپنی قوم کی طرف واپس گیا اور کہنے لگا: میری قوم! مسلمان ہو جاؤ بلاشبہ محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتنا عطا کرتے ہیں کہ فقر و فاقہ کا اندیشہ تک نہیں رکھتے"۔ (صحیح مسلم ۲۳۱۲)

② نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بہادری:

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مردانگی، شجاعت اور مکمل بہادری کی مثال تھے، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: (كنا إذا حمي البأس، ولقي القوم القوم -أي في الحرب- اتقينا برسول الله صلى الله عليه وسلم) "جب جنگ تیز ہو جاتی اور اس میں ایک گروہ کی مڈبھیڑ دوسرے گروہ سے ہوتی، تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سہارے اپنے آپ کو بچاتے"۔ (مسند احمد ۶۵۴، مستدرک حاکم ۲۶۳۳)، ایک رات مدینہ والے ایک تیز آواز کی وجہ سے گھبرا گئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے نکلے تاکہ یہ پتہ لگائیں کہ آواز کہاں سے آ رہی ہے۔

③ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر:

- نبی صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ سال تک قریش کی ایذا رسانی پر صبر کرتے رہے، آپ نے اس میں نفسیاتی اور جسمانی اذیت سہی اور تین سال تک اقتصادی بائیکاٹ کو جھیلا، جب آپ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو انہوں نے آپ کو قتل کرنا چاہا، پھر آپ ان کے ساتھ لڑائی پر صبر کرتے رہے یہاں تک کہ وہ جوق در جوق اللہ کے دین میں داخل ہو گئے، آپ یہود و منافقین کے مکر و چال اور خیانت پر صبر کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو ان سے بچا لیا۔

- اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے والدین، اپنی اولادوں اور اعزہ و اقارب

کی موت پر صبر کیا، آپ نے غربت و بیماری اور دنیا کے مصائب پر صبر کیا، اسی طرح آپ نے دعوت، لوگوں کی تعلیم اور اللہ کی راہ میں جہاد پر صبر کیا۔

④ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بردباری اور نرمی:

- نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی علامات میں سے یہ ہے کہ آپ کی بردباری آپ کے غصہ پر سبقت لے جاتی اور آپ کے ساتھ جتنی بدتمیزی ہوتی آپ کی بردباری اتنی زیادہ ہوتی۔ آپ کا یہ سلوک روز مرہ کے معاملات تک میں ظاہر ہوتا، عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: مَا ضَرَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهِ، وَلَا امْرَأَةً، وَلَا خَادِمًا، إِلَّا أَنْ يُجَاهِدَ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَمَا نِيلَ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ، فَيَنْتَقِمَ مِنْ صَاحِبِهِ، إِلَّا أَنْ يُنْتَهَكَ شَيْءٌ مِنْ مَحَارِمِ اللهِ، فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ) "رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا، نہ کسی عورت کو، نہ کسی غلام کو، مگر یہ کہ آپ اللہ کے راستے میں جہاد کر رہے ہوں۔ اور جب بھی آپ کو نقصان پہنچایا گیا تو کبھی (ایسا نہیں ہوا کہ) آپ نے اس سے انتقام لیا ہو مگر یہ کہ کوئی اللہ کی محرمات میں سے کسی چیز کو پامال کرتا تو آپ اللہ عزوجل کی خاطر انتقام لے لیتے۔ (صحیح بخاری ۶۸۵۳، صحیح مسلم ۲۳۲۸)

⑤ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عفو و درگذر سے کام لینا:

- نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ بدسلوکی کرنے والوں کو معاف کر دیتے، حالانکہ کفار قریش نے آپ کو ہجرت سے پہلے تکلیف دی اور ہجرت کے بعد آپ سے لڑائی کی، اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس وقت معاف کر دیا جب آپ نے سنہ ۸ میں مکہ مکرمہ کو فتح کیا۔

- شخصی طور پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو معاف کر دیا جنہوں نے آپ کو تکلیف دی یا آپ کو قتل کرنے کی کوشش کی، ایک آدمی آیا یہاں تک کہ وہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کے سر پر تلوار لے کر کھڑا ہو گیا اور کہا: کون تمہیں مجھ سے بچائے گا؟ آپ نے فرمایا: اللہ، تو تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا: کون تمہیں مجھ سے بچائے گا؟ اس نے کہا: آپ بہترین بدلہ لینے والے کی طرح بنیں، آپ نے فرمایا: کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں؟ اس نے کہا: نہیں، لیکن میں آپ سے عہد کرتا ہوں کہ میں آپ سے لڑائی نہیں کروں گا اور نہ ہی ان لوگوں کا ساتھ دوں گا جو آپ سے لڑیں گے، چنانچہ آپ نے اس کا راستہ چھوڑ دیا، راوی کہتے ہیں: وہ اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور کہا: میں تمہارے پاس سب سے بہتر انسان کے یہاں سے آیا ہوں"۔ (صحیح بخاری ۴۱۳۵، صحیح مسلم ۸۴۳)

⑥ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع:

- نبی صلی اللہ علیہ وسلم مخلوقات میں سب سے افضل تھے، مگر اسے لے کر آپ کسی پر فخر نہیں کرتے، آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک دوست، ایک بھائی اور ایک باپ کی طرح رہتے، آپ چھوٹے بڑے سب کے ساتھ رہتے، آپ عام لوگوں کی طرح کھاتے، پہنتے اور سواری کرتے۔

- نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہاں بیٹھ جاتے جہاں مجلس ختم ہوتی، جب آپ چھوٹے بچوں کے پاس سے گذرتے، تو انہیں سلام کرتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے ساتھ نرمی برتتے، ان کے ساتھ دل لگی اور مذاق کرتے، آپ تمام لوگوں کی یہاں تک کہ لونڈیوں اور غلاموں کی ضرورت پوری کرنے کی جستجو کرتے، یہاں تک کہ لونڈی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آتی اور آپ اس کی ضرورت پوری کرنے کے لیے اس کے ساتھ نکل پڑتے۔

- آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں اپنے گھر والوں کے کاموں میں شریک ہوتے، ان

سے علاحدہ ہو کر نہیں کھاتے پیتے اور اپنی خدمت خود کرتے، جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا: (كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يخصف-أي يصلح- نعله، ويخيط ثوبه، ويعمل في بيته كما يعمل أحدكم في بيته) " رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جوتے ٹانکتے، اپنے کپڑے سلتے اور اپنے گھر میں کام کرتے جیسے تم میں سے کوئی اپنے گھر میں کام کرتا ہے"۔ (مسند احمد ۲۵۳۴۱)

شرعی نصوص سے استنباط کروں گا:

- اپنے ساتھیوں کے ساتھ بحث ومباحثہ کر کے درج ذیل نصوص سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف واخلاق نکالیں۔

◄ اللہ تعالی نے فرمایا: لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ (821) "تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہش مند رہتے ہیں ایمان والوں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں"۔ (التوبہ: ۱۲۸)

◄ اللہ تعالی کا فرمان ہے: فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ (951) "اللہ تعالیٰ کی رحمت کے باعث آپ ان پر نرم دل ہیں اور اگر آپ بدزبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے چھٹ جاتے، سو آپ ان سے درگزر کریں اور ان کے لئے استغفار کریں اور کام کا مشورہ ان سے کیا کریں، پھر جب آپ کا پختہ ارادہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں، بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے"۔ (آل عمران: ۱۵۹)

◄ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: (كَانَ رسولُ الله صَلَّى اللهُ عليهِ وَسَلَّمَ يَجْلِسُ عَلَى الأَرضِ، وَيَأْكُلُ عَلَى الأرضِ، وَيَعْتَقِلُ الشَّاةَ، وَيُجِيبُ دَعْوَةَ الْمُلُوكِ عَلَى خُبْزِ الشَّعِيرِ) "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھتے، زمین پر کھاتے، بکری باندھتے اور غلام کی طرف سے جو کی روٹی کی دعوت قبول فرماتے"۔ (معجم طبرانی: ۱۳۴۹۴)

(۲) مشق

نقشہ تیار کروں گا:

◄ ایک ایسا نقشہ تیار کریں جس میں خلقت نبوی شریف کا بیان ہو، پھر اسے سماجی رابطہ کی ویب سائٹوں پر نشر کریں۔

(۳) مشق

(تعبیر) اپنے الفاظ میں بیان کروں گا:

◄ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اخلاق کی معرفت کے بعد تین سطری پیراگراف لکھیں، جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا بیان ہو۔

سوال (۱):

◄ صحیح عبارت کے سامنے ✔ لگائیں اور غلط عبارت کے سامنے ✘ لگائیں:

① نبی ﷺ موٹے کندھوں اور لمبے قد میں ممتاز تھے۔
② نبی ﷺ زیادہ مسکراہٹ اور خوشبو سے متصف تھے۔
③ نبی ﷺ کی دعوت کے قبول ہونے میں آپ کے اخلاق کا اثر تھا۔
④ نبی ﷺ کا اخلاق ہجرت کے بعد ہی مشہور ہوا۔
⑤ نبی ﷺ کی بہادری لڑائیوں میں ظاہر ہوئی۔

سوال (۲):

◄ مندرجہ ذیل باتوں میں سے ہر ایک بات پر دلالت کرنے والا ایک واقعہ لکھیں:

① نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کی طرح عطا کرتے، جسے فقر کا اندیشہ نہ ہو۔
② نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق میں سے یہ ہے کہ جب آپ قادر ہوتے، تو رحم فرماتے اور جب غلبہ حاصل کرتے، تو معاف کردیتے۔
③ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نرمی تمام لوگوں کو یہاں تک کہ آپ کے خادم کو بھی شامل تھی۔

سوال (۳):

◄ سبق سے مندرجہ ذیل افراد کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برتاؤ کا طریقہ نکالیں:

(آپ کے صحابہ - آپ کے اہل خانہ - خادم اور غلام - بچے)

سوال (۴):

◄ درج ذیل دو سوالوں کے جواب دیں:

① نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اور تکلیف دہ تقدیروں پر صبر کیا، اس کی وضاحت کریں۔

② نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں آپ کا کیا تاثر ہے اور لوگوں کی طرف سے دعوت کی قبولیت میں اچھے اخلاق کی کیا اہمیت ہے، اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

سبق (۳)

نبی ﷺ کی خصوصیتیں

سبق کے مقاصد:

- عزیز طالب علم! امید ہے کہ اس سبق کو پڑھ لینے کے بعد آپ:

1. دنیا و آخرت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلتوں کو گنا سکیں گے۔
2. نبی ﷺ کی فضیلتوں پر استدلال کر پائیں گے۔
3. نبی ﷺ کے مقام و مرتبہ کی معرفت کا استعمال اپنی زندگی میں کریں گے۔
4. نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر و منزلت کی تعظیم کریں گے۔
5. باقی تمام انبیا کا ادب و احترام کریں گے۔

تمہیدی مشق:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (أنا سيِّدُ وَلَدِ آدمَ يَوْمَ الْقِيامَةِ) "میں قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار ہونگا"۔ (صحیح بخاری: ۴۷۱۲، صحیح مسلم: :۲۲۷۸)

- نبی صلی اللہ علیہ وسلم کس وجہ سے اس مقام کے مستحق ٹھہرے؟
- کیا آپ اس کے لیے علاوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری خصوصیات جانتے ہیں؟

دنیا و آخرت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیتیں:

• ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کچھ ایسی فضیلتوں سے مختص ہیں، جو آپ کے علاوہ کسی اور نبی کو حاصل نہیں ہیں، ان میں اہم ترین خصوصیات کا ذکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان میں آیا ہے: (فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ: أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ، وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا، وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً، وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ) ''مجھے دوسرے انبیاء علیہم السلام پر چھ چیزوں کے ذریعے سے فضیلت دی گئی ہے: مجھے جامع کلمات عطا کیے گئے ہیں، (دشمنوں پر) رعب و دبدبے کے ذریعے سے میری مدد کی گئی ہے، میرے لیے اموال غنیمت حلال کر دیے گئے ہیں، زمین میرے لیے پاک کرنے والی اور مسجد قرار دی گئی ہے، مجھے تمام مخلوق کی طرف (رسول بنا کر) بھیجا گیا ہے اور میرے ذریعے سے (نبوت کو مکمل کر کے) انبیاء کے بھیجنے کا سلسلہ ختم کر دیا گیا'' (صحیح بخاری: ۷۰۱۳، صحیح مسلم: ۵۲۳)

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان میں بھی آیا ہے: (أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ، وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ) ''میں قیامت کے دن (تمام) اولاد آدم کا سردار ہوں گا، پہلا شخص ہوں گا جس کی قبر کھلے گی، سب سے پہلا شفاعت کرنے والا ہوں گا اور سب سے پہلا ہوں گا جس کی شفاعت قبول ہوگی۔'' (صحیح مسلم: ۲۲۷۸)

دنیا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل

- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت عام ہے
- آپ کیلئے زمین کو مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں
- رعب و دبدبہ کے لئے آپ کی مدد کی گئی
- آپ کو جامع کلمات عطا کیے گئے
- مال غنیمت کو حلال کیا گیا

- نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام لوگوں کے لیے بھیجا گیا، جبکہ آپ سے پہلے تمام رسولوں کو صرف ان کی قوموں کی طرف بھیجا گیا تھا، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ (701)﴾ "اور ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر ہی بھیجا ہے"۔ (الانبیاء:۱۰۷)

- آپ خاتم الانبیاء ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں اور آپ ہی پر انبیاء کی رسالت کا سلسلہ ختم کر دیا گیا، اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت مکمل اور کافی ہے اور ہر زمان و مکان کے لیے موزوں اور درست ہے۔

- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جامع کلمات دیے گئے: یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے فصیح انسان تھے اور بہت کم الفاظ میں بہت زیادہ معانی بیان فرما دیتے۔

- آپ کے لیے زمین کو مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی؛ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں کسی بھی پاک سرزمین پر نماز پڑھنا جائز ہے، اس کے لیے کسی متعین جگہ کی شرط نہیں ہے، نیز پانی نہ ملنے کی صورت میں وضو اور غسل کی بدلے مٹی سے تیمم کرنا جائز ہے۔

- رعب و دبدبہ کے ذریعہ آپ کی مدد کی گئی: یعنی اللہ تعالی نے آپ کے دشمنوں کے دلوں میں آپ کے ساتھ جنگ لڑنے سے پہلے رعب اور ہیبت ڈال دی ہے۔

- آپ کے لیے غنیمت کے مال حلال کر دیے گئے: یعنی اللہ تعالی نے آپ کے لیے دشمنان دین کے ساتھ جنگوں میں حاصل ہونے والے مال غنیمت کو حلال کر دیا ہے، جو کہ آپ سے پہلے کسی بھی نبی کے لیے حلال نہیں تھا۔

آخرت میں نبی ﷺ کے فضائل

آپ ﷺ اولاد آدم کے سردار ہیں

سب سے پہلے آپ شفاعت کریں گے اور سب سے پہلے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

سب سے پہلے آپ کی قبر کھلے گی

آپ سب سے بڑے حوض کے مالک ہی

- آپ قیامت کے دن اولاد آدم کے سردار ہیں: چنانچہ آپ اللہ تعالی کے پاس ارض محشر میں لوگوں کے لیے سفارش کریں گے۔
- سب سے پہلے آپ کی قبر کھلے گی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعث ونشور (دوبارہ اٹھائے جانے کے بعد) اپنی قبر سے سب سے پہلے نکلیں گے۔
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے شفاعت کرنے والے ہیں اور سب سے پہلے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے دن سب سے پہلے شفاعت کی اجازت دی جائے گی اور سب سے پہلے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔
- آپ قیامت کے دن سب سے بڑے حوض کے مالک ہونگے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: (حَوْضِي مَسِيرَةُ شَهْرٍ مَاؤُهُ أَبْيَضُ مِنَ اللَّبَنِ وَرِيحُهُ أَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَكِيزَانُهُ كَنُجُومِ السَّمَاءِ مَنْ شَرِبَ مِنْهَا فَلَا يَظْمَأُ أَبَدًا) "میرا حوض ایک مہینے کی مسافت کے برابر ہوگا۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور اس کی خوشبو کستوری سے زیادہ عمدہ ہوگی۔ اور اس کے آبخورے آسمان کے ستاروں کی طرح ہوں گے۔ جو شخص اس میں سے ایک مرتبہ پی لے گا پھر وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔" (صحیح بخاری: ۶۵۷۹، صحیح مسلم: ۲۲۹۲) ،باقی نبیوں کے لیے بھی حوض ہونگے، لیکن ان کے حوض نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض سے چھوٹے ہونگے۔

مشق (۱) کوئی موقف اپناؤں گا:

◄ • اللہ تعالی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام لوگوں کی ہدایت کے لیے بھیجا، آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک ایسے عالمی مسئلہ پر بحث کریں، جس کے بارے میں آپ کی تمنا ہو کہ اسلامی شریعت اور نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی طرف لوٹ کر اس کا حل کیا جائے۔

مشق (۲) اپنی رائے دونگا:

◄ • اللہ تعالی نے عربی زبان کو چنا اور اس میں لوگوں کی طرف قرآن کو اتارا، اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات میں سے یہ وصف قرار دیا کہ آپ فصیح عربی زبان بولتے ہیں۔ آپ کی رائے میں اسلام کا پیغام سمجھنے میں عربی زبان کا کیا کردار ہے؟

مشق (۳) معلومات میں توسع پیدا کروں گا:

◄ • نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتْ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ فَقُولُوا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ) ''مجھے ایسا نہ بڑھاؤ جس طرح نصاریٰ نے عیسیٰؑ ابن مریم کو بڑھایا۔ بس میں تو اللہ کا بندہ ہوں، اس لیے تم یوں کہا کرو: آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔'' (صحیح بخاری: ۳۴۴۵)

• نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (لَا تُخَيِّرُوا بَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ) "انبیاءؑ کے مابین ایک

کو دوسرے پر فضیلت نہ دو۔" (صحیح بخاری: ۲۴۱۲، صحیح مسلم: ۲۳۷۴)

① اس نبوی تعلیم کو آپ کیسے سمجھتے ہیں؟

② نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات پر حدیث کس طرح دلالت کرتی ہے؟

③ اللہ تعالی کے انبیا کے ساتھ ہم کس طرح ادب بجالائیں؟

سوال (۱): نبی ﷺ کے سلسلے میں درج ذیل جملوں میں سے ہر جملہ کا معنی واضح کریں:

① آپ کو جامع کلمات دیے گئے:..................................

② آپ کے لیے زمین کو مسجد بنائی گئی:..................................

③ آپ اولاد آدم کے سردار ہیں:..................................

④ رعب و دبدبہ کے ذریعہ آپ کی مدد کی گئی:..................................

سوال (۲): درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

① نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چھ فضائل کی دلیل لکھیں؟

② "اول شافع" اور "اول مشفع" کے درمیان کیا فرق ہے؟

③ پانچ سطروں میں آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر و منزلت کے بارے میں اپنے تاثرات لکھیں، ساتھ ہی یہ بتائیں کہ باقی تمام انبیا کے تئیں مسلمان کی کیا ذمہ داری ہے؟

④ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کی معرفت کا اسلام پر فخر کرنے اور اس کی شریعت کی فرماں برداری کرنے کے سلسلے میں بڑا اثر ہے۔ اس عبارت کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

سبق (۴)

نبی ﷺ کے حقوق

سبق کے مقاصد:

◄ پیارے طالب علم! امید ہے کہ اس سبق کو پڑھ لینے کے بعد آپ:

① امت پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کو گنا پائیں گے۔
② امت پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کی دلیل دے پائیں گے۔
③ نبی ﷺ کے حقوق ادا کرنے والے کے عظیم اجر کو محسوس کریں گے۔
④ اپنی زندگی کے مختلف حالات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق ادا کرنے کی مشق کریں گے۔

تمہیدی مشق:

اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ﴾ "پیغمبر مومنوں پر خود ان سے بھی زیادہ حق رکھنے والے ہیں"۔ (الاحزاب:٦)

◄ اپنے استاد کے ساتھ مل کر اس آیت کریمہ کے معنی ومفہوم کے متعلق بحث ومباحثہ کریں۔

◄ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تئیں ہماری ذمہ داری آپ پر ایمان لانے تک محدود نہیں ہے، بلکہ آپ کے ان تمام حقوق کو بھی ادا کرنا ہے جو قرآن حکیم اور سنت نبوی میں آئے ہیں اور ان نبوی حقوق میں سے کچھ اہم حقوق مندرج ذیل ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ تعالی کی اطاعت میں سے ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ تَوَلَّى فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا (08)﴾ "اس رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جو اطاعت کرے اسی نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی اور جو منھ پھیر لے تو ہم نے آپ کو کچھ ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا"۔ (النساء: ۸۰)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت جنت جانے کی بنیاد ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
(كلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى قَالُوا يَا رَسُولَ الله وَمَنْ يَأْبَى قَالَ مَنْ أَطَاعَنِي

دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى) "میری امت کے سب لوگ جنت میں داخل ہوں گے مگر جو انکار کرے گا۔" صحابہ کرام نے پوچھا: اللہ کے رسول! وہ کون ہے جو انکار کرے گا؟ آپ نے فرمایا: "جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔" (صحیح بخاری: ۷۲۸۰)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا واجب ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ) "تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والد، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔" (صحیح بخاری: ۱۵، صحیح مسلم: ۴۴)

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی سنت کی پیروی:

محبت کرنے والے کی شان ہوتی ہے کہ وہ اپنے محبوب کی پیروی کرنے کی پوری کوشش کرتا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کی دلیل ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والے سے اللہ تعالی محبت کرتا ہے اور اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (31)﴾ " کہہ دیجئے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے"۔ (آل عمران: ۳۱)

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی تعظیم و توقیر:

اللہ تعالی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیر، آپ کی قدر و منزلت کی تعظیم اور آپ کے ساتھ ادب بجالانے کو فرض قرار دیا ہے، اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ

فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ (2)﴾ " اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر نہ کرو اور نہ ان سے اونچی آواز سے بات کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں (ایسا نہ ہو کہ) تمہارے اعمال اکارت جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو"۔ (الحجرات:۲)

امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا احترام اور اس کی تعظیم کرتے ہوئے وضو کرتے اور سب سے بہتر لباس پہنتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنا:

درود وسلام ان عبادتوں میں سے ہے جن کا وقت محدود نہیں، اللہ تعالی کے پاس اس کا عظیم ثواب ہے اور اللہ تعالی اس کے بدلے مسلمان کو اس غم سے نجات دے گا جو دنیا میں اسے پریشان کرتا ہے، اللہ تعالی نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے، اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (56)﴾ " اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم (بھی) ان پر درود بھیجو اور خوب سلام (بھی) بھیجتے رہا کرو"۔ (الاحزاب:۵۶)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: (الْبَخِيلُ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ ثم لَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ) "بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور پھر بھی وہ مجھ پر صلاۃ (درود) نہ بھیجے"۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا) " جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے"۔ (صحیح مسلم:۳۸۴)

مشق (۱) نقش قدم پر چلوں گا:

◄ (جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله، والله إنك لأحب إلي من نفسي، وإنك لأحب إلي من أهلي ومالي، وأحب إلي من ولدي، وإني لأكون في البيت فأذكرك فما أصبر حتى آتيك فأنظر إليك، وإذا ذكرت موتي وموتك عرفت أنك إذا دخلت الجنة رفعت مع النبيين، وإني إذا دخلت الجنة خشيت ألا أراك. فلم يرد عليه النبي صلى الله عليه وسلم شيئا، حتى نزل جبريل عليه السلام بهذه الآية: ﴿ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا (96)﴾

"ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم، آپ یقیناً میرے نزدیک میرے نفس سے زیادہ محبوب ہیں، آپ میرے نزدیک میرے اہل اور مال سے بھی زیادہ محبوب ہیں اور میرے نزدیک میرے بچوں سے زیادہ محبوب ہیں، میں گھر میں ہوتا ہوں اور آپ کی یاد آتی ہے، تو میں صبر نہیں کر پاتا ہوں یہاں تک کہ میں آپ کے پاس آجاتا ہوں تاکہ آپ کو دیکھوں اور جب اپنی موت اور آپ کی موت کو یاد کرتا ہوں، تو مجھے پتہ چلتا ہے کہ آپ جب جنت میں داخل ہونگے تو آپ کو نبیوں کے ساتھ بلند مقام پر فائز کیا جائے گا اور اگر میں جنت میں داخل ہوا، تو مجھے اندیشہ ہے کہ آپ کو میں دیکھ نہ پاؤں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کوئی جواب نہیں دیا، یہاں تک کہ جبریل علیہ السلام یہ آیت لے کر اترے: " اور جو بھی اللہ تعالیٰ کی اور رسول (صلی اللہ

علیہ وسلم) کی فرمانبرداری کرے، وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے، جیسے نبی اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ، یہ بہترین رفیق ہیں"۔ (النساء: ۶۹) [معجم اوسط، از طبرانی: ۴۷۷]

- آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کی محبت کو بیان کریں۔
- نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والوں کو قیامت کے دن ملنے والے بدلہ کی حدیث کی روشنی میں وضاحت کریں۔
- آپ کی نظر میں محبت کے وہ کونسے لوازمات ہیں جن کے بغیر محبت درست نہیں ہوتی؟

مشق (۲) اپنے ساتھیوں کے ساتھ شرکت کرونگا:

- اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر (یوم فی بیت الرسول صلی اللہ علیہ وسلم "ایک دن نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے گھر میں") کتاب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض قولی و فعلی سنتوں کو تلاش کریں اور ان کی پابندی پر ایک دوسرے کا تعاون کریں، اس کا لنک درج ذیل ہے:

مشق (۳) تجویز پیش کرونگا:

- اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر ایسے معاصر کام تجویز کریں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادب بجالانے اور آپ کی توقیر و تعظیم پر دلالت کریں۔

سوال (۱):

صحیح عبارت کے سامنے ✓ لگائیں اور غلط عبارت کے سامنے ✗ لگائیں:

① ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی خوبصورت صفات اور ہمارے اوپر آپ کے فضل واحسان کی وجہ سے محبت کرتے ہیں۔

② نبی ﷺ پر درود وسلام پڑھنے کے لیے معین اوقات ہیں۔

③ نبی ﷺ کی پیروی اللہ تعالی سے ہماری سچی محبت کی دلیل ہے۔

④ نبی ﷺ کی توقیر وتعظیم ان صحابہ کے ساتھ خاص ہے جنھوں نے آپ کا دیدار کیا ہے۔

⑤ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قابل اقتداء انسانی کمال کا نمونہ ہیں۔

سوال (۲):

مندرجہ ذیل باتوں میں سے ہر بات کی دلیل لکھیں:

① نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تعلق ایمان سے۔

② نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت دخول جنت کی بنیاد۔

③ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھنے کی فضیلت۔

سوال (۳):

درج سوالات کے جواب دیں:

① نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تئیں مسلمان کی تین ذمہ داریوں کو گنائیں۔

② صحابہ اور نیک علماء نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تئیں اپنی ذمہ داری کو ادا کرنے کی کوشش کی، اس بات کی وضاحت کریں۔

③ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کی ادائیگی کو بیان کرنے والے ایسے پانچ کام لکھیں جنہیں مسلمان روزمرہ کی زندگی میں انجام دیتا ہے۔

سبق کے مقاصد:

◄ پیارے طالب علم! امید ہے کہ اس سبق کو پڑھ لینے کے بعد آپ:

① "بني الإسلام على خمس" والی حدیث کو یاد کریں گے۔
② حدیث کے عمومی مفہوم کو واضح کریں گے۔
③ حدیث کے راوی کا تعارف پیش کریں گے۔
④ معاشرہ پر اسلام کے ارکان کو عملی جامہ پہنانے کے اثرات استنباط کریں گے۔
⑤ ارکان اسلام کو انجام دینے کی ضرورت کا احساس رکھیں گے۔

ملاحظہ کروں گا اور نتیجہ نکالوں گا:

◄ آپ کی رائے میں کیا واقع ہوسکتا ہے اگر اس عمارت کے ستون گرا دیے جائیں؟
◄ اپنے جواب اور سبق کی حدیث کے درمیان ربط پیدا کریں۔

حدیث کا متن:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«بُنِيَ الإِسْلاَمُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، وَإِقَامِ الصَّلاَةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ.»

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اس بات کی شہادت کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا''۔ (صحیح بخاری: ۸، صحیح مسلم:۱۶)

راوی حدیث:

- ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب قرشی ہیں۔
- انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگوں میں شرکت کی، لیکن کم عمری کی وجہ سے جنگ بدر اور جنگ احد میں شریک نہیں ہو سکے۔
- ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے متبع تھے اور بہت زیادہ عبادت کرنے والے تھے، خصوصاً تہجد، روزہ اور تلاوت قرآن کثرت سے کرتے تھے۔
- آپ کبار صحابہ میں سے تھے اور ان صحابہ میں سے تھے جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کثرت سے روایت کی ہیں۔
- سنہ ۷۳ ہجری میں وفات پائی۔

حدیث کا عام مفہوم:

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی تشبیہ ایک ایسی عمارت سے دی ہے جس کے ارکان (ستون) ہیں اور ان کے بغیر وہ کھڑی نہیں رہ سکتی ہے اور وہ ارکان درج ذیل ہیں:

- اللہ کے لیے وحدانیت کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور اس کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رسالت کی گواہی دینا۔
- پانچوں فرض نمازوں کو قائم کرنا۔
- فرض زکاۃ اس کے حقداروں کو ادا کرنا، جب اس کی شرطیں پائی جائیں۔
- بیت اللہ کا حج کرنا اس شخص کے لیے جو اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو۔
- ہر مسلمان کو ماہ رمضان کا روزہ رکھنا۔

حدیث سے کشیدہ فوائد:

① اسلام کے پانچ ارکان (ستون) ہیں، جن پر وہ قائم ہے، اگر ان میں سے کوئی رکن گر جائے، تو آدمی کا پورا اسلام گر جائے گا یا اسلام کا ایک حصہ گر جائے گا۔

② اسلام کے ارکان تمام مسلمانوں پر واجب ہونے کے اعتبار سے ایک ہی مرتبہ پر نہیں ہیں، جیسے حج اور زکاۃ ان لوگوں سے ساقط ہو جاتے ہیں جن کے پاس مال نہیں ہے اور روزہ اور حج اس بیمار سے ساقط ہو جاتے ہیں جس میں بدنی طاقت نہیں ہے۔ مگر نماز چھوڑنے میں کوئی بھی

مسلمان معذور نہیں سوائے اس شخص کے جو عقل کھو چکا ہے اور شہادتین کسی بھی فرد سے ساقط نہیں ہو گی، چنانچہ جو یہ دو گواہی نہ دے، وہ مسلمان نہیں۔

۳ اسلام کے ارکان اہمیت اور منزلت میں بھی ایک ہی درجہ میں نہیں ہیں، پورے دین کی بنیاد شہادتین ہے اور نماز دین کا ستون اور شہادتین کے بعد سب سے اہم رکن ہے۔

۴ اسلام کا مفہوم ہے توحید کے ساتھ اللہ کے لیے سر تسلیم خم کرنا اور عاجزی وانکساری کرتے ہوئے اطاعت کے ذریعہ اللہ کے لیے فرماں برداری اختیار کرنا، اس بنیاد پر یہ پانچ ارکان اسلام پوری شریعت نہیں ہیں، کچھ دوسری طاعتیں بھی ہیں، ان میں سے بعض کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس فرمان میں اشارہ کیا ہے: «الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ – أَوْ بِضْعٌ وَسِتُّونَ – شُعْبَةً، فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ».

''ایمان کے ستر سے اوپر (یا ساٹھ سے اوپر) شعبے (اجزاء) ہیں۔ سب سے افضل لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا اقرار ہے اور سب سے چھوٹا کسی اذیت (دینے والی چیز) کو راستے سے ہٹانا ہے اور حیا بھی ایمان کی شاخوں میں سے ایک ہے۔'' (صحیح بخاری: ۹، صحیح مسلم: ۳۵)

۵ اسلام کے ارکان متنوع ہیں، ان میں کچھ ایسی عبادات ہیں جن میں بندہ اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس کا نفع بندہ تک محدود ہے دوسروں تک نہیں پہنچتا ہے، جیسے نماز، روزہ اور حج اور کچھ دوسری عبادات ہیں جن کا نفع معاشرہ کو پہنچتا ہے، جیسے زکاۃ۔

مشق (۱) نتیجہ نکالونگا:

- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: أَفَغَيْرَ دِينِ اللَّهِ يَبْغُونَ وَلَهُ أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَإِلَيْهِ يُرْجَعُونَ (38) " کیا وہ اللہ تعالیٰ کے دین کے سوا اور دین کی تلاش میں ہیں؟ حالانکہ تمام آسمانوں والے اور سب زمین والے اللہ تعالیٰ ہی کے فرمانبردار ہیں خوشی سے ہوں یا ناخوشی سے، سب اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے"۔ (آل عمران: ۸۳)

آیت پرغور کریں پھر واضح کریں:

① آسمانوں اور زمین نے کیسے سرتسلیم خم کیا؟

② جب مسلمان اپنی ذات پر اسلام کو قائم کرے گا، تو کونسی چیز اسے اللہ کی باقی مخلوق سے جوڑے گی؟

مشق (۲) توقع کروں گا اور سیکھوں گا:

◄ درج ذیل ہر فائدہ کے سامنے پانچ ارکان میں سے ایک رکن کا نام لکھیں:

فوائد	ارکان اسلام
اس سے پانچ مرتبہ گناہوں کی معافی کا موقع ملتا ہے۔	

اسلام سے وابستگی کا اظہار اور اس پر فخر کرنے کا اعلان۔	
کھانا پینا چھوڑ کر اللہ تعالی کے لیے عبودیت واخلاص کا اظہار	
فقیر ومحتاج کی غمخواری کرنا اور مسلم معاشرہ کے اندر محبت کے رشتوں کو مضبوط کرنا	
دوستوں سے جدا ہو کر اور مشقتوں کو برداشت کر کے اللہ تعالی کے لیے عبودیت کا اظہار	

مشق (۳) اپنے کام کو پرکھوں گا:

◄ آپ کو معلوم ہو گیا کہ اسلام پانچ ارکان میں منحصر نہیں ہے، بلکہ وہ تمام طاعتوں کو شامل ہے، آپ اپنے کاموں پر غور کریں اور ان اہم ترین واجب کاموں کو لکھیں جنہیں آپ ادا کرتے ہیں اور ان اہم ترین حرام کاموں کو لکھیں جن سے آپ بچتے ہیں، پھر طاعتوں کو بڑھانے کی کوشش کریں۔

سوال (۱):

صحیح عبارت کے سامنے ✓ لگائیں اور غلط عبارت کے سامنے ✗ لگائیں:

① ابن عمر رضی اللہ عنہما علمی قوت اور کثرت عبادت میں نمایاں تھے۔ ☐

② شہادتین کے تلفظ میں اسلام پر فخر کرنے اور اس سے وابستہ ہونے کا اعلان ہے۔ ☐

③ نماز اور روزہ کسی بھی مسلمان سے ساقط نہیں ہوتے۔ ☐

④ زکاۃ معاشرہ کے اندر بھائی چارے اور محبت کے رشتوں کو مضبوط کرتی ہے۔ ☐

⑤ حج شہادتین کے بعد سب سے اہم اور سب سے زیادہ ثواب والا رکن ہے۔ ☐

سوال (۲): مندرجہ ذیل حدیث کو پورا کریں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (بني الإسلام على ....: شهادة أن لا إله إلا الله وأن ....، وإقامة الصلاة.....................، والحج، ....)

سوال (۳): درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

① اسلام کے ارکان کو گنائیں۔

② حدیث کا مختصر معنی بیان کریں۔

③ ارکان اسلام کے سماجی اثرات ہیں، اس کی وضاحت کریں۔

سبق کے مقاصد:

◄ پیارے طالب علم! امید ہے کہ اس سبق کو پڑھ لینے کے بعد آپ:

١ حدیث شریف کو یاد کریں گے۔
٢ حدیث کے راوی کا مختصر تعارف پیش کریں گے۔
٣ ایمان کے ارکان کو گنائیں گے۔
٤ ایمان کے اثبات کی کیفیت کو واضح کریں گے۔
٥ ایمان اور نیک عمل کے درمیان ربط پیدا کریں گے۔
٦ تقدیر پر ایمان کے اثرات کو محسوس کریں گے۔

تمہیدی مشق:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ (2) الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ (3)﴾ "اس کتاب (کے اللہ کی کتاب ہونے) میں کوئی شک نہیں پرہیز گاروں کو راہ دکھانے والی ہے * جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز کو قائم رکھتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے (مال) میں سے خرچ کرتے ہیں"۔ (البقرہ: ٢-٣)

- اس آیت کریمہ میں غیب سے کیا مراد ہے؟

حدیث کا متن:

عمر بن خطاب سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا: (أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ، قَالَ: «أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ»، قال: صدقت) "مجھے ایمان کے بارے میں بتائیے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ''یہ کہ تم اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور آخری دن (یوم قیامت) پر ایمان رکھو اور اچھی اور بری تقدیر پر بھی ایمان لاؤ، انہوں نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔'' (صحیح مسلم: ٨)

راوی حدیث:

- ابو حفص فاروق عمر بن الخطاب عدوی قرشی ہیں۔
- نبوت کے چھٹے سال اسلام لائے اور چوں کہ وہ صاحب طاقت و شجاعت تھے اور مکہ والوں میں ان کا مقام تھا، اس لیے ان کا اسلام لانا مکہ کے کمزور مسلمانوں کی مدد کا سبب بنا۔
- وہ دوسرے خلیفہ راشد ہیں اور ان دس صحابہ میں سے ایک ہیں، جنہیں جنت کی بشارت دی گئی۔
- سنہ ٢٣ کے ماہ ذی الحجہ کے آخر میں انہیں حالت نماز میں شہید کر دیا گیا۔

حدیث کا عام مفہوم:

جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اچھے کپڑوں والے اجنبی آدمی کے حلیہ میں آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام، ایمان اور احسان کے بارے میں پوچھا، جب انہوں نے آپ سے ایمان کے بارے میں پوچھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان چھ ارکان کی خبر دی جن کے بغیر ایمان صحیح نہیں ہوسکتا ہے اور وہ درج ذیل ہیں:

حدیث سے کشیدہ فوائد:

- ایمان کا درجہ اسلام کے بعد ہے، اس مرتبہ تک مسلمان دین میں جد وجہد کر کے اور سچائی اپنا کر پہنچتا ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿ قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَلَكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ﴾" دیہاتی لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے۔ آپ کہہ دیجئے کہ درحقیقت تم ایمان نہیں لائے لیکن تم یوں کہو کہ ہم اسلام لائے (مخالفت چھوڑ کر مطیع ہو گئے) حالانکہ ابھی تک تمہارے دلوں میں ایمان داخل ہی نہیں ہوا"۔ (الحجرات: ١٤)

- ایمان کی اصل ہے دل میں پختہ قطعی تصدیق، لیکن وہ شریعت میں زبان کے ذریعہ ایمان کے اظہار اور اعضاء کے ذریعہ عمل کی انجام دہی کو شامل ہے، چنانچہ ایمان وہ ہے جو مسلمان کو طاعت اور نیک عمل پر آمادہ کرے اور دل میں ایمان جتنا زیادہ ہوگا اعضاء بھی اتنا ہی زیادہ اللہ تعالی کی اطاعت کریں گے۔

- اللہ پر ایمان تین چیزوں کو شامل ہے:

① اللہ تعالی کی ربوبیت پر ایمان کہ وہی ہر چیز کا خالق اور مالک ہے۔
② اللہ تعالی کی الوہیت پر ایمان کہ اس کے سوا کوئی بھی عبادت کا مستحق نہیں ہے۔
③ اس بات پر ایمان کہ اللہ کے اچھے نام اور بلند صفات ہیں۔

- مسلمان تمام فرشتوں اور انبیا پر ایمان رکھتا ہے، جن کی خبر اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے اور ان کے ان اوصاف واعمال پر ایمان رکھتا ہے جو (قرآن وحدیث میں) وارد ہوئے ہیں، اسی طرح مسلمان اتاری گئی کتابوں پر ایمان رکھتا ہے، لیکن یہ عقیدہ بھی رکھتا ہے کہ توراۃ وانجیل میں تحریف واقع ہوئی ہے۔

- یوم آخرت پر ایمان مسلمان میں اللہ کی ملاقات سے گھبراہٹ اور اس کی سزا کا ڈر پیدا کرتا ہے اور اللہ تعالی کے پاس جو عظیم ثواب ہے اس کی چاہت اس میں پیدا کرتا ہے، چنانچہ وہ طاعت کے کام کرنے اور حرام کاموں سے بچنے کی پوری کوشش کرتا ہے۔

- مسلمان کا ایمان اس وقت تک پورا نہیں سکتا ہے جب تک وہ یہ ایمان نہ رکھے کہ ہر وہ چیز جو کائنات میں واقع ہوتی ہے، اللہ تعالی کی تقدیر وبالغ حکمت سے واقع ہوتی ہے۔مؤمن اللہ تعالی کی بھلی اور بری تقدیر کو تسلیم کرتا ہے، مگر وہ یہ بھی جانتا ہے کہ اللہ تعالی نے خیر وہدایت کی راہیں طلبگار کے لیے آسان کر دی ہیں، اس لیے تقدیر پر ایمان اسباب اپنانے اور طاعتوں میں محنت کرنے کے منافی نہیں ہے۔

مشق (١) غلطی کی اصلاح کرونگا:

◀ ایک آدمی نے عیسی علیہ السلام کے ساتھ بدسلوکی کی ایک دوسرے شخص کے جواب میں جس نے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدسلوکی کی۔

① اس رویہ پر آپ کی کیا رائے ہے اور اس شخص کو کیا نصیحت کریں گے؟

② اس جیسے بحث ومباحثہ میں درست موقف کیا ہے؟ (اپنے استاد سے رجوع کریں)

مشق (٢) نتیجہ نکالوں گا:

◀ فرشتوں اور انبیا کے ان اوصاف واعمال پر ایمان لانا واجب ہے جو قرآن کریم میں آئے ہیں اور ان کی اقتدا کرنا بھی واجب ہے، اللہ تعالی فرشتوں کے بارے میں فرماتا ہے: ﴿وَالْمَلَائِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ أَلَا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (5)﴾ " اور تمام فرشتے اپنے رب کی پاکی تعریف کے ساتھ بیان کر رہے ہیں اور زمین والوں کے لیے استغفار کر رہے ہیں۔ خوب سمجھ رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہی معاف فرمانے والا رحمت والا ہے"۔ (الشوری: ٥) اور اللہ تعالی آل زکریا علیہم السلام کے بارے میں فرماتا ہے: ﴿ إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ ﴾" یہ بزرگ لوگ نیک کاموں کی طرف جلدی کرتے تھے اور ہمیں لالچ وطمع اور ڈر وخوف سے پکارتے تھے۔ اور ہمارے سامنے عاجزی کرنے والے تھے"۔ (الانبیاء: ٩٠)

- ان دو آیتوں پر غور کریں، پھر ان سے فرشتوں اور نبیوں کے اعمال نکالیں اور بتائیں کہ ان کی اقتدا کے کیا کیا پہلو ہیں۔

مشق (٣) سیکھوں گا:

◄ شکل میں موجود ایمان بالقدر کے ثمرات کے نیچے صحیح (✓) کا نشان لگائیں:

سوال (١):
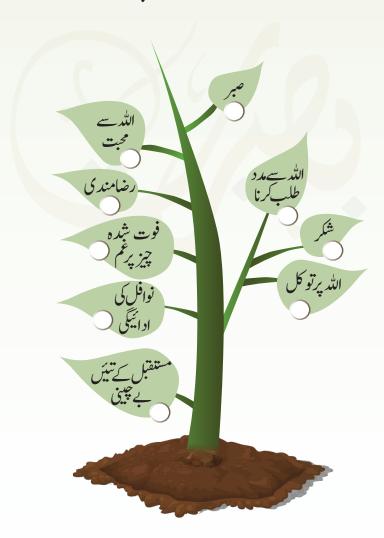
صحیح عبارت کے سامنے ✓ لگائیں اور غلط عبارت کے سامنے ✗ لگائیں:

① ایمان مسلمان کو ہر نیک عمل کے لیے آمادہ کرتا ہے
② اسلام کا درجہ ایمان کے درجہ سے بلند ہے۔
③ ہم قرآن، توراۃ اور انجیل کے نزول پر ایمان رکھتے ہیں۔
④ ہم توراۃ میں وارد رسولوں کی خبروں پر ایمان رکھتے ہیں۔
⑤ فرشتے اولاد آدم کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں۔

سوال (٢): درج ذیل حدیث کو پورا کروں گا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ، ....، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، ....، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ ....»

سوال (٣): مسلمان درج ذیل امور میں سے ہر ایک امر پر ایمان کو کیسے پورا کرے گا؟

(اللہ تعالی — یوم آخرت — تقدیر)

سوال (٤): درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

① ایمان کے ارکان گنائیں۔
② ایمان بالقدر کے ثمرات پر ایک پیراگراف لکھیں جو تین سطر سے زیادہ نہ ہو۔
③ "یوم آخرت پر ایمان مومن کی استقامت پر اثر ڈالتا ہے"، اس عبارت پر بحث کریں۔

سبق (۷)

نیت اور اعمال میں اس کا اثر

سبق کے مقاصد:

◄ پیارے طالب علم! امید ہے کہ اس سبق کو پڑھ لینے کے بعد آپ:

١. حدیث شریف کو یاد کریں گے۔
٢. راوی حدیث کا تعارف پیش کریں گے۔
٣. حدیث شریف کے بعض الفاظ کے معنی بیان کریں گے۔
٤. حدیث شریف کے عمومی مفہوم کی تشریح کریں گے۔
٥. ہر عمل کے وقت اخلاص کی اہمیت کو محسوس کریں گے۔
٦. مسلمان کے دین پر فاسد نیت کے خطرہ کو محسوس کریں گے۔

تمہیدی مشق:

مسجد کے امام نے تحفیظ قرآن کا مدرسہ بنانے کے لیے چندے مانگے، تو آپ کے دو پڑوسیوں نے لوگوں کے سامنے بڑی رقم چندے میں دی، پہلے کی نیت تھی کہ پڑوسی اسے فیاضی سے متصف کریں گے اور دوسرے کی نیت تھی کہ لوگ اس کی تقلید کریں گے اور بڑی رقم جمع ہو جائے گی، اس موقف کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ ان دو آدمیوں کے درمیان کیا فرق ہے جبکہ دونوں کا معاملہ نیک عمل میں یکساں ہے؟

حدیث کا متن:

«إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَا نَوَى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ»

"اعمال کا دار مدار نیت پر ہے۔ ہر انسان کو وہی حاصل ہوگا جو اس نے نیت کی۔ جس شخص کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہوگی اس کی ہجرت واقعی اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہوگی اور جس کی ہجرت دنیا کمانے کے لیے یا کسی عورت سے شادی رچانے کے لیے ہوگی تو اس کی ہجرت اسی لیے ہوگی جس کے لیے اس نے ہجرت کی ہے۔" (صحیح بخاری: ۶۶۸۹، صحیح مسلم: ۱۹۰۷)

الفاظ کے معنی:

الفاظ	معانی
الأعمال	وہ اقوال واعمال جو مسلمان عبادت کے ارادہ سے انجام دیتا ہے۔
النية	عمل کے قصد و ارادہ کا نام۔
هجرته	مقصود ہجرت ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کا مکہ سے مدینہ کی طرف منتقل ہونا۔
لدنيا يصيبها	یعنی دنیوی نفع و فائدہ کے لیے

راوی حدیث:

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا تعارف گذر چکا ہے اور ان کے فضائل میں سے یہ ہے کہ:

◄ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ

قَطُّ سَالِكًا فَجًّا إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ» ''مجھے اس اللہ کی قسم جسکے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر تمھیں شیطان راستے میں چلتا ہوا دیکھ لے تو وہ اپنا راستہ تبدیل کر کے دوسرے راستے پر چلنے لگتا ہے۔'' (صحیح بخاری: ۳۶۸۳، صحیح مسلم: ۲۳۹۶)

- وہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد منصب خلافت پر فائز ہوئے، وہ عادل، زاہد اور حق میں طاقتور تھے۔ ان کے عہد خلافت میں مصر، شام، عراق اور فارس میں بہت سی اسلامی فتوحات ہوئیں۔

حدیث کا عام مفہوم:

- حدیث شریف نیت کو عمل سے جوڑتی اور اس بات کی تاکید کرتی ہے کہ اللہ تعالی وہی عمل قبول فرماتا ہے جو اس کے لیے خالص ہو، اس لیے ہجرت وغیرہ جیسے نیک اعمال سے جس کی نیت اللہ تعالی کی خوشنودی ہے، تو اس کا عمل مقبول ہے اور اللہ تعالی کے پاس اس کا اجر ہے۔
- اگر ہجرت سے اس کا مقصد کسی عورت سے شادی کرنا، یا مال کمانا یا کوئی دنیوی متاع ہو، تو اس کی ہجرت اس مقصد کے لیے ہوگی، جس کے لیے اس نے ہجرت کی ہے اور اسے اس ہجرت کا ثواب ہرگز نہیں ملے گا جس کا اللہ تعالی نے حکم دیا ہے۔
- اسی طرح ہر وہ بندہ جو کوئی عبادت یا نیک کام کرے مگر اس میں اس کا مقصد اللہ تعالی کی خوشنودی نہ ہو، تو وہ اپنے آپ کو اللہ کی ناراضگی اور عذاب سے دوچار کرے گا۔

حدیث سے کشیدہ فوائد:

① اللہ تعالی کے لیے نیت کو خالص کرنا نیک اعمال کی قبولیت کی شرط ہے۔
② مسلمان کی نیت اللہ کے لیے جس قدر خالص ہوگی، اسی قدر وہ عمل کے ثواب کا مستحق ٹھہرے گا۔

③ نیک نیت سے نیک عمل کا اجر بڑھتا ہے، گرچہ وہ کم ہی کیوں نہ ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: «بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيقِ فَأَخَّرَهُ، فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ»، ''ایک شخص راستے میں جا رہا تھا، اس نے وہاں خار دار ٹہنی دیکھی تو اسے ایک طرف ہٹا دیا، اللہ تعالیٰ نے اس کی قدر دانی کرتے ہوئے اسے معاف کر دیا۔'' (صحیح بخاری: ۲۴۷۲، صحیح مسلم: ۱۹۱۴)

④ نیک نیت فاسد کام کو درست نہیں کرسکتی، اگر کوئی انسان حرام کام کرے اور اس سے اس کی نیت اللہ تعالی کی طاعت ہو، تو وہ گناہ گار ہوگا اور اللہ کے نزدیک اس کا عمل مقبول نہیں ہوگا، چاہے وہ بھلائی کے ارادہ میں سچا کیوں نہ ہو۔

⑤ سچا مسلمان اپنے تمام اعمال میں نیت کو اللہ کے لیے خالص کرتا ہے اور اپنے دل سے تمام فاسد نیتوں کو دور کرتا ہے، جیسے ریاکاری، لوگوں کے درمیان شہرت اور تعریف طلب کرنا وغیرہ۔

مشق (۱) عملی جامہ پہناؤں گا:

◄ درج ذیل دو موقف کے مقابلہ میں ایسا کام تجویز کریں جسے آپ مناسب سمجھتے ہوں:

موقف	مناسب کام
ایک شخص کی عادت ہے خفیہ طور پر صدقہ دینا، جب لوگوں کو اس بات کا پتہ چلا تو انہوں نے اس کی جم کر تعریف کی۔	
امام نے مسجد کے لیے چندہ دینے کی درخواست کی اور کسی نے چندہ نہیں دیا، تو ایک مصلی شش و پنج میں پڑ گیا کہ آیا لوگوں کے سامنے چندہ دے یا جب لوگ نکل جائیں، تو امام کو تھما دے؟	

مشق (۲) تجزیہ کروں گا اور توسع پیدا کروں گا:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(إِنَّمَا الدُّنْيَا لِأَرْبَعَةِ نَفَرٍ عَبْدٍ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَعِلْمًا فَهُوَ يَتَّقِي فِيهِ رَبَّهُ وَيَصِلُ فِيهِ رَحِمَهُ وَيَعْلَمُ لِلّٰهِ فِيهِ حَقًّا فَهَذَا بِأَفْضَلِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٍ رَزَقَهُ اللّٰهُ عِلْمًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ مَالًا فَهُوَ صَادِقُ النِّيَّةِ يَقُولُ لَوْ أَنَّ لِي مَالًا لَعَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ بِنِيَّتِهِ فَأَجْرُهُمَا سَوَاءٌ وَعَبْدٍ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ عِلْمًا فَهُوَ يَخْبِطُ فِي مَالِهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ لَا يَتَّقِي فِيهِ رَبَّهُ وَلَا يَصِلُ فِيهِ رَحِمَهُ وَلَا يَعْلَمُ لِلّٰهِ فِيهِ حَقًّا فَهَذَا بِأَخْبَثِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٍ لَمْ يَرْزُقْهُ اللّٰهُ مَالًا وَلَا عِلْمًا

فَهُوَ يَقُولُ لَوْ أَنَّ لِي مَالًا لَعَمِلْتُ فِيهِ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ بِنِيَّتِهِ فَوِزْرُهُمَا سَوَاءٌ) "یہ دنیا چار قسم کے لوگوں کے لیے ہے: ایک بندہ وہ ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے مال اور علم کی دولت دی، وہ اپنے رب سے اس مال کے کمانے اور خرچ کرنے میں ڈرتا ہے اور اس مال کے ذریعے صلہ رحمی کرتا ہے[۱] اور اس میں سے اللہ کے حقوق کی ادائیگی کا بھی خیال رکھتا ہے[۲] ایسے بندے کا درجہ سب درجوں سے بہتر ہے۔ اور ایک وہ بندہ ہے جسے اللہ نے علم دیا، لیکن مال ودولت سے اسے محروم رکھا پھر بھی اس کی نیت سچی ہے اور وہ کہتا ہے کہ کاش میرے پاس بھی مال ہوتا تو میں اس شخص کی طرح عمل کرتا لہٰذا اسے اس کی سچی نیت کی وجہ سے پہلے شخص کی طرح اجر برابر ملے گا، اور ایک وہ بندہ ہے جسے اللہ نے مال ودولت سے نوازا لیکن اسے علم سے محروم رکھا وہ اپنے مال میں غلط روش اختیار کرتا ہے، اس مال کے کمانے اور خرچ کرنے میں اپنے رب سے نہیں ڈرتا ہے، نہ ہی صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ ہی اس مال میں اللہ کے حق کا خیال رکھتا ہے تو ایسے شخص کا درجہ سب درجوں سے بدتر ہے، اور ایک وہ بندہ ہے جسے اللہ نے مال ودولت اور علم دونوں سے محروم رکھا، وہ کہتا ہے کاش میرے پاس مال ہوتا تو فلاں کی طرح میں بھی عمل کرتا (یعنی: برے کاموں میں مال خرچ کرتا) تو اس کی نیت کا وبال اسے ملے گا اور دونوں کا عذاب اور بارگناہ برابر ہوگا"۔ (سنن ترمذی: ۲۳۲۵)

حدیث کو پڑھیں، پھر:

۱. واضح کریں کہ چوتھا آدمی گناہ میں تیسرے آدمی کا شریک کیوں بنا؟
۲. اپنے ساتھیوں کی مدد سے ثواب میں شرکت کی مثالیں ذکر کریں، جیسا کہ حدیث میں دوسرے آدمی نے کیا۔

مشق (۳) موقف کا جائزہ لوں گا:

"ایک آدمی نے امام ابو حنیفہ سے پوچھا: میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ تجارت کرتا ہوں، میں چوری کرتا ہوں تو اس کا گناہ میرے اوپر لکھا جائے گا اور چوری کیے ہوئے مال کا صدقہ کر دیتا ہوں، تو

میرے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گی...“

① آپ امام ابو حنیفہ سے کس طرح کے جواب کی توقع کرتے ہیں؟ (اپنے استاد سے رجوع کریں)

② کیا سوال کرنے والے کو اپنے فعل پر گناہ ملے گا یا نہیں؟

سوال (۱): صحیح جواب منتخب کریں:

① عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا لقب تھا:

☐ صدیق ☐ فاروق ☐ عادل

② نیت: عمل کے قصد و ارادہ کا نام ہے اور اس کا تعلق ہے:

☐ نیک عمل سے ☐ شعائر کے عمل سے ☐ تمام اعمال سے

③ جب مسلمان کوئی کام کرے اور اس سے اللہ تعالی کی خوشنودی طلب نہ کرے، تو وہ:

☐ گنہگار ہوگا اور اس کا عمل قبول نہ ہوگا ☐ اس کے اچھے اثرات پر اسے ثواب دیا جائیگا

☐ نہ عمل قبول ہوگا اور نہ وہ اس پر گنہگار ہوگا۔

سوال (۲): درج ذیل حدیث کو پورا کریں:

(إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ.........، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلى............، فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ .... أَوْ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ ....)

سوال (۳): درج ذیل عبارات میں سے ہر ایک عبارت پر مناسب تبصرہ کریں:

۱۔ صرف نیک ارادہ قبولیت عمل کے لیے کافی نہیں ہے۔

۲۔ فاسد نیت والا دنیا میں فریب خوردہ اور قیامت کے دن نامراد ہوگا۔

۳۔ اچھی نیت نیک عمل کے اجر کو بڑھا دیتی ہے۔

سبق کے مقاصد:

◄ پیارے طالب علم! امید ہے کہ اس سبق کو پڑھ لینے کے بعد آپ:
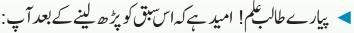
١. اختصار کے ساتھ راوی کا تعارف پیش کریں گے۔
٢. حدیث کے بعض الفاظ کے معنی بیان کریں گے۔
٣. دین میں بدعت ایجاد کرنے کی سنگینی کو واضح کریں گے۔
٤. بدعت کی اقسام کی مثالیں دیں گے۔
٥. معاشرہ میں سنت نبوی پھیلانے کی کوشش کریں گے۔
٦. معاشرہ میں خرافات کے پھیلنے میں بدعت کا اثر محسوس کریں گے۔

تمہید:

گزشتہ سبق میں عمل کے قبول ہونے کی پہلی شرط (اللہ کے لیے نیت کو خالص کرنا) سے متعلق گفتگو ہو چکی ہے۔ اس سبق میں دوسری (عمل کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہونا) پر گفتگو ہوگی۔

حدیث کا متن:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ، فَهُوَ رَدٌّ» ''جس شخص نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی نئی چیز پیدا کی جو اس میں نہیں تھی تو وہ مردود ہوگی۔'' (صحیح بخاری: ۲۶۹۷، صحیح مسلم: ۱۷۱۸)

الفاظ کے معنی:

الفاظ	معانی
أحدث	نئی چیز ایجاد کی
أمرنا	دین کا معاملہ اور اس سے مراد: عبادات، عقائد اور احکامات ہیں۔
ردّ	کرنے والے پر رد کیا جائے گا، اس سے قبول نہیں کیا جائے گا اور اس پر اسے ثواب نہیں دیا جائے گا۔

راوی حدیث:

- ام المؤمنین عائشہ بنت ابی بکر صدیق، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں اور ان کا لقب صدیقہ ہے۔
- ان کی ولادت ہجرت سے نو سال سے پہلے ہوئی اور بچپن ہی میں اسلام لے آئیں اور سنہ ۵۸ ہجری میں وفات پائیں۔
- وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اکیلی بیوی ہیں جو آپ سے شادی کے وقت کنواری تھیں اور آپ کی محبوب ترین بیویوں میں سے تھیں۔
- وہ سخاوت وکرم میں مشہور تھیں اور سب سے بڑے فقہا اور سب سے اچھی رائے رکھنے والوں میں سے تھیں، کبار صحابہ ان سے دین کے احکام کے بارے میں سوال کیا کرتے تھے۔

حدیث کا عام مفہوم:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شرع حنیف پر جراءت کرنے سے ڈرا رہے ہیں اور ہمیں خبر دے رہے ہیں کہ جو اللہ تعالی کی عبادت ایسی نئی چیز سے کرے گا جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشروع نہیں کیا ہے، تو اس کا عمل اسی پر رد کر دیا جائے گا اور اس سے قبول نہیں کیا جائے گا۔

حدیث سے کشیدہ فوائد:

① دین میں نئی چیز یا بدعت: وہ طریقہ ہے جسے عبادت میں نئے طور پر ایجاد کیا جائے اور اسے شریعت لے کر نہ آئی ہو اور اس کا مقصد اللہ تعالی کی عبادت ہو۔

② دین میں بدعت لوگوں کو حق کے اتباع اور سنت نبوی پر عمل سے بھٹکا دیتی ہے اور انہیں ان کے اعمال کے ثواب سے مرحوم کر دیتی ہے۔

③ ممنوع بدعت دین کے معاملات میں واقع ہوتی ہے دنیوی معاملات میں نہیں، جیسے آلات کی صنعت کاری، گاڑیوں اور جدید ایجادات کا استعمال جو لوگوں کی ضرورتیں پوری کرنے میں مددگار ہوتی ہیں، اس بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: (أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِ دُنْيَاكُمْ) "تم اپنی دنیا کے معاملات کو زیادہ جاننے والے ہو۔" (صحیح مسلم: ۲۳۱۳)

④ بدعتی اپنی بدعت پر ثواب نہیں پائے گا، بلکہ اس پر مسترد کر دی جائے گی، جب لوگ اس کی بدعت پر اس کی پیروی کریں گے، تو وہ گناہ کا مستحق ٹھہرے گا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

(مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ) ''جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ رائج کیا تو اس کے لیے اس کا (اپنا بھی) اجر ہے اور ان کے جیسا اجر بھی جنھوں نے اس کے بعد اس (طریقے) پر عمل کیا اس کے بغیر کہ ان کے اجر میں کوئی کمی ہو اور جس نے اسلام میں کسی

برے طریقے کی ابتدا کی اس کا بوجھ اسی پر ہے اور ان کا بوجھ بھی جنھوں نے اس کے بعد اس پر عمل کیا اس کے بغیر کہ ان کے بوجھ میں کوئی کمی ہو۔'' (صحیح مسلم: ۱۰۱۷)

⑤ بدعت کی درج ذیل اقسام ہیں:

- **اعتقادی بدعت:** جیسے کوئی اہل بیت کے معصوم ہونے کا عقیدہ رکھے۔
- **عملی بدعت:** جیسے مسجدوں میں قبریں بنائی جائیں اور ان کا طواف کیا جائے۔
- **قولی بدعت:** جیسے کوئی جنازہ لے جاتے وقت بلند آواز سے تکبیر یا تہلیل کہے۔

مشق (۱) اپنی معلومات میں گہرائی پیدا کروں گا:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبوں میں فرماتے تھے: (فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرُ الْهُدَى هُدَى مُحَمَّدٍ وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ) "بلا شبہ بہترین حدیث (کلام) اللہ کی کتاب ہے اور زندگی کا بہترین طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ زندگی ہے اور (دین میں) بدترین کام وہ ہیں جو خود نکالے گئے ہوں اور ہر نیا نکالا ہوا کام گمراہی ہے"۔ (صحیح مسلم: ۸٦۷)

حدیث پر غور کریں، پھر:

① واضح کریں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسے راہ حق اور راہ گمراہی کے درمیان فرق کیا؟

② بیان کریں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بدعت کو کیوں گمراہی سے موصوف کیا؟

مشق (۲) تعاون کروں گا اور دلیل پیش کروں گا:

معاشرہ پر بدعت کے برے اثرات ہیں، یہ خرافات اور جہالت کے پھیلنے کا سبب ہے۔ کوئی بدعت کسی معاشرہ میں ظاہر نہیں ہوتی ہے، مگر وہاں لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سنت چھوڑ دیتے ہیں، کسی عالم نے کہا ہے: "امت نے اپنے دین میں کوئی بدعت ایجاد نہیں کی، مگر اللہ تعالی نے اس کے بدلے ان سے ایک سنت اٹھالی"۔

آپ اپنے ساتھیوں کے تعاون سے اپنے معاشرہ میں پھیلی ہوئی بعض بدعتوں کو گنائیں اور ان کے برے اثرات پر دلیل پیش کریں۔

سوال (۱): صحیح عبارت کے سامنے ✓ لگائیں اور غلط عبارت کے سامنے ✗ لگائیں:

۱ عائشہ رضی اللہ عنہا علم پھیلانے کی بجائے عبادت میں مشغول رہیں۔ ☐
۲ اسلام علمی ترقی اور جدید ٹکنالوجی کے فروغ کی دعوت دیتا ہے۔ ☐
۳ بدعت معاشرہ میں جہالت اور خرافات کے پھیلنے کا سبب ہے۔ ☐
۴ حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان: "فی أمرنا هذا" سے مراد دین کے معاملات ہیں۔ ☐
۵ بدعتی اللہ کا تقرب حاصل کرنے کی نیک نیتی کا اجر پائے گا۔ ☐

سوال (۲): درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱ بدعت کی تعریف کریں؟
۲ بدعت کی اقسام میں سے ہر قسم کی مثال دیں؟
۳ یاد داشت سے اپنی کاپی میں سبق کی حدیث لکھیں۔
۴ "بدعت اور اہل بدعت کا مقابلہ صحیح سنت کی نشر و اشاعت سے ہوگا"، اس کی اہمیت کو بیان کریں اور اپنے معاشرہ میں سنت نبوی کی نشر و اشاعت کے وسائل تجویز کریں۔

سبق (۹)
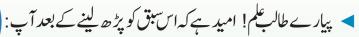
دین خیر خواہی اور نصیحت کا نام ہے

سبق کے مقاصد:

◄ پیارے طالب علم! امید ہے کہ اس سبق کو پڑھ لینے کے بعد آپ:

① حدیث شریف کو یاد کریں گے۔
② اختصار کے ساتھ راوی حدیث کا تعارف پیش کریں گے۔
③ حدیث شریف کے بعض الفاظ کے معنی بیان کریں گے۔
④ واضح کریں گے کہ حدیث میں وارد لوگوں کی خیر خواہی کیسے ہوگی؟
⑤ شرعی آداب کے مطابق نصیحت کرنے کی مشق کریں گے۔

تمہیدی مشق:

ابراہیم مسجد کی طرف جارہا تھا کہ اس نے اپنے ساتھی سعد کو راستے میں بیٹھا دیکھا، تو اسے نماز کی دعوت دی، مگر سعد نے اس کے ساتھ جانے سے انکار کردیا، ابراہیم کو غصہ آیا اور کہہ دیا: مجھے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ تم جیسوں کو اپنے گھر میں نہیں چاہتا ہے۔

ابراہیم نے کہاں صحیح کیا اور کہاں غلط ؟

حدیث کا متن:

تمیم داری سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«الدِّينُ النَّصِيحَةُ» قُلْنَا: لِمَنْ؟ قَالَ: «لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ» ''دین خیر خواہی کا نام ہے۔'' ہم (صحابہؓ) نے پوچھا: کس کی (خیر خواہی؟) آپ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نے فرمایا: ''اللہ کی، اس کی کتاب کی، اس کے رسول کی، مسلمانوں کے امیروں کی اور عام مسلمانوں کی (خیر خواہی۔)'' (صحیح مسلم: ۵۵)

الفاظ	معانی
النصيحة	مقصود بالنصح شخص کو خیر کی رہنمائی کرنا۔
أئمة المسلمين	مسلمانوں کے حکمران۔
عامتهم	حکمرانوں کے علاوہ باقی تمام مسلمان۔

راوی حدیث:

- ابو رقیہ تمیم بن اوس بن خارجہ داری۔
- آپ پہلے نصرانی تھے پھر سنہ ۹ ہجری میں اسلام لائے۔
- نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے اور آپ سے کچھ حدیثیں روایت کیں۔
- آپ ورع اور کثرت عبادت میں مشہور تھے اور سنہ ۴۰ ہجری میں وفات پائی۔

حدیث کا عام معنی:

یہ حدیث اسلام کی بنیادوں میں سے ایک عظیم بنیاد ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں اس بات پر زور دیا کہ خیر خواہی کرنا دین کی نبیادوں میں سے ہے اور خیر خواہی ہوگی:

- اللہ تعالی کے لیے، یعنی ایمان کی درستی اور عبادت میں اخلاص۔
- اللہ تعالی کی کتاب کے لیے، یعنی اس کی تصدیق کرنا، اس کی تلاوت کرنا اور اس پر عمل کرنا۔
- اللہ کے رسول کے لیے، یعنی: رسول کی تصدیق کرنا، ان کی اطاعت کرنا اور ان کی سنت پر عمل کرنا۔
- مسلمانوں کے حکمرانوں کے لیے، یعنی: انہیں حق کی طرف بلانا، حق میں ان کی مدد کرنا، مگر اللہ تعالی کی معصیت ونافرمانی میں نہیں۔

حدیث سے کشیدہ فوائد:

① اسلام میں باہمی نصیحت اور خیر پر ابھارنے کی بڑی اہمیت ہے، اس لیے حدیث شریف نے مکمل دین کی اقامت کو مسلمانوں کے درمیان باہمی نصیحت سے جوڑا ہے۔

② نصیحت کا مقصد ہے کہ لوگوں کو اللہ تعالی، اس کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کی طرف بلایا جائے، لوگوں کی زندگی اللہ تعالی کے ارادہ کے مطابق چلے اور ہر اختلاف کے وقت اللہ تعالی کا حکم ہی فیصل بنے۔

③ باہمی نصیحت سے معاشروں میں درستی آتی ہے، برائیاں رکتی ہیں، مسلمانوں کی دنیا سدھرتی ہے، اللہ تعالی کی رضامندی حاصل ہوتی ہے اور آخرت میں کامیابی ملتی ہے۔

④ نصیحت، خیر کی دعوت اور برائی سے روکنا تمام مسلمانوں کے لیے ہے، کوئی بڑا یا چھوٹا آدمی اس سے مستثنی نہیں ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (أَلَا لَا يَمْنَعَنَّ رَجُلًا هَيْبَةُ النَّاسِ أَنْ يَقُولَ بِحَقٍّ إِذَا عَلِمَهُ) ''خبردار! حق جان لینے کے بعد کسی آدمی کو لوگوں

کا خوف اسے بیان کرنے سے نہ روک دے''۔ (سنن ترمذی: ۲۱۹۱، سنن ابن ماجہ: ۴۰۰۷)

⑤ مقصود بالنصح شخص کے حساب سے نصیحت کا طریقہ مختلف ہوگا، اس لیے حکمرانوں اور بادشاہوں کی نصیحت دوسروں سے مختلف ہوگی، اسی طرح والدین اور بزرگوں کی نصیحت مختلف ہوگی اور بیوی اور بچوں کو نصیحت کرنے کا طریقہ مختلف ہوگا۔

⑥ نصیحت کرنے والے کو چاہیے کہ اس شخص سے نرمی برتے جسے نصیحت کرے، اسے حقیر نہ سمجھے، اس کے ساتھ بدسلوکی نہ کرے، اس کی نیت اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے خالص ہو، اسے اُس بات کا شرعی علم ہو جو مقصود بالنصح سے کہے اور حتی الامکان نصیحت سری ہو۔

⑦ جس شخص کو نصیحت کی جائے اسے چاہیے کہ نصیحت قبول کرے، حق کی پیروی کرے، چاہے اس کا کہنے والا کوئی بھی ہو اور نصیحت کرنے والے کو نہ حقیر سمجھے اور نہ اسے تکلیف پہنچائے۔

مشق (۱) عملی جامہ پہناؤں گا:

◄ درج ذیل حالات میں آپ کس طرح کی نصیحت پیش کریں گے؟

① آپ سے عمر میں بڑا آدمی آپ کے بگل میں کھڑا نماز پڑھ رہا ہے اور نماز پڑھنے کے طریقہ میں غلطی کر رہا ہے۔

② سماج میں بڑی حیثیت کا آدمی اپنے مال کی زکاۃ تو ادا کر رہا ہے، لیکن زکاۃ کو اس کی صحیح جگہوں میں خرچ نہیں کر رہا ہے۔

③ ایک آدمی لوگوں کو طبی ادویات تجویز کرتا ہے، حالانکہ وہ ڈاکٹر نہیں ہے۔

④ ایک آدمی لوگوں کو ان کے دینی معاملات میں فتوی دیتا ہے، حالانکہ وہ اس کا اہل نہیں ہے اور نہ اس نے اتنا شرعی علم حاصل کیا ہے جو اس کے لیے کافی ہو۔

مشق (۲) پڑھوں گا اور جواب دوں گا:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: «أَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ»
"سب سے افضل جہاد ظالم سلطان کے سامنے انصاف (اور حق) کی بات کہنا ہے"۔ (سنن ابی داود: ۴۳۴۴، سنن ترمذی: ۲۱۷۴)

◄ آپ حدیث کو پڑھیں، پھر جواب دیں:

① حدیث شریف میں جائر سلطان کے کیا معنی ہیں؟

② رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظالم سلطان کی نصیحت کو سب سے افضل جہاد کیوں قرار دیا؟

③ حاکم کو نصیحت کرنے سے معاشرہ کو کیا فائدہ ملے گا؟

④ کیا حاکم کی نصیحت سے اس سے بدسلوکی لازم آتی ہے؟

مشق (۲) اپنے ساتھیوں کے ساتھ شرکت کروں گا:

آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر درج ذیل ٹیبل میں مذکور حالات کی کچھ مثالیں دیں، جن میں نصیحت کرنا واجب ہو جاتا ہے:

فوری نصیحت	بادیر نصیحت	رازدارانہ نصیحت	علانیہ نصیحت

سوال (۱):

صحیح عبارت کے سامنے ✓ لگائیں اور غلط عبارت کے سامنے ✗ لگائیں:

① تمیم داری زیادہ جنگوں کے لیے مشہور تھے۔

② مقصود بالنصح شخص کی حالت کے لحاظ سے نصیحت کا طریقہ مختلف ہوگا۔

③ نصیحت اللہ سے قربت کا کام ہے، اس لیے اس میں اخلاص ضروری ہے۔

④ لوگوں کے سامنے علانیہ نصیحت کرنا جائز نہیں ہے۔

⑤ نصیحت کرنے کا طریقہ اس کی قبولیت پر اثر انداز ہوتا ہے۔

⑥ نصیحت کرنے والے کے لیے شرط ہے کہ وہ مقصود بالنصح سے افضل ہو۔

⑦ جس کو نصیحت کی جائے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ حق کو قبول کرے، چاہے کہنے والا کوئی بھی ہو۔

سوال (۲): یادداشت سے اپنی کاپی میں سبق کی حدیث لکھیں:

سوال (۳): درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

① سبق کی روشنی میں نصیحت کرنے کا مقصد کیا ہے؟

② اللہ تعالی، اس کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نصیحت وخیر خواہی کیسے ہوگی؟

③ حکمرانوں کی نصیحت کا معاشرہ کی اصلاح میں بڑا اثر ہے اور اسلام میں اس کی بڑی فضیلت ہے، اس بات کی وضاحت کریں۔

④ نصیحت کرنے کے تین آداب گنائیں۔

⑤ فرد اور مسلم معاشرہ پر باہمی نصیحت کا اثر بیان کریں۔

سبق کے مقاصد:

◄ پیارے طالب علم! امید ہے کہ اس سبق کو پڑھ لینے کے بعد آپ:

① حدیث شریف کو یاد کریں گے۔
② اختصار کے ساتھ راوی حدیث کا تعارف پیش کریں گے۔
③ استقامت کا مفہوم واضح کریں گے۔
④ استقامت تک پہنچانے والے راستوں کو گنائیں گے۔
⑤ آخرت میں اللہ تعالی کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے استقامت کو لازم پکڑنا ضروری سمجھیں گے۔

تمہیدی مشق:

اپنے گھر تک پہنچنے کے لیے آپ کے سامنے دو راستے ہیں، ان کی مسافت ایک ہی ہے، لیکن ان میں سے ایک سیدھا ہے اور دوسرا ٹیڑھا ہے، تو آپ کونسا راستہ انتخاب کریں گے اور کیوں؟ آپ اس کے اور اس حدیث شریف کے درمیان ربط پیدا کریں۔

حدیث کا متن:

(عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الثَّقَفِيِّ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! قُلْ لِي فِي الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا بَعْدَكَ - وَفِي حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ غَيْرَكَ - قَالَ: " قُلْ: «آمَنْتُ بِاللهِ، فَاسْتَقِمْ».

''سفیان بن عبد اللہ ثقفی کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے اسلام کے بارے میں ایسی پکی بات بتائیے کہ آپ کے بعد کسی سے اس کے بارے میں سوال کرنے کی ضرورت نہ رہے (ابو اسامہؓ کی روایت میں '' آپ کے بعد '' کی بجائے '' آپ کے سوا '' کے الفاظ ہیں) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: '' کہو: آمنت باللہ (میں اللہ پر ایمان لایا)، پھر اس پر پکے ہو جاؤ''سف۔ (صحیح مسلم: ۳۸)

الفاظ کے معنی:
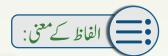
الفاظ	معانی
قولا لا أسأل عنه أحدا بعدك	ایسی واضح تشفی بخش بات جو آپ کے علاوہ کسی اور سے پوچھنے کی ضرورت نہ پڑے۔
قل: آمنت بالله	تم اللہ پر اپنے ایمان کا اعلان کرو، اپنی زبان سے اس کا ذکر کرو اور اپنے دل میں ایمان کے معانی کو مستحضر رکھو۔
استقم	ہمیشہ طاعت کے کام کرو اور گناہوں سے بچو

راوی حدیث:

- وہ ابو عمرہ سفیان بن عبد اللہ ثقفی ہیں۔
- طائف کے اس وفد میں شامل تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا۔
- انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کی اور بعض صحابہ، جیسے عمر بن خطاب، ابو ایوب انصاری سے اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے بھی روایت کیا ہے۔
- عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں طائف کے گورنر بنے۔

حدیث کا عام مفہوم:

یہ حدیث نبوی جوامع الکلم میں سے ہے، جس میں ایمان و اسلام کے اعمال شامل ہیں، جب صحابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے کام کے بارے میں پوچھا جو شرائع اسلام کو شامل ہو، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ اپنی زبان سے اسلام کا اعلان کریں، اپنے دل میں ایمان کی تجدید کریں اور گناہوں سے بچ کر اور طاعت کے کام انجام دے کر ایمان پر ثابت قدم رہنے کی کوشش کریں۔

حدیث سے کشیدہ فوائد:

① نفع بخش علم کے حصول اور اس کے بارے میں پوچھنے کا حرص، یہ سچے نیک لوگوں کا طریقہ ہے اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اس کے سب سے زیادہ حریص تھے۔

② اللہ تعالی پر ایمان مسلمان کا شعار ہے، چنانچہ وہ اپنے دین و ایمان کا اعلان کرے اور اس سے اپنی وابستگی پر فخر کرے۔

③ معاشرہ کے اندر مسلمانوں کے درمیان محبت اور خیر پر تعاون کا جذبہ عام کرنے میں ایمان کے اعلان کا بڑا اثر ہے۔

④ جو بندہ سچائی کے ساتھ اللہ کی خوشنودی کا عزم کرے گا، اللہ اسے توفیق دے گا اور اس کی مدد کرے گا، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ (96)﴾ " اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم انہیں اپنی راہیں ضرور دکھا دیں گے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نیکو کاروں کا ساتھی ہے"۔
(العنکبوت: ۶۹)

⑤ استقامت کا مطلب ہے شرع حنیف کی تعلیمات کے مطابق طاعت کو لازم پکڑنا اور معصیت سے بچنا۔ استقامت کی بڑی شان اور عظیم فضیلت ہے، اللہ اسے عطا کرتا ہے جو محنت کرے اور راہ استقامت پر چلے۔

استقامت حاصل کرنے کے وسائل:

◄ کئی ایسے وسائل ہیں جو استقامت کے حصول میں مسلمان کی مدد کرتے ہیں اور وہ درج ذیل ہیں:

① اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے بچنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اتَّقِ الْمَحارِمَ تَكُنْ أَعْبَدَ النَّاسِ) " "تم حرام چیزوں سے بچو، سب لوگوں سے زیادہ عابد ہو جاؤ گے"۔ (سنن ترمذی: ۲۳۰۵)

② اللہ تعالیٰ کے فرائض کو ادا کرنا اور نوافل میں محنت کرنا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا: (وَمَا تَقرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ،) " اور میرا بندہ جن جن عبادتوں کے ذریعے سے میرا قرب حاصل کرتا ہے ان میں سے کوئی عبادت مجھے اتنی پسند نہیں جس قدر وہ عبادت پسند ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے۔ میرا بندہ نوافل کے ذریعے سے بھی مجھ سے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں"۔ (صحیح بخاری: ٦٥٠٢)

③ مسلمان کا نیک ساتھی ہو، جو اس کی طاعت کے کاموں پر ہمت افزائی اور مدد کرے اور اسے نافرمانی سے روکے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: (الرَّجُلُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ) "آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، اس لیے تم میں سے ہر شخص کو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے"۔ (سنن ترمذی: ۲۳۷۸، سنن ابی داود: ۴۸۳۳)

④ دین کے احکامات پر عمل کرنے کے لیے ضروری علم حاصل کرنا اور استقامت کا خیال رکھنے میں صحابہ، علماء اور صالحین کی سیرتوں کا مطالعہ کرنا۔

⑤ قرآن کریم کی تلاوت پر مداومت برتنا اور گناہوں سے نفس کو پاک اور دل کو صاف کرنا، کیوں کہ دل کی استقامت سے اعضاء و جوارح درست ہوتے ہیں۔

⑥ توبہ و استغفار پر مداومت برتنا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: (كُلُّ ابْنِ آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِينَ التَّوَّابُونَ) "سارے انسان خطا کار ہیں اور خطا کاروں میں سب سے بہتر وہ ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں"۔ (سنن ترمذی: ۲۴۹۹)

مشق (۱) میں جوڑوں گا اور نتیجہ نکالوں گا:

اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ (03)﴾ "(واقعی) جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر اسی پر قائم رہے ان کے پاس فرشتے (یہ کہتے ہوئے) آتے ہیں کہ تم کچھ بھی اندیشہ اور غم نہ کرو (بلکہ) اس جنت کی بشارت سن لو جس کا تم وعدہ دیئے گئے ہو"۔ (فصلت: ۳۰)

① آپ کی رائے میں آیت کریمہ اور حدیث شریف میں ایمان کے اعلان پر کیوں زور دیا گیا؟
② اسلام پر فخر کے اظہار کا فرد اور معاشرہ پر کیا اثر ہوتا ہے؟
③ آیت کریمہ سے آپ نے جیسا سمجھا ہے اس کے مطابق استقامت کا بدلہ کیا ہے؟

مشق (۲) یاد کروں گا اور عملدر آمد کروں گا:

◄ جو چیزیں استقامت میں مددگار ہوتی ہیں ان میں سے: اوقات کو ایسے چیزوں میں لگانا جو نفس اور معاشرہ کے لیے فائدہ مند ہوں، وقت کو منظم کرنے کا منصوبہ بنانا، طاعتوں کی ادائیگی کو ترتیب دینا، جیسے: قرآن حفظ کرنے یا معین مقدار میں علم شرعی حاصل کرنے یا رضا کارانہ اسکیم میں مسلمانوں کی خدمت کرنے کا منصوبہ بنانا۔

① نفع بخش کاموں کے انتخاب، تنظیم اور تنفیذ کے بارے میں آپ اپنے خاندان اور دوستوں سے بحث ومباحثہ کریں۔
② ابھی آپ اس کتاب کو پڑھنے اور اسے ازبر کرنے کے لیے منصوبہ بنا سکتے ہیں، تاکہ آپ اگلے درجہ تک منتقل ہوسکیں۔

سوال (۱):

صحیح عبارت کے سامنے ✓ لگائیں اور غلط عبارت کے سامنے ✗ لگائیں:

① راوی حدیث قرشی صحابی اہل مکہ میں سے ہیں۔
② شریعت کے اوامر کا علم استقامت کی بنیادوں میں سے ہے۔
③ استقامت انفرادی تجربہ ہے جو معاشرہ سے متاثر نہیں ہوتی ہے۔
④ فرشتے استقامت والوں کو ان کی موت سے پہلے جنت کی خوشخبری دیں گے۔

سوال (۲): یادداشت سے اپنی کاپی میں سبق کی حدیث لکھیں:

سوال (۳): درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

① استقامت کا مفہوم واضح کریں۔
② "ایمان کا حکم استقامت کے حکم سے پہلے ہے" اس کی تشریح کیسے کریں گے؟
③ استقامت کے حصول میں نیک صحبت کا اثر دلیل کے ساتھ واضح کریں۔
④ استقامت اللہ تعالی کے محرمات سے بچنے، فرائض کو انجام دینے پھر نوافل کو ادا کرنے سے شروع ہوتی ہے، اس کی دلیل دیں۔

باب سوم

ایمان اور تزکیہ
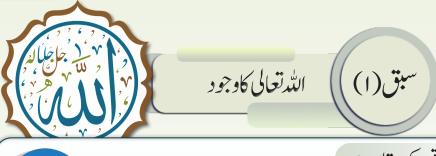
سبق کے مقاصد:

◀ پیارے طالب علم! امید ہے کہ اس سبق کو پڑھ لینے کے بعد آپ:

① اللہ تعالیٰ کے وجود پر عقلی اور فطری دلالت کی وضاحت کریں گے۔
② اللہ تعالیٰ کے وجود کے اثبات میں حسی تاثیر کو بیان کریں گے۔
③ اللہ تعالیٰ کے وجود پر قرآن کریم سے استدلال کریں گے۔
④ اس بات پر آپ کو کامل یقین ہو گا کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ رہنے والا اور ہمارے حالات سے بخوبی واقف ہے۔

تمہید:

اللہ تعالیٰ ہی نے کائنات کو انوکھے انداز میں پیدا کیا ہے، اور ہر چیز میں اس کی قدرت عیاں ہے، اور اس کے وجود پر شریعت، فطرت اور عقل سب دلالت کرتی ہیں، ان دلائل میں سے چند یہ ہیں:

پہلی دلیل: فطری دلیل

فطرت کی تعریف:

وہ خلقت جس پر انسان پیدا کیا گیا، اور وہ طبیعت جو عیوب سے پاک ہے، چنانچہ ہر بچہ اسی فطرت پر پیدا ہوتا ہے، اور اگر اسے اسی حال پر چھوڑ دیا جائے تو اسی فطرت پر باقی رہے گا، اور اسے چھوڑ کر کوئی اور راستہ اختیار نہیں کرے گا۔

اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ﴾

ترجمہ: سو آپ باطل پرستوں سے کنارہ کش ہو کر اپنے آپ کو دین حق پر قائم رکھیں، (اے لوگو!) اپنے آپ کو اللہ کی بنائی ہوئی اس خلقت پر قائم رکھو جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ کی خلقت میں کوئی تبدیلی نہیں ہے۔ [سورۃ الروم: 30].

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلاَّ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ":

ترجمہ: ہر بچہ فطرت یعنی توحید پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ (صحیح بخاری 1358، صحیح مسلم 2658)

دوسری دلیل: شرعی دلیل

شریعت واضح طور پر اللہ کے وجود پر دلالت کرتی ہے، چند دلائل بطور مثال یہ ہیں:

① اللہ تعالی نے رسولوں کو معجزات دیکر بھیجا جن سے ان کی سچائی کی تائید ہوتی ہے، اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ یقیناً اللہ تعالی نے ان کی جانب وحی نازل کی ہے، تو جب رسالت ثابت ہوگئی تو رسالت

عطا کرنے والے کا بھی ثبوت ہوتا ہے، اور تمام رسول اللہ تعالی کی وحدانیت (کی دعوت دینے) پر متفق تھے۔

۲ تمام آسمانی کتابیں اللہ تعالی کی وحدانیت اور اس کے خالق عظیم ہونے پر مشتمل ہیں۔

۳ قرآن کریم میں اس بات کی واضح دلیل موجود ہے کہ اللہ تعالی ہی کائنات اور ان میں موجود اشیا کا خالق ہے، چنانچہ ارشاد باری ہے: ﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (54)﴾ ترجمہ: بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر مستوی ہوا، رات سے دن کو ڈھانک دیتا ہے کہ وہ اس کے پیچھے دوڑتا ہوا آتا ہے، اور سورج اور چاند اور ستارے اپنے حکم کے تابعدار بنا کر پیدا کیے، اسی کا کام ہے پیدا کرنا اور حکم فرمانا، اللہ بڑی برکت والا ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔ [سورۃ الأعراف: 54].

تیسری دلیل: عقلی دلیل

عقل کی دلالت اللہ تعالی کے وجود پر بالکل واضح ہے، بایں طور کہ اس کائنات کا خالق کوئی نہ کوئی ضرور ہے؛ کیونکہ کائنات کا خود کو پیدا کرنا محال ہے، اس لئے کہ وہ اپنے وجود سے پہلے معدوم تھی، تو ایک معدوم چیز خود کو کیسے پیدا کرسکتی ہے؟! اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ (35)﴾ ترجمہ: کیا وہ بغیر کسی خالق کے پیدا ہو گئے ہیں یا وہ خود خالق ہیں۔ [سورۃ الطور: 35].

توجب وہ کسی خالق کے بغیر پیدا نہیں ہوئے ہیں، اور نہ انہوں نے خود کو پیدا کیا ہے؛ تو پھر ایک ہی صورت باقی رہ جاتی ہے کہ ان کو پیدا کرنے والا اللہ تعالی ہی ہے۔

- اور کائنات کا اتفاقاً پیدا ہو جانا محال ہے، کیونکہ کائنات کی تخلیق میں حد درجہ پختگی اور

کمال ہے، اور اس کا عمدہ نظام ہے، اس میں انوکھی خوبصورتی ہے، وہ نہایت وسیع ہے، اور کائنات ہمیشہ حرکت میں رہتی ہے جس کے لئے حی وقیوم (ہمیشہ زندہ رہنے والے اور ہر شے کو قائم رکھنے والے) کی خصوصی عنایت درکار ہے۔

چوتھی دلیل: حسی اور نظری دلیل

اللہ تعالی کے وجود پر حس اور مشاہدہ بھی دلالت کرتے ہیں، اور اس کی کچھ مثالیں حسب ذیل ہیں:

① ہم سنتے اور دیکھتے ہیں کہ دعا کرنے والوں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں؛ جو اس بات کی دلیل ہے کہ ان کا کوئی معبود ہے جو ان کی دعا قبول کرتا ہے۔

② عظمتِ تخلیق عظمتِ خالق پر دلالت کرتی ہے، چنانچہ جو شخص انسان کی تخلیق کی عظمت پر غور کرے گا- جیسے دل کی دھڑکنوں اور دماغ، جگر اور گردہ وغیرہ کے اعمال پر- تو اسے اللہ تعالی کی قدرت کی عظمت کا اندازہ ہوجائے گا، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿الَّذِی أَحْسَنَ كُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهُ﴾ ترجمہ: جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی۔ [سورة السجدة: 7].

③ کائنات کا نظم ونسق، مخلوقات کے احوال میں تبدیلی اور ان کے معاملات کی تدبیر، یہ تمام چیزیں اللہ تعالی کی وحدانیت پر دلالت کرتی ہیں، اللہ سبحانہ وتعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿صُنْعَ اللَّهِ الَّذِی أَتْقَنَ كُلَّ شَیْءٍ﴾ ترجمہ: یہ اس اللہ کی کاریگری ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط بنا رکھا ہے۔ [سورة النمل: 88].

مشق (۱) غور کرونگا اور وضاحت کرونگا

◄ کچھ لوگوں نے اللہ تعالی کے وجود کے سلسلے میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے بحث کیا، تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے ان سے کہا: مجھے تم لوگ بتاؤ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ کوئی کشتی خود ہی چل کر جائے اور کھانے پینے کی چیزوں اور دیگر اشیاء سے وہ خود ہی بھر جائے، اور پھر وہ واپس اپنی جگہ لوٹ جائے، وہ خود ہی لنگر انداز ہو جائے، اور سامان اتار کر پھر واپس چلی جائے، کیا یہ سب کسی کی تدبیر کے بغیر ممکن ہے؟! تو ان لوگوں نے کہا: یہ تو ناممکن ہے، کسی بھی صورت میں ایسا ممکن نہیں! تو امام صاحب نے ان سے کہا: جب ایک کشتی کے سلسلے میں یہ بات ممکن نہیں تو پھر پوری کائنات کے سلسلے میں یہ بات کیسے کہی جا سکتی ہے (کہ وہ کسی کی تدبیر کے بغیر چل رہی ہے)؟!

- اس قصے پر غور کریں، پھر:

① اپنے استاذ سے تبادلہ خیال کریں کہ اللہ تعالی کے وجود کا انکار کرنے والے کو کیسے جواب دیا جائے اور اس پر کیسے رد کیا جائے۔

② اسی قصے سے ملتا جلتا کوئی اور قصہ تحریر کریں جس سے ملحدین پر رد کیا جائے۔

مشق (۲) ایک دوسرے کا تعاون کرونگا اور جواب دونگا:

اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِلْمُوقِنِينَ (20) وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ (21)﴾ ترجمہ: اور زمین میں یقین کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں، اور خود تمہاری

نفسوں میں بھی، تو کیا تم غور سے نہیں دیکھتے۔ [سورۃ الذاریات ۲۰-۲۱].

- مذکورہ دونوں آیتوں کی روشنی میں اپنے ساتھیوں کے تعاون سے اللہ تعالی کے وجود پر دلالت کرنے والی اس کی بعض نشانیوں کو بیان کریں، مندرجہ ذیل خاکے کو مکمل کرتے ہوئے:

نفس کے اندر موجود نشانیاں	زمین میں موجود نشانیاں	آسمان میں موجود نشانیاں
		ستاروں اور سیاروں کی گردش
	مردہ زمین سے زندہ پودے کا نکلنا	

سوال (۱)۔ مندرجہ ذیل عبارتوں میں صحیح جواب کی نشاندہی کریں:

① اللہ پر ایمان رکھنا انسانی فطرت ہے۔ { صحیح - غلط }

② کچھ ایسی بھی مخلوقات ہیں جن کا کوئی خالق نہیں۔ { صحیح - غلط }

③ عظمتِ تخلیق عظمتِ خالق پر دلالت کرتی ہے۔ { صحیح - غلط }

④ مخلوقات کی تخلیق میں مضبوطی اس بات کی دلیل ہے کہ ان کا وجود اتفاقاً نہیں ہوا ہے۔ { صحیح - غلط }

سوال (۲)۔ ان میں سے صحیح جواب کا انتخاب کریں:

① اللہ تعالی کے وجود پر دلالت کرنے والی کائنات کی نشانیوں میں سے بعض یہ ہیں:

☐ ستاروں کی گردش ☐ قرآن کریم ☐ انسانی فطرت

② اللہ تعالی کے وجود کی شرعی دلیلوں میں سے بعض یہ ہیں:

☐ رات اور دن ☐ رسولوں کے معجزات ☐ انسان کی تخلیق

سوال (۳)۔ مندرجہ ذیل سوالات کے جواب دیں:

① اللہ تعالی کے وجود پر قرآن کریم سے کوئی دلیل پیش کریں۔

② اللہ تعالی کے وجود کو ثابت کرنے میں حواس کے اثر کو بیان کریں۔

③ کائنات کا ازخود وجود میں آنا (خود کو پیدا کرنا) کیوں ناممکن ہے؟

سبق (۲) اللہ تعالیٰ کی وحدانیت

سبق کے مقاصد:

◄ پیارے طالب علم! امید ہے کہ اس سبق کو پڑھ لینے کے بعد آپ:

① توحید کے مفہوم اور مقصود کی وضاحت کریں گے۔
② توحید کا مقام و مرتبہ بیان کریں گے۔
③ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے دلائل پیش کریں گے۔
④ اللہ کو ہر صفتِ کمال سے متصف کریں گے۔
⑤ صرف اللہ کی عبادت کریں گے۔

تمہید:

◄ توحید ہی اسلام کی بنیاد ہے، اور توحید کا اعتقاد ہی مسلمان کا اولین فریضہ ہے، چنانچہ سب سے پہلے وہ توحید کی گواہی دیتے ہوئے (لا الہ الا اللہ) کہتا ہے۔

◄ لہذا ایک مسلمان پر یہ عقیدہ رکھنا واجب ہے کہ اللہ کے سوا کائنات کا کوئی بھی خالق اور مدبر نہیں ہے، اور نہ ہی اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق ہے، نیز یہ عقیدہ رکھنا واجب ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر صفتِ کمال سے متصف ہے، اور ہر طرح کے نقص یا عیب سے منزہ (پاک) ہے۔

اللہ تعالی ہر چیز کا رب ہے:

- ہر مسلمان پر یہ عقیدہ رکھنا واجب ہے کہ اللہ تعالی ہی تمام مخلوقات کا رب، ان کا مالک و رازق اور ان کے امور کی تدبیر کرنے والا ہے، اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ [سورۃ الفاتحۃ: 2].
- اللہ تعالی ہی مخلوقات کو زندگی اور موت دیتا ہے، چنانچہ اللہ فرماتا ہے: ﴿لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (2)﴾ ترجمہ: آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اسی کی ہے، وہی زندگی دیتا ہے اور موت بھی، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ [سورۃ الحدید: 2].
- اور اللہ تعالی ہی رزاق (سب کو روزی دینے والا) ہے، چنانچہ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا﴾ ترجمہ: زمین پر چلنے پھرنے والے جتنے جاندار ہیں سب کی روزیاں اللہ تعالی پر ہیں۔ [سورۃ ہود: 6].

اللہ تعالی ہی معبود برحق ہے:

- (لا الہ الا اللہ) کی گواہی اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، لہذا ہر مسلمان پر یہ واجب ہے کہ تمام قسم کی عبادتوں کو صرف اللہ وحدہ کے لئے خاص کرے۔
- یہی وجہ ہے کہ مسلمان صرف اللہ عز وجل کے سامنے ہی جھکتا ہے، صرف اسی کے سامنے عاجزی اختیار کرتا ہے اور صرف اسی سے دعا کرتا ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ ترجمہ: آپ ان سے کہئے کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب کچھ رب العالمین کے لئے ہے۔ [سورۃ الأنعام: 162].

اللہ تعالی ہر صفتِ کمال سے متصف ہے

◄ اور وہ ہر طرح کے نقص یا عیب سے پاک ہے، وہ اکیلا اور یکتا ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے: ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ (1) اللَّهُ الصَّمَدُ (2) لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ (3) وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ (4)﴾ ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے، اور اس کا ہمسر کوئی نہیں۔ [سورۃ الإخلاص:-1 4]

◄ لہذا اللہ تعالی اکیلا ہے ، وہ الوہیت (معبود ہونے) میں منفرد ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور نہ اس کا کوئی شریک ہے۔

◄ اور وہ ایسا بے نیاز ہے جس کا قصد تمام بندے دعا اور انکساری کے ساتھ کرتے ہیں۔

◄ اللہ سبحانہ وتعالی نے کسی کو جنم نہیں دیا، لہذا اس کی کوئی اولاد نہیں، اور نہ اسے کسی نے جنم دیا ہے، لہذا نہ اس کا کوئی باپ ہے اور نہ اس کی کوئی ماں ہے۔

◄ اور نہ اس کی ذات یا اس کی صفات میں کوئی اس کے مشابہ ہے، وہ ویسا ہی ہے جیسا اس نے خود فرمایا: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ ترجمہ: کوئی چیز اس کے مانند نہیں، اور وہ خوب سننے والا، دیکھنے والا ہے۔ [الشوری: ۱۱]

◄ اور اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا: ﴿الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا﴾ ترجمہ: وہ ذات کہ اسی کے لئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے، اور نہ اس نے کوئی اولاد بنائی اور نہ کبھی بادشاہی میں کوئی اس کا شریک رہا ہے اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا، تو اس کا ٹھیک اندازہ مقرر کیا۔ [الفرقان: ۲]

مشق (۱) تبادلہء خیال کرونگا اور نتیجہ اخذ کرونگا:

◄ اپنے استاذ کے ساتھ آنے والے قصے پر تبادلہ خیال کریں، پھر اللہ تعالی کی ان صفات کا ذکر کریں جن پر یہ قصہ مشتمل ہے۔

یہ قصہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حصین نامی ایک شخص کے مابین کا ہے، دونوں کے درمیان درج ذیل گفتگو ہوئی:

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حصین: تم کتنے معبودوں کی عبادت کرتے ہو؟
- حصین نے کہا: سات، چھ زمین میں ہیں اور ایک آسمان میں ہے۔
- تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: جب تم کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو کسے پکارتے ہو؟
- حصین نے کہا: اسے پکارتا ہوں جو آسمان میں ہے۔
- تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا: جب مال ہلاک وبرباد ہوجاتا ہے تو کسے پکارتے ہو؟
- حصین نے کہا: اسے پکارتا ہوں جو آسمان میں ہے۔
- تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آسمان والا ہی تمہاری دعا کو سنتا ہے تو اس کے ساتھ دوسروں کو کیوں شریک کرتے ہو؟!

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حصین کو اللہ واحد پر ایمان لانے کی دعوت دی، اور حصین ایمان لاکر اسلام میں داخل ہوگئے۔ (ابن خزیمہ نے اس قصے کو کتاب التوحید میں ذکر کیا ہے 1/ 278)۔

مشق (۲) غور کرونگا اور جواب دونگا:

◄ آنے والی آیت میں غور کریں، اور اس سے ایک ایسی عقلی دلیل نکالیں جو اللہ عز وجل کے لئے اولاد کی نسبت کے بطلان پر دلالت کرے۔

اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنَّى يَكُونُ لَهُ وَلَدٌ وَلَمْ تَكُنْ لَهُ صَاحِبَةٌ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے، اس کی اولاد کیسے ہوگی، جبکہ اس کی کوئی بیوی نہیں؟ اور اس نے ہر چیز پیدا کی اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔ [سورۃ الأنعام: 101].

مشق (۲) پڑھونگا اور تعبیر کرونگا

◄ اللہ کے نبی ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں ایک بادشاہ نے الوہیت کا دعوی کیا اور یہ دعوی کیا کہ وہ کائنات میں تصرف کرسکتا ہے، تو ابراہیم علیہ السلام اس کے پاس گئے اور دونوں کے درمیان یہ گفتگو ہوئی:

اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ قَالَ أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾ ترجمہ: کیا آپ نے اس شخص کے حال پر غور نہیں کیا جس نے ابراہیم علیہ السلام سے ان کے رب کے بارے میں حجت کی، اس لئے کہ اللہ نے اسے حکومت دے رکھی تھی، جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا: میرا رب تو وہ ہے جو زندگی اور موت دیتا ہے، اس نے کہا: میں زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں، ابراہیم علیہ السلام نے کہا: اللہ آفتاب کو مشرق سے نکالتا ہے، تو اسے مغرب سے نکال کر دکھا، تو وہ کافر لاجواب ہوگیا، اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔ [سورۃ البقرۃ: 258].

◄ ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کے ساتھ گفتگو میں جس عقلی دلیل کا استعمال کیا اس کی تشریح کریں۔

سوال (۱)۔ توحید کی مندرجہ ذیل تعریف کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

توحید کہتے ہیں اس بات کے اقرار کو کہ اللہ تعالی ہی کائنات کا خالق، سارے جہان کا رب ہے، اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، اور اللہ تعالی ہر صفت کمال سے متصف، اور ہر طرح کے نقص یا عیب سے پاک ہے۔

سوال (۲)۔ درج ذیل عبارتوں میں جو صحیح ہے اس کے سامنے ✓ کا نشان رکھیں اور جو غلط ہے اس کے سامنے ✗ کا نشان رکھیں:

① اللہ سبحانہ وتعالی کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔ ☐

② انسانوں کو پیدا کرنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ دنیا سے خوب فائدہ اٹھائیں۔ ☐

③ ابراہیم علیہ السلام نے اس حقیقیت پر دلیل پیش کی کہ اللہ نے کائنات کو پیدا کیا۔ ☐

④ مسلمان اللہ کے آگے ہی جھکتا ہے اور اسی کے سامنے عاجزی و انکساری اختیار کرتا ہے۔ ☐

⑤ مکہ مکرمہ کا حج کرنا ہی مسلمان کا سب سے پہلا فریضہ ہے۔ ☐

سوال (۳)۔ مندرجہ ذیل سوالات کے جواب دیں:

① قرآن کریم نے اللہ تعالی کے لئے اولاد کے محال ہونے پر کس طرح سے دلیل پیش کی؟

② اللہ تعالی کی وحدانیت پر ایک دلیل پیش کریں۔

③ حالیہ سبق سے اللہ کے جن صفات سے آپ واقف ہوئے ان کی وضاحت کریں۔

سبق (۳) ایمان اور عمل صالح

سبق کے مقاصد:

◄ پیارے طالب علم! امید ہے کہ اس سبق کو پڑھ لینے کے بعد آپ:

① اسلام، ایمان اور احسان کے درمیان فرق کریں گے۔
② ایمان کی شرعی تعریف بیان کریں گے۔
③ ایمان اور عمل صالح کے درمیان ربط و تعلق بتائیں گے۔
④ ایمان کے ارکان پر دلیل پیش کریں گے۔
⑤ آپ محسوس کریں گے کہ کمالِ ایمان کا اسلام کس قدر حریص ہے۔

تمہید:
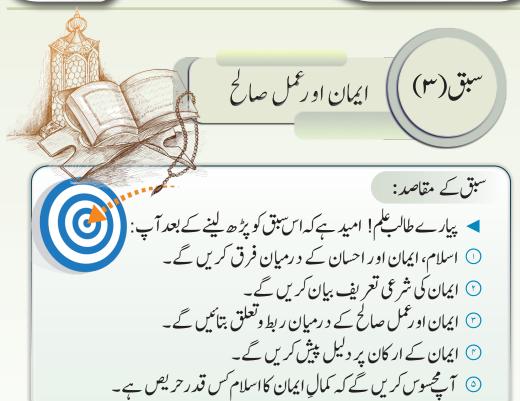
محمد نے اپنے استاذ سے پوچھا کہ اہل جنت کی نعمتوں میں تفاوت (فرق) کی وجہ کیا ہے، تو استاذ نے جواب دیا: ان کے درجات ان کے ایمان اور عمل صالح کے اعتبار سے اور دین کے مراتب کو پورا کرنے کے لحاظ سے مختلف ہوں گے، تو محمد نے پوچھا: دین کے مراتب کیا ہیں؟

اس سوال کا جواب ہم اس سبق کے ذریعہ جانیں گے۔

اسلام، ایمان اور احسان

◄ دین کا قیام تین مراتب پر ہے، جن کے مختلف درجات تک مسلمان کی رسائی ہوتی ہے۔

- پہلا درجہ (مرتبہ) اسلام ہے، اس درجے میں مسلمان شہادتین کی گواہی دیتا ہے، اور اسلام کے پانچوں ارکان کی ادائیگی کرتا ہے۔
- دوسرا درجہ (مرتبہ) ایمان ہے، جس میں ایمان ایک مسلمان کے دل میں راسخ ہوجاتا ہے، جب وہ اللہ کی اطاعت پر استقامت برتے گا اور اللہ کے نواہی سے پرہیز کرے گا، تو ایمان کے آثار ظاہر ہوں گے۔
- تیسرا درجہ (مرتبہ) احسان ہے، اس درجے میں بندہ اپنے تمام اقوال اور اعمال میں اپنے رب کا مراقبہ کرتا ہے، تو وہ اس طرح ہوجاتا ہے گویا اپنے پاک پروردگار کو دیکھ رہا ہے۔

◄ ان مراتب کی ترتیب اور تعریف مشہور حدیث حدیثِ جبریل میں وارد ہوئی ہے، جب جبریل علیہ السلام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام، ایمان اور احسان کے بارے میں سوال کیا، سب سے پہلے اسلام کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے جواب

دیا: ((اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشهد اَنْ لا اِلٰهَ اِلا اللهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ الله، وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِىَ الزَّكَاةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيه سَبِيْلًا)) "اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرو، اور زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو، اور اگر استطاعت ہے تو بیت اللہ کا حج کرو"۔

- پھر جبریل علیہ السلام نے ایمان کے بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اَنْ تُؤْمِنَ بِالله، وَمَلَائِكته، وَكُتُبه، وَرُسُله، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ))"ایمان یہ ہے کہ تم یقین رکھو اللہ پر، اُس کے فرشتوں پر، اُس کی کتابوں پر، اُس کے رسولوں پر، قیامت کے دن پر اور اچھی و بری تقدیر پر"۔

- پھر جبریل علیہ السلام نے احسان کے متعلق پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: ((اَنْ تَعْبُدَ الله كَاَنَّكَ تَرَاهُ، فَاِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنّه يَرَاكَ)). (احسان یہ ہے) کہ تم اس کیفیت میں اللہ کی بندگی کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو، اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے (یہ کیفیت پیدا نہیں ہو رہی) تو یہ یقین مانو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

- اور حدیث کے آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اِنّه جِبْرِيْلُ، اَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ)) وہ جبرائیل تھے جو تم لوگوں کو تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔ [مسلم: 8]

ایمان کی تعریف

- ایمان کی تعریف: دل سے عقیدہ رکھنا، زبان سے اقرار کرنا، اور اعضاء و جوارح سے عمل کرنا۔

- لہٰذا دل سے اعتقاد کے بغیر صرف زبان سے ایمان کا اعلان کرنا صحیح نہیں ہے، اور دل کے اعتقاد کو شہادتین کی گواہی دے کر ظاہر کرنا بھی ضروری ہے، ایمان اعضاء و جوارح کے عمل

کے بغیر مکمل نہیں ہوسکتا؛ کیونکہ دل میں ایمان کے راسخ ہونے کے بعد انسان کے اندر ایسا قوی شعور پیدا ہوتا ہے جو اس کی زبان اور اس کے اعضا کو عمل کے لئے اکساتا ہے، لہذا جو شخص اللہ پر حقیقی ایمان رکھتا ہے، اس کے رسولوں اور اس کی کتابوں پر، یوم آخرت پر اور اچھی و بری تقدیر پر ایمان رکھتا ہے، تو اس کا ایمان اسے احکام کی بجا آوری اور معاصی سے اجتناب کی طرف لے جاتا ہے۔

ایمان اور عمل کا باہمی ربط

- قرآن کریم نے ایمان اور عمل صالح کے باہمی ربط پر زور دیا ہے، چنانچہ ان دونوں چیزوں کو جمع کرنے والے سے جنت کا وعدہ کیا ہے، ارشاد باری ہے: ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾ ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کئے وہی لوگ جنت والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ [سورۃ البقرۃ: 82].

- اور اللہ تعالی نے ایسے شخص سے ایمان کی نفی کی ہے جو ایمان کے لوازم یعنی عمل اور اطاعت کو انجام نہیں دیتا ہے، چنانچہ فرمایا: ﴿وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِنْهُمْ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ﴾ ترجمہ: یہ (منافق) کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور اس کے رسول ایمان لائے ہیں اور ہم نے اطاعت قبول کی، پھر اس کے بعد ان میں سے ایک فریق (اطاعت سے) منہ پھیر لیتا ہے، یقینا یہ لوگ ایمان والے ہے ہی نہیں۔ [سورۃ النور: 47].

ایمان میں زیادتی اور کمی

- اسلام کے دلائل اور براہین کا زیادہ علم ہونے سے دل میں ایمان زیادہ ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ انبیاء اور علماء راسخین لوگوں میں سب سے اعلیٰ ایمان اور سب سے زیادہ یقین

والے ہوتے ہیں۔

- اور چونکہ ایمان کا عمل سے ربط ہے، اس لئے اللہ کی اطاعت سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے اور معاصی اور گناہوں سے ایمان کمزور ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ﴾ ترجمہ: ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں جب اللہ کا ذکر آتا ہے تو ان کے قلوب ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ تعالی کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔

- تو اس آیت سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کی تلاوت سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے، اسی طرح تمام اطاعتوں سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔ [سورة الأنفال: 2].

مشق (۱) درج ذیل خانے کو پر کرونگا

................، وإقام الصلاة، ....

وصوم رمضان، ....

اَنْ تُؤْمِنَ بِاللہ، وَ..........، وَ...........،

وَ..........، وَ.......... ....

اَنْ تَعْبُدَ اللہَ...............، فَاِنْ لَمْ تَـــكُنْ

....

مشق (۲) تجزیہ کروں گا اور نتیجہ نکالوں گا

◀ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: بندے کی فقاہت اور سمجھداری میں سے یہ ہے کہ وہ اپنے ایمان کی زیادتی اور کمی کو جانے (اس اثر کو امام خلال نے السنۃ میں 1585 کے تحت نقل کیا ہے)۔

◀ اس اثر کو پڑھیں اور پھر:

① وضاحت کریں کہ ایک مسلمان اپنے ایمان کی خبر گیری کیسے کرے۔

۲ عبادت میں کمی یا بیشی سے مسلمان کے ایمان پر کیا اثر پڑتا ہے اس کو بیان کریں۔

۳ عمل سے ایمان کے تعلق پر کوئی مناسب وصف تجویز کریں، اور اس کو اپنے استاذ اور ساتھیوں کے سامنے پیش کریں۔

مشق (۳) شرکت کروں گا اور نتیجہ اخذ کروں گا

◄ اپنے دو ساتھیوں کو شریک کرتے ہوئے ان امورِ ایمان کا ذکر کریں جن پر آنے والے نصوص دلالت کرتے ہیں:

وہ امور ایمان جن پر نصوص دلالت کرتے ہیں	نصوص
	اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿وَمَنْ يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَأُولَئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَى﴾ اور جو شخص اس کے پاس مومن کی حیثیت سے آئے گا، اور عمل صالح کئے ہو گا تو یقینا ایسے ہی لوگ ہیں جنہیں بلند درجات ملیں گے۔ [سورة طه:75].
	اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: "مومن وہ ہے جس سے لوگوں کے مال اور جان محفوظ رہیں"۔ (ابن ماجہ 3934)

اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿هُوَ الَّذِی أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَعَ إِيمَانِهِمْ﴾ اسی نے مومنوں کے دلوں میں سکون و اطمینان اتار دیا تھا تاکہ ان کے ایمان سابق میں مزید ایمان کا اضافہ ہوجائے۔ [سورۃ الفتح: 4].	
اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا﴾ جو شخص اللہ تعالی اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور قیامت کے دن کا انکار کرے وہ دور کی گمراہی میں جا پڑا۔ [سورۃ النساء: 136].	
﴿وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ اور جو شخص ایمان لانے سے انکار کرے گا، اس کے اعمال ضائع ہوجائیں گے، اور وہ آخرت میں گھاٹا پانے والوں میں سے ہوگا۔ [سورۃ المائدۃ: 5].	

سوال نمبر 1۔ درج ذیل عبارتوں میں جو صحیح ہے اس کے سامنے ✓ کا نشان رکھیں اور جو غلط ہے اس کے سامنے ✗ کا نشان رکھیں:

① نماز قائم کرنا ایمان کے ارکان میں سے ایک رکن ہے۔
② تقدیر پر ایمان رکھنا اور قرآن کی تلاوت کرنا ایمان کے اعمال میں سے ہے۔
③ دلائل اور براہین کے زیادہ ہونے سے ایمان زیادہ ہوتا ہے۔
④ ایمان دین کے مراتب میں سے پہلا مرتبہ ہے۔
⑤ ایمان اطاعت کے کام سے بڑھتا اور معصیت کے کام سے کم ہوتا ہے۔

سوال نمبر 2۔ درج ذیل باتوں کی وضاحت کرتے ہوئے ایمان کے ساتھ عمل صالح کی اہمیت کو اجاگر کریں:

① عمل صالح کا ایمان سے ربط و تعلق۔
② ایمان لانے والوں اور عمل صالح کرنے والوں کا ثواب۔
③ ایمان کی زیادتی میں عمل صالح کی تاثیر۔

سوال نمبر 3۔ درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

① دین کے مراتب (احسان - اسلام - ایمان) کی صحیح ترتیب دیں۔
② ایمان کی تعریف لکھیں۔
③ ایمان کے چھ ارکان ہیں، ان کو دلیل کے ساتھ تحریر کریں۔

تمہیدی مشق:
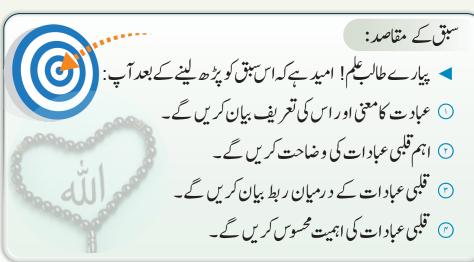
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ کہا گیا ہے:

(وہ نماز اور روزے کی کثرت کی وجہ سے تم پر فوقیت نہیں لے گئے، بلکہ ایک ایسی چیز کی وجہ سے جو ان کے سینے میں راسخ ہو گئی ہے)۔

- (ایک ایسی چیز کی وجہ سے جو ان کے سینے میں راسخ ہو گئی ہے) اس سے کیا مراد ہے؟
- ابو بکر رضی اللہ عنہ کے افعال کی اقتدا ہمارے لئے کیسے ممکن ہے؟

عبادت کی تعریف

عبادت: اللہ کے نزدیک پسندیدہ تمام ظاہری وباطنی اقوال وافعال جن سے ایک مسلمان اللہ عزوجل کا تقرب حاصل کرتا ہے۔

قلبی عبادات

قلبی عبادت ایسی عبادت کو کہتے ہیں جس کا تعلق دل کے عمل سے ہو، اور یہ اعضاء وجوارح کے عمل پر فوقیت رکھتی ہے؛ کیونکہ قلبی عبادت کے درست ہونے سے ہی باقی تمام اعمال درست ہوں گے، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے: ((أَلاَ وَإِنَّ فِي الجَسَدِ مُضْغَةً: إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الجَسَدُ كُلُّهُ، أَلاَ وَهِيَ القَلْبُ)) (صحیح بخاری 52، صحیح مسلم 1599)۔

ترجمہ: سن لو بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہوگا سارا بدن درست ہوگا اور جہاں بگڑا سارا بدن بگڑ گیا۔ سن لو وہ ٹکڑا آدمی کا دل ہے۔
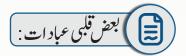
بعض قلبی عبادات:

① اخلاص:

اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اپنے عمل سے اللہ کی خوشنودی طلب کرے، وہ لوگوں سے تعریف سننے کا منتظر نہ ہو، اور نہ اسے یہ خوف ہو کہ لوگ اس کی مذمت کریں گے، اللہ تعالی فرماتا ہے:

﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَٰلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ﴾

ترجمہ: اور انہیں صرف یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں، اس کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے، یکسو ہوکر، اور وہ نماز قائم کریں، اور زکات دیں، اور یہی نہایت درست دین ہے۔ [سورۃ البینۃ:5].

② اللہ تعالی سے محبت:

اللہ سے محبت حاصل ہوتی ہے اس کے عظیم صفات کو ذہن نشین کرنے سے، اور اس کی لاتعداد نعمتوں کے احساس سے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرتے ہوئے اللہ تعالی کا تقرب حاصل کرنے سے، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ کہہ دیجئے! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا اور تعالی بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ [سورۃ آل عمران: 31].

③ اللہ عزوجل سے امید اور خوف:

اس کی صورت یہ ہے کہ مسلمان اللہ کی رحمت اور اس کی بخشش کی امید رکھے، ساتھ ہی اسے اللہ کا خوف ہو اور اس کے عذاب سے ڈرے، پس وہ اللہ کی معصیت سے بچے، اور اس کی اطاعت میں سرگرم رہے، اور یہ مومنوں کی صفات میں سے ہے، جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ﴾ ترجمہ: وہ اپنے رب کو خوف اور لالچ کے ساتھ پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ [سورۃ السجدۃ:16].

④ مسلمانوں سے موالات (دوستی):

مسلمانوں سے موالات کا مطلب ہے ان سے محبت کرنا اور ان کے تئیں ہمدردی کا اظہار کرنا، اور اس میں یہ بھی شامل ہے کہ دلوں کو مسلمانوں کی نفرت یا حسد سے صاف رکھا جائے، نیز ان کے ساتھ حسن اخلاق اور خاکساری کا معاملہ کیا جائے، اور یہ کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمانوں کے لئے اسی

طرح بھلائی پسند کرے جس طرح وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: «لاَ يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ» ترجمہ: تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہ نہ پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

اور یہ بھی موالات میں آتا ہے کہ جب مسلمان بھائیوں پر کوئی مصیبت آئے تو غم کا اظہار کرے، اور ان کے خوشی کے موقع پر خوشی کا اظہار کرے۔

⑤ توکل علی اللہ (اللہ پر بھروسہ):

توکل علی اللہ کا مطلب ہوتا ہے اللہ سبحانہ وتعالی پر دل کا اعتماد اور بھروسہ ہونا، ساتھ ہی اسباب کو بھی اختیار کرنا، مثال کے طور پر کوئی بیمار ہوجائے تو وہ ڈاکٹر کے پاس جائے اور دوا لے، لیکن ساتھ ہی اس کا یہ ایمان بھی ہو کہ شفا دینے والا اللہ ہے، اللہ سبحانہ و تعالی فرماتا ہے: ﴿مَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَهُوَ حَسْبُهُ إِنّ اللهَ بَالِغُ أَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ اللهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا﴾ اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ اسے کافی ہوگا، اللہ تعالیٰ اپنا کام پورا کر کے ہی رہے گا، اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔ [سورۃ الطلاق: 3].

⑥ شکر گزاری:

اللہ کا شکر ادا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بندہ دل سے یہ یقین رکھے کہ ہر نعمت اللہ کی جانب سے عطا کردہ ہے، اور اسی کے فضل و احسان سے تمام نعمتیں ملی ہیں، اور اللہ کی نعمتوں کا استعمال اس کی معصیت میں نہ کرے، اور ان تمام نعمتوں پر اللہ کی تعریف کرے، اس طرح کی شکر گزاری سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ﴾ اور جب تمہارے پروردگار نے تمہیں آگاہ کردیا کہ اگر تم شکر گزاری کروگے تو بیشک میں تمہیں زیادہ دونگا، اور اگر تم ناشکری کروگے تو یقیناً میرا عذاب بہت سخت ہے۔ [سورۃ ابراہیم: 7].

7- صبر :

صبر اس طرح ہوتا ہے کہ مسلمان کا دل اللہ کی تقدیر اور اس کے فیصلے پر راضی ہو، نہ اسے کوئی ناراضگی ہو اور نہ وہ جزع فزع کرے، اور یہ ایمان رکھے کہ اللہ عز وجل اپنی حکمت سے کوئی بلا یا مصیبت مقدر کرتا ہے، اور یہ اس کے ارادے کے بغیر نہیں ہو سکتا، اور یہ یقین رکھے کہ مصیبت پر صبر کرنا اس کے لئے بہتر ہے، اور یہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہے، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ((مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ ، وَلَا وَصَبٍ ، وَلَا هَمٍّ ، وَلَا حُزْنٍ ، وَلَا أَذًى ، وَلَا غَمٍّ ، حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا ، إِلَّا كَفَّرَ اللهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ)) ترجمہ: مسلمان جب بھی کسی پریشانی، بیماری، رنج و ملال، تکلیف اور غم میں مبتلا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اگر اسے کوئی کانٹا بھی چبھ جائے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔ (صحیح بخاری (5641، صحیح مسلم (2573)۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ بے شک صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا۔ [سورۃ الزمر :10].

٨ رضامندی:

ایک مومن اللہ سے ہر حال میں راضی ہوتا ہے، وہ اللہ کو حکم دینے والا اور منع کرنے والا تسلیم کرتا ہے، اسے فیصلہ کرنے والا اور قانون بنانے والا تسلیم کرتا ہے، نیز اللہ کو اپنا رب اور قسمت لکھنے والا مانتا ہے، اور وہ اس پر راضی ہوتا ہے کہ اللہ ہی رزق اور نعمتوں کو تقسیم کرنے والا ہے، اس کا ہر حکم اور اس کی ہر تقدیر اس کے بندوں کے لئے بہتر ہے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافًا وَقَنَّعَهُ اللهُ بِمَا آتَاهُ)).

ترجمہ: " وہ انسان کامیاب و بامراد ہو گیا جو مسلمان ہو گیا اور اسے گزر بسر کے بقدر روزی ملی اور اللہ تعالیٰ نے اسے جو دیا اس پر قناعت کی توفیق بخشی"۔ (صحیح مسلم (1054) ۔

⑨ انابت، اللہ کی طرف لوٹنا:

انابت کا مطلب ہے کہ دل کا اللہ کی جانب متوجہ ہونا، اور توبہ واستغفار میں جلد بازی کرنا، اور یہ سب سے عظیم قلبی عبادات میں سے ایک ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿هَذَا مَا تُوعَدُونَ لِكُلِّ أَوَّابٍ حَفِيظٍ (32) مَنْ خَشِيَ الرَّحْمَنَ بِالْغَيْبِ وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُنِيبٍ (33)﴾

ترجمہ: یہ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ہر اس شخص کے لئے جو رجوع کرنے والا اور پابندی کرنے والا ہو، جو رحمان کا غائبانہ خوف رکھتا ہو اور توجہ والا دل لایا ہو۔ [ق: ۳۲ - ۳۳]

مشق (۱) فرق بتاؤنگا:

◄ سبق کو سمجھنے کے بعد صبر اور رضامندی کے درمیان فرق بتائیں:

قلبی عبادت	صبر	رضامندی
تعریف		
دونوں کے درمیان فرق		
کیسے ذہن نشین کریں		

مشق (۲) سیکھنے میں شرکت کرونگا:

◄ ہر طالب علم ایک قلبی عبادت کا انتخاب کرے، اور اپنے ساتھیوں سے اس کی انجام دہی اور حقیقی زندگی میں اس کی تاثیر کے بارے میں گفتگو کرے۔

مشق (۳) اپنی معلومات کو وسیع کروں گا:

◄ (نعمت کی ناشکری - ریاکاری - جزع فزع - کافروں سے دوستی - ناامیدی)

یہ سب چیزیں بعض قلبی عبادات کے منافی ہیں، آپ اپنے استاذ کی مدد سے نیچے دیئے گئے ٹیبل میں ہر آیت کے سامنے اس کی دلالت کے اعتبار سے قلبی عبادت اور اس کے منافی چیز کی نشاندہی کریں:

قلبی عبادت	جس پر آیت دلالت کرتی ہے	قلبی عبادت
﴿فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ (4) الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ (5) الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ (6) وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ (7)﴾ ترجمہ: ان نمازیوں کے لئے افسوس (اور ویل نامی جہنم کی جگہ) ہے۔ جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔ جو ریا کاری کرتے ہیں۔ اور برتنے کی چیز روکتے ہیں۔ [الماعون: ۴ - ۷]		
﴿قَالَ وَمَنْ يَقْنَطُ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّونَ﴾ ترجمہ: کہا اپنے رب تعالیٰ کی رحمت سے ناامید تو صرف گمراہ اور بھٹکے ہوئے لوگ ہی ہوتے ہیں ۔ [سورۃ الحجر: 56].		
﴿إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا (19) إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا (20)﴾ ترجمہ: بیشک انسان بڑے کچے دل والا بنایا گیا ہے۔ جب اسے مصیبت پہنچتی ہے تو ہڑ بڑا اٹھتا ہے۔ [سالمعارج: ۱۹ – ۲۰]		
﴿وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ﴾ ترجمہ: شکر گزار اپنے ہی نفع کے لئے شکر گزاری کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو میرا پروردگار (بے پروا اور بزرگ) غنی اور کریم ہے۔ [سورۃ النمل: 40].		
﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ اے ایمان والو! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ۔ [سورۃ النساء: 144].		

سوال نمبر 1۔ مندرجہ ذیل پیراگراف کو قوسین میں دیئے ہوئے مناسب کلمات سے مکمل کریں:

(امید - رضامندی - توکل - صبر - انابت اور توبہ)

مومن اپنے تمام امور میں .... پر اعتماد کرتا ہے، اور معاملے کو اللہ تعالی کے سپرد کر دیتا ہے، لیکن اس پر واجب ہوتا ہے کہ اسباب کو اختیار کرے، لہذا جب اس کے ساتھ کچھ برا ہو تو اس پر .... کرنا واجب ہے؛ کیونکہ اس کا ثواب اللہ کے یہاں بے حساب ہے، پھر مسلمان .... کے درجے کو پہنچ جاتا ہے؛ کیونکہ اس کا ایمان ہوتا ہے کہ اللہ کی لکھی ہوئی ہر تقدیر اس کے بندوں کے حق میں بہتر ہوتی ہے۔ لہذا جب مسلمان سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے، تو ضروری ہے کہ توبہ اور .... میں جلدی کرے، اس حال میں کہ اس کا دل اللہ تعالی کی بخشش کی .... سے اور اس کی وسیع رحمت پر یقین سے لبریز ہو۔

سوال نمبر 2۔ ان میں سے ہر کلمے کا مقصود بیان کریں:

(عبادت - اخلاص - شکرگزاری - انابت)

سوال نمبر 3۔ ان میں سے ہر دو کے درمیان ربط اور تعلق بتائیں:

١. خوف و رجا (ڈر اور امید)۔
٢. صبر و شکر۔

سوال نمبر 4۔ مندرجہ ذیل سوالات کے جواب دیں:

① ایک مسلمان کس طرح اللہ تعالیٰ کی اور مسلمانوں کی محبت حاصل کر سکتا ہے۔

② تین سطر میں قلبی عبادات کی اہمیت کو بیان کریں۔

③ توکل کی فضیلت پر کوئی دلیل پیش کریں۔

سبق (۵)
ظاہری عبادات

سبق کے مقاصد:

◄ پیارے طالب علم! امید ہے کہ اس سبق کو پڑھ لینے کے بعد آپ:

① ظاہری عبادات کی تعریف کریں گے۔
② عبادت کو ظاہر کرنے کے احوال کی تشریح کریں گے۔
③ سری عبادت کو ظاہر کرنے کے احوال بیان کریں گے۔
④ قلبی عبادات اور ظاہری عبادات کے درمیان تعلق بیان کریں گے۔
⑤ آپ خود کو ریا سے بچانے کی کوشش کریں گے۔

تمہید:

قلبی عبادات صرف دل ہی میں مخفی نہیں رہتی ہیں، بلکہ ان کا اثر انسان کے اعمال میں بھی ظاہر ہونا ضروری ہے، اس کا اظہار زبان سے بھی ہوتا ہے اور اعضاء و جوارح کے عمل سے بھی ہوتا ہے، اس لیے گزشتہ سبق میں باطنی عبادات کو پڑھنے کے بعد اس سبق میں ہم ظاہری عبادات کو پڑھنے کی کوشش کریں گے۔

اول: ظاہری عبادات کی تعریف

ظاہری عبادات وہ عبادت ہے جس کا تعلق زبان اور اعضاء و جوارح کے عمل سے ہو اور اس کی

دو قسمیں ہیں: قولی عبادت اور عملی عبادت۔

دوم: ظاہری عبادت کی صورتیں

کچھ عبادتیں ایسی ہیں جن کو تمام لوگوں کے سامنے یا کچھ لوگوں کے سامنے ظاہر کرنا ضروری ہے، اور ان ظاہری عبادتوں میں سے کچھ یہ ہیں:

① وہ عبادتیں جو بذات خود ظاہر ہیں:

- تو ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ ان کو لوگوں کے سامنے کرے، بلکہ یہ عبادتیں تمام مسلمان ایک ساتھ کرتے ہیں، اور ان میں سے بیشتر کا تعلق دین کے ظاہری شعائر (نشانیوں) سے ہے، جیسے: اذان، نماز باجماعت، جمعہ، عیدین، حج، عمرہ اور اللہ سبحانہ وتعالی کی راہ میں جہاد وغیرہ۔

② وہ عبادتیں جن کا تعلق حقوق العباد سے ہے:

- تو بندوں کے حقوق کو ادا کرنے کے لئے ان سے رابطہ کرنا ضروری ہے، جیسے زکات، صدقہ، قربانی، اور عقیقہ وغیرہ، اسی طرح نصیحت (خیر خواہی)، بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا، صلہ رحمی، پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک، یتیموں، غریبوں، مسکینوں اور دیگر اہل حقوق کے ساتھ حسن معاملہ۔

سوم: سری عبادتوں کو ظاہر کرنے کی حالتیں

کچھ عبادتیں ایسی ہوتی ہیں جن کو خفیہ طور پر ادا کرنا بہتر ہوتا ہے، جیسے قیام اللیل (تہجد)، اور بعض مسلمانوں کے خصوصی حقوق، تو اس طرح کی عبادتوں کو دوسروں کے سامنے انجام نہیں دیا جاتا، جیسے کسی کو صدقہ دینا، کسی کو بھلائی کا حکم دینا۔

لیکن ایک مسلمان کے لئے جائز ہے کہ ان عبادتوں کو مخصوص حالات میں یا کسی شرعی مصلحت

کی بنا پر ظاہر کر سکتا ہے، جیسے:

① اس عبادت کو ظاہر کرنا دوسروں کے لئے دعوت اور تعلیم کا سبب بنے:

- مثال کے طور پر کوئی مسلمان کسی مسجد کی تعمیر میں حصہ لینے کا اعلان کرے، تا کہ لوگوں کو صدقہ کی رغبت دلائے، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ﴾ ترجمہ: اگر تم صدقے خیرات کو ظاہر کرو تو وہ بھی اچھا ہے اور اگر تم اسے پوشیدہ پوشیدہ مسکینوں کو دے دو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ [سورۃ البقرۃ: 271].
- اسی طرح کسی عالم کے لئے یہ جائز ہے کہ اپنے شاگردوں کے سامنے ان عبادتوں کا اعلان کرے تا کہ طلبہ ان عبادتوں کی ادائیگی کا طریقہ سیکھ سکیں۔

② بندے کو ریا کا خوف نہ ہو:

- اگر ایک مسلمان کو اپنے اخلاص پر پورا یقین ہو، اور ریا کاری کا خوف نہ ہو تو اپنی عبادت کو ظاہر کر سکتا ہے، لیکن مناسب یہ ہے کہ اس میں اس قدر مبالغہ سے کام نہ لے کہ اس کے دل میں ریا کاری داخل ہو جائے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ((إِنَّ قُلُوبَ بَنِي آدَمَ كُلَّهَا بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ الرَّحْمَنِ كَقَلْبٍ وَاحِدٍ يُصَرِّفُهُ حَيْثُ يَشَاءُ)) ترجمہ: بنی آدم کے سارے دل ایک دل کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہیں، وہ جس طرح چاہتا ہے اسے (ان سب کو) گھماتا ہے۔ (صحیح مسلم 2654)۔

چہارم: قلبی عبادت اور ظاہری عبادت کے درمیان تعلق

ظاہری عبادتوں کا قلبی عبادتوں سے تعلق کچھ اس طرح ہے:

① تمام عبادتوں کا تعلق اخلاص سے ہوتا ہے:

- لہذا تمام ظاہری عبادتیں تبھی درست ہوں گی جب ان میں اخلاص ہو، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ (2) أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ﴾ ترجمہ: یقیناً ہم نے اس کتاب کو آپ کی طرف حق کے ساتھ نازل فرمایا ہے پس آپ اللہ ہی کی عبادت کریں، اسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے، خبر دار! اللہ تعالیٰ ہی کے لئے خالص عبادت کرنا ہے۔ (الزمر: ۲-۳)

② دوسری صورت یہ ہے کہ ظاہری عبادت کسی قلبی عبادت کی تعبیر یا اس کی ادائیگی ہو:

- جیسے نعمت کا شکر ادا کرنا، تو بندہ " الحمد للہ " کہہ کر اللہ تعالی کی تعریف کرتا ہے، اور اپنے اعضاء و جوارح سے نعمت کا شکر ادا کرتا ہے اور اس نعمت کو اللہ سبحانہ و تعالی کی معصیت میں استعمال نہیں کرتا ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿اعْمَلُوا آلَ دَاوُودَ شُكْرًا وَقَلِيلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ﴾ ترجمہ: اے آل داود! تم لوگ شکر کے طور پر نیک عمل کرتے رہو، میرے بندوں میں کم ہی لوگ شکر گزار ہوتے ہیں۔ [سورة سبأ: 13].

③ ظاہری اعمال کو نیک نیت کے ذریعہ پاک کرنا:

- نیک نیت ثواب اور اللہ عز و جل کے فضل و کرم کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے، اور یہ تب حاصل ہوتا ہے جب ایک مسلمان اپنے دنیاوی اعمال میں اللہ کا تقرب حاصل کرنے کا قصد کرے، جیسے کوئی استاذ (معلم) اپنے شاگردوں کو دین کی تعلیم دے کر اللہ عز و جل کا تقرب حاصل کرنے کی نیت کرے؛ کہ یہ شاگرد اسلام کی نشر و اشاعت کریں گے، اور اپنے معاشرے کو فائدہ پہنچائیں گے۔

مشق (۱) اپنے ساتھیوں سے بحث ومباحثہ کروں گا:

◄ اللہ تعالی نے کچھ اجتماعی عبادات واجب کی ہیں، سو اسلام میں عبادت کا تصور معاشرے سے دور رہ کر نہیں ہے۔

① اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس تعلق سے بحث ومباحثہ کریں کہ مسلم معاشرے میں اجتماعی عبادات کے کیا فوائد ہیں۔

② آپ اس وقت کے اپنے احساسات کو بیان کریں جب اپنے بھائیوں کے ساتھ جمعہ کی نماز میں حاضر ہوتے ہیں، یا معاشرے کے لئے کوئی نفع بخش رفاہی کام کرتے ہیں۔

مشق (۲) میں مسئلے کا حل پیش کرتا ہوں:

◄ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ آنے والی صورتحال کا کوئی شاندار حل پیش کرنے کی کوشش کریں: ایک شخص جس کا معاشرے میں مقام ومرتبہ ہے، مشہور ہے، اور وہ لوگوں کو کسی خیر یا صدقہ کی جانب دعوت دینا چاہتا ہے، لیکن اسے خوف ہے کہ ریا کاری میں مبتلا نہ ہو جائے۔

مشق (۳) میں عملی جامہ پہناؤنگا:

◄ مندرجہ ذیل اعمال کے ثواب میں اضافہ کرنے کے لئے کسی اچھے ارادے کی تجویز پیش کریں:

① ایک طالب علم جو علم طبیعیات (فزکس) پڑھ رہا ہے۔

② ایک عورت جو اپنے بیٹوں کی تربیت میں کافی محنت کرتی ہے۔

③ ایک شخص دو جھگڑا کرنے والوں کے درمیان صلح کرانا چاہتا ہے۔

سوال نمبر 1۔ درج ذیل عبارتوں میں جو صحیح ہے اس کے سامنے ✓ کا نشان رکھیں اور جو غلط ہے اس کے سامنے ✗ کا نشان رکھیں:

① لوگوں کو خیر کی بات سکھانے کے لئے عبادت کو ظاہر کرنا جائز ہے۔ ☐
② روزہ ایسی عبادتوں میں سے ہے جو بذات خود ظاہر ہیں۔ ☐
③ ریاکاری سے مامون رہنا متقیوں کی صفات میں سے ہے۔ ☐
④ ہر ظاہری عبادت کسی قلبی عبادت پر مشتمل ہوتی ہے۔ ☐
⑤ بعض عبادتوں کو لوگوں کے سامنے ظاہر کرنا ضروری ہے۔ ☐

سوال نمبر 2۔ مندرجہ ذیل سوالات کے جواب دیں:

① ظاہری عبادت سے کیا مراد ہے مثال کے ساتھ واضح کریں ؟
② عبادت کو ظاہر کرنے کے احوال مثال کے ساتھ بیان کریں؟
③ صدقات کو لوگوں کے سامنے ظاہر کرنا کب جائز ہے؟
④ ظاہری عبادتوں کا اخلاص سے ربط و تعلق بیان کریں؟
⑤ ایک مسلمان اپنے دنیاوی کاموں میں اچھی نیت کیسے پیدا کرسکتا ہے ؟

سبق (٦)

قولی عبادات

سبق کے مقاصد:

◄ پیارے طالب علم! امید ہے کہ اس سبق کو پڑھ لینے کے بعد آپ:
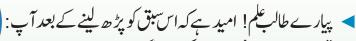
① قولی عبادت کا مفہوم بیان کریں گے۔
② قولی عبادات کی مثالیں پیش کریں گے۔
③ بعض قولی عبادات کے اجر و ثواب کی دلیل پیش کریں گے۔
④ دعاؤں اور اذکار کی قسموں میں فرق بیان کریں گے۔
⑤ قولی عبادات کی فضیلت اور عظمت بیان کریں گے۔

تمہید:

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے قولی عبادات کے ذریعہ ثواب کے حصول اور درجات کی بلندی کے وسیع دروازے کھول رکھے ہیں، جن کو انجام دینے کے لئے انسان کو نہ ہی محنت کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ ہی مال خرچ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، بس ضرورت ہے ایسے دل کی جو اللہ کو یاد کرے اور ایسی زبان کی جو اس کی رضا میں حرکت کرے۔

قولی عبادت

قولی عبادت وہ عبادت ہے جس کا تعلق زبان کے نطق اور اس کی گویائی سے ہو۔

بعض قولی عبادات:

قولی عبادتیں بہت زیادہ ہیں جن میں سے اہم اور افضل یہ ہیں:

(١) قرآن کریم کی تلاوت:

اور یہ سب سے بہترین کام ہے جس میں انسان کو اپنا وقت صرف کرنا چاہیئے، اللہ سبحانہ وتعالی فرماتا ہے: ﴿إِنّ الّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ وَأَقَامُوا الصّلَاةَ وَأَنْفَقُوا مِمّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَنْ تَبُورَ﴾ ترجمہ: بے شک جو لوگ اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں، اور انہوں نے نماز قائم کی، اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا اس میں سے انہوں نے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کیا، وہ ایسی تجارت کی امید رکھتے ہیں جو کبھی برباد نہ ہو گی۔ [سورة فاطر: 29].

(٢) اللہ تعالی کا ذکر (ذکر الہی):

- اللہ تعالی نے اپنے ذکر کا حکم دیا ہے، فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا (41) وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا (42)﴾ ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کو کثرت سے یاد کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہو۔ (الأحزاب: ٤١ – ٤٢)
- اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتایا ہے کہ ذکر کرنے والے فضل و ثواب میں دوسروں سے سبقت لیجانے والے ہیں، چنانچہ آپ نے فرمایا: ((سَبَقَ الْمُفَرِّدُونَ)) مفردین حضرات سبقت لے گئے، تو صحابہ نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! مفردین کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ((کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور خواتین))۔ (صحیح مسلم 2676)۔
- اور سب سے افضل ذکر: لا اله الا الله کہنا ہے: جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: ((أفضل الذكر: لا إله إلا الله)) سب سے افضل ذکر لا الہ الا اللہ ہے۔(سنن ترمذی (3383)۔

- اور کچھ اذکار ایسے ہیں جو خاص اعمال سے مرتبط ہیں، جیسے نماز کے اذکار، حج اور عمرہ کے اذکار، مسجد میں داخل ہونے اور اس سے نکلنے کے اذکار، گھر میں داخل ہونے اور اس سے نکلنے کے اذکار، کھانے اور سونے کے اذکار اور دیگر اذکار۔
- اور کچھ اذکار ایسے ہیں جو بعض اوقات کے ساتھ مخصوص ہیں، جیسے صبح وشام کے اذکار۔
- اور ایسے بھی کچھ اذکار ہیں جن کا کوئی وقت مقرر نہیں اور نہ وہ کسی عمل سے مرتبط ہیں، جیسے ان اذکار کا پڑھنا: سبحان اللہ ، الحمد للہ ، لا الہ الا اللہ ، اللہ اکبر ، لاحول ولا قوۃ الا باللہ، سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم، اور استغفر اللہ وغیرہ پڑھنا۔

(٣) دعا:

- اللہ عزوجل نے دعا کو بہت اونچا مقام دیا ہے، چنانچہ دعا کو عبادت بتایا ہے، ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾ ترجمہ: اور تمہارے رب نے فرمایا: مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا، بلاشبہ جو لوگ میری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔[سورۃ غافر: 60]. اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((الدعاء هو العبادة)) دعا ہی عبادت ہے۔(سنن ترمذی 2969، سنن ابی داود 1479)۔
- اور کچھ ایسے اوقات ہیں جن میں دعا کی تاکید آئی ہے؛ کیونکہ ان میں دعا کی قبولیت کا زیادہ امکان ہوتا ہے، جیسے سجدوں میں دعا کرنا، رات کے آخری تہائی حصے میں دعا کرنا، جمعہ کے دن دعا کرنا، عرفہ کے دن دعا کرنا، اور اسی طرح روزہ دار اور مسافر کی دعا رد نہیں ہوتی ہے۔

(۴) اللہ کی طرف دعوت:

اللہ کی طرف دعوت دینا اور خیر کو پھیلانا اور لوگوں کو دین کی وہ باتیں بتانا جن سے وہ ناواقف ہیں، ان کا شمار سب سے افضل قولی عبادات میں ہوتا ہے، اللہ سبحانہ وتعالی فرماتا ہے: ﴿وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾ ترجمہ: اور اس سے زیادہ اچھی بات والا کون ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں یقینا مسلمانوں میں سے ہوں۔ [سورۃ فصلت: 33].

(۵) زبان کے ذریعہ ایذارسانی سے بچنا:

یہ بہت ہی عظیم اور بڑی بات ہے، اس میں غیبت سے دور رہنا بھی شامل ہے، اور غیبت کہتے ہیں: کسی کی غیر موجودگی میں اس کے بارے میں ایسی بات کرنا جو اسے ناپسند ہو، اور نمیمہ (چغلی) بھی شامل ہے، اور نمیمہ (چغلی) کا مطلب ہوتا ہے لوگوں کے درمیان دشمنی پیدا کرنے کی کوشش کرنا، اسی طرح اس میں شامل ہے: گالی اور جھوٹ سے بچنا، اور لوگوں کی عزت کے ساتھ کھلواڑ کرنے سے گریز کرنا، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ)) ترجمہ: جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔ (صحیح بخاری 6018، صحیح مسلم 47)

(٦) نصیحت (خیرخواہی)

یعنی امر بالمعروف والنھی عن المنکر (بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا):

- اور یہ حکم عام اور خاص سب کے لئے ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللهِ﴾ ترجمہ: (مسلمانو) تم وہ بہترین امت ہو جو لوگوں کے فائدے کے لئے وجود

میں لائی گئی ہے، تم نیکی کی تلقین کرتے ہو، برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ [سورۃ آل عمران:110].

- اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «الدينُ النصيحةُ» قُلنا: لِمَن؟ قال: «لله ولكتابِه ولرسولِه ولأئمَّةِ المُسلمِينَ وعامَّتِهم». دین خیر خواہی کا نام ہے، ہم نے پوچھا کس کے لیے؟ فرمایا: اللہ، اس کی کتاب، اس کے رسول، مسلمانوں کے امراء (حکمرانوں) اور عام لوگوں کے لیے۔ (صحیح مسلم 55)۔

(٧) حق بات کہنا اور اس کی گواہی دینا:

اور یہ ان شرعی احکام کو شامل ہے جن کا تعلق زبان سے ہے، جیسے سچ بولنا، حق بات کہنا، انصاف کی بات بولنا، لوگوں کے سامنے اور فیصلے کے وقت حق بات کی گواہی دینا، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾ اے ایمان والو! اللہ تعالی سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔ [سورۃ التوبۃ:119]۔ اور فرماتا ہے: ﴿وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا﴾ [سورۃ الأنعام:152]. اور جب تم بات کرو تو انصاف کرو۔ [سورۃ الطلاق:2]. نیز فرماتا ہے: ﴿وَأَقِيمُوا الشَّهَادَةَ لِلَّهِ﴾ اور اللہ کی رضامندی کے لئے ٹھیک گواہی دو۔ [سورۃ الطلاق:2].

مشق (١) شرکت کروں گا اور بحث کروں گا:

آپ کے سامنے کچھ دعائیں اور اذکار ہیں، اپنے ساتھی کے ساتھ مل کر ان کو پڑھنے کے اوقات کی نشاندہی کریں:

ذکر یا دعا	پڑھنے کا وقت
«الحَمْدُ لله الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَمَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ» ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں موت کے بعد زندگی بخشی، اور اسی کی طرف ہم کو لوٹنا ہے۔	
«بِاسْمِ الله أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ » ترجمہ: میں نے کھانے کے اول و آخر میں اللہ کا نام لیا۔	
«أَسْتَغْفِرُ الله، أَسْتَغْفِرُ الله، أَسْتَغْفِرُ الله، اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلامُ، وَمِنْكَ السَّلاَمُ، تبَارَكْتَ يَا ذَا الجَلاَلِ وَالإِكْرَام» رجمہ: اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں، اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں، اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں، اے اللہ! تو سلام ہے، اور تجھ سے ہی سلامتی ہے، تیری ذات بڑی بابرکت ہے، اے بزرگی اور عزت والے۔	
«اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا» ترجمہ: تیرے نام کے ساتھ، اے اللہ! میں مرتا اور جیتا ہوں۔	

«بسم الله، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ» ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ، اے اللہ! میں ناپاک جنوں اور ناپاک جنیوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔	
«بسم الله، والصلاة والسلام على رسول الله، ربِّ اغفر لي ذنوبي وافتَح لي أبواب رحمتك» ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ، اور درود وسلام نازل ہو اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر، اے میرے رب! میرے گناہوں کو بخش دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔	
«بِاسْمِ الله ولَجْنَا، وَبِاسْمِ الله خَرَجْنَا، وَعَلَى الله رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا» ترجمہ: ہم اللہ کا نام لے کر ہی اندر داخل ہوئے اور اللہ ہی کا نام لے کر باہر نکلے، اور اللہ ہی پر جو ہمارا رب ہے، ہم نے بھروسہ کیا۔	
«اللهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ، وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ، آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الذِي وَعَدْتَهُ» ترجمہ: اے اللہ! اس دعوتِ تامہ کے رب اور قائم ہونے والی نماز کے رب، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انہیں مقام محمود پر کھڑا کر، جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔	
آیۃ الکرسی اور معوذات (سورہ اخلاص، سورہ الفلق، سورہ الناس)۔	

مشق (٢) یہ دعائیں ہمیشہ پڑھوں گا:

◄ روزمرہ کے اذکار اور دعاؤں پر مشتمل چند صوتی اور کتابی لنک آپ کے سامنے دیئے گئے ہیں، ان کی آپ پابندی کریں، اور اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کو بھی ان سے استفادہ کرنے کی رغبت دلائیں۔

① صبح کے اذکار، یہ فجر کے بعد پڑھے جاتے ہیں، اور شام کے اذکار جو کہ عصر کے بعد پڑھے جاتے ہیں۔

② فرض نمازوں کے بعد کے اذکار۔

③ کتاب ''حصن المسلم''، یہ کتاب ہر طرح کی دعاؤں اور اذکار پر مشتمل ہے، اس کا ترجمہ شدہ نسخہ بھی دستیاب ہے۔

مشق (٣) سیکھنے میں حصہ لوں گا:

اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر تین کارڈ بنائیں: پہلا قولی عبادات کے لئے، اور دوسرا روزمرہ کی اہم دعاؤں اور اذکار کے لئے، اور تیسرا ان اقوال کے لئے جو شریعت میں ممنوع ہیں، اور جن کے بارے میں آپ کا خیال ہے کہ معاشرے میں خوب پھیلے ہوئے ہیں۔

سوال نمبر 1۔ درج ذیل عبارتوں میں جو صحیح ہے اس کے سامنے ✓ کا نشان لکھیں اور جو غلط ہے اس کے سامنے ✗ کا نشان لکھیں:

① قولی عبادت اس کے لئے ہے جو عملی عبادت سے عاجز ہے۔

② قرآن کے بعد سب سے افضل ذکر "لا الہ الا اللہ" کہنا ہے۔

③ اگر آپ کو حق بات کا اعلان کرنے کی طاقت نہیں تو باطل مت بولیں۔

④ رکوع، سجدہ اور تشہد میں دعا کرنے کی مزید تاکید ہے۔

⑤ قولی عبادت خیر کو نشر کرنے اور ظلم سے مقابلہ کرنے کا ایک راستہ ہے۔

سوال نمبر 2۔ ان میں سے ہر ایک کی دلیل پیش کریں:

① اسلام میں دعا کی فضیلت۔

② اللہ کا ذکر اور اس کی تسبیح کا حکم۔

سوال نمبر 3۔ مندرجہ ذیل عبارتوں پر تبصرہ کریں:

① اسلام نے دن کے تمام حصوں میں اور تمام احوال میں ذکر کو مشروع کر کے اللہ تعالی سے تعلق کی دائمی صورت پیدا کی ہے۔

② قولی عبادات کی شان عظیم ہے؛ کیونکہ یہ ایک مسلمان کے جنت میں داخل ہونے کا سبب بھی بن سکتی ہیں۔

③ حرام کاموں سے رکنا اسلام میں عبادت شمار کیا جاتا ہے۔

سوال نمبر 4۔ مندرجہ ذیل سوالات کے جواب دیں:

① قولی عبادت کا مفہوم واضح کریں، نیز ان میں سے چار کی مثال بیان کریں۔

② تین ایسے اذکار لکھیں جن کی آپ پابندی کرتے ہیں، ساتھ ہی ان کی فضیلت بیان کریں، اور ان کے پڑھنے کا وقت بتائیں۔

③ جن اذکار کو ایک مسلمان بار بار پڑھتا ہے ان میں سے آیت الکرسی اور بسم اللہ ہے۔ ان دونوں اذکار کے پڑھنے کا وقت بتائیں۔
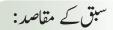
سبق (۷)
عملی اور مالی عبادات

سبق کے مقاصد:

◄ پیارے طالب علم! امید ہے کہ اس سبق کو پڑھ لینے کے بعد آپ:

① عملی عبادت کی تعریف کریں گے۔
② عملی عبادات کی قسمیں شمار کریں گے۔
③ عملی عبادات اور قلبی عبادات کے درمیان ربط بتائیں گے۔
④ مالی عبادات کی صورتیں بیان کریں گے۔
⑤ فخر محسوس کریں گے کہ اسلام نے لوگوں سے ہمدردی کو ایک عبادت قرار دیا ہے۔

تمہید:

اسلام لوگوں کو عبادت میں سرگرم رہنے کی تلقین کرتا ہے، اور اللہ تعالی سے رشتے استوار کرنے کی ترغیب دیتا ہے، اور یہ رغبت دلاتا ہے کہ مسلمان اپنی عبادت کے ذریعہ اپنے بھائیوں سے رشتہ قائم رکھے اور اپنے معاشرے کی اصلاح کرے۔

اور اسلام میں نیکی اور اطاعت کے بہت سارے راستے ہیں، اور کم وبیش نیکیوں کے بڑے بڑے ثواب مقرر ہیں، اس کی ایک مثال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے: ((لَا تَحْقِرَنَّ مِنْ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا وَلَوْ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ)) "نیکی میں کسی بھی چیز کو حقیر نہ سمجھو اگرچہ تمہیں اپنے بھائی سے خندہ پیشانی (خوش روی) سے ملنا ہی کیوں نہ ہو"۔ (صحیح مسلم 2626)

اول: عملی عبادات

عملی عبادات وہ عبادات ہیں جن کو ایک مسلمان اپنے بدن سے یا بعض اعضاء سے ادا کرتا ہے۔

ایسی عبادتوں کا تعلق قلبی عبادات سے بھی ہوتا ہے، خصوصا اخلاص للہ سے کیونکہ ان کی ادائیگی میں اخلاص کی ضرورت ہوتی ہے، عملی عبادات میں سے چند اہم عبادتیں یہ ہیں:

(۱) نماز:

یہ عملی عبادتوں میں سب سے اہم اور سب سے عظیم عبادت ہے، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ اللہ کے نزدیک سب سے محبوب عمل کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ((الصَّلاۃُ عَلَی وَقْتِهَا)) "نماز کو اس کے مقررہ وقت میں پڑھنا"۔ (صحیح بخاری 527، صحیح مسلم 85)۔

(۲) روزہ:

یہ عظیم عبادتوں میں سے ایک ہے، اللہ نے روزہ اور روزہ دار کو اس قدر عزت بخشی ہے کہ اسے اپنی جانب منسوب کیا ہے، اور اس کے ثواب کو پوشیدہ کر رکھا ہے؛ چنانچہ ایک حدیث قدسی میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالی فرماتا ہے: ((كلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ، فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ)) "ابن آدم کا ہر عمل اس کے لئے ہے سوائے روزے کے، وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا"۔ (صحیح بخاری 1904، صحیح مسلم 1151)

اور یہ فرض روزے کو بھی شامل ہے جیسے رمضان کا روزہ، اور نفلی روزے کو بھی شامل ہے۔

(۳) حج:

حج اسلام کا ایک رکن ہے، اور ان اعمال میں سے ہے جو گناہوں کا کفارہ ہوتے ہیں، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: «مَنْ حَجَّ لله، فلَمْ يَرْفُثْ، وَلم يَفْسُق، رَجع كَيَوْم وَلَدْتُهُ أُمُّهُ» "جس نے اللہ کے لیے حج کیا (اور پورے آداب و شرائط کے ساتھ بیت اللہ شریف کا حج کیا) نہ جماع کے قریب گیا اور نہ ہی اس سے کوئی فسق و فجور کا عمل صادر ہوا، تو وہ شخص گناہوں سے ایسا پاک صاف ہو کر لوٹتا ہے جیسا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے دن پاک صاف تھا"۔ (صحیح بخاری 1521، صحیح مسلم (1350)۔

(۴) اللہ کی راہ میں جہاد:

یہ افضل ترین اعمال میں سے ایک ہے، اور عظیم ترین اجر والے کاموں میں سے ہے، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ سب سے افضل عمل کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ((الصَّلاةُ لِوَقْتِها)) "نماز کو اس کے مقررہ وقت میں پڑھنا"، پھر میں نے دریافت کیا کہ اس کے بعد کونسا عمل سب سے افضل ہے تو فرمایا: ((بِرُّ الوالَدَيْنِ))

"والدین کے ساتھ حسن سلوک"، پھر میں نے دریافت کیا کہ اس کے بعد کونسا عمل سب سے افضل ہے تو فرمایا: ((الجِهادُ في سَبيلِ الله)) "اللہ کی راہ میں جہاد"۔ (صحیح بخاری 527، صحیح مسلم 85)۔

(۵) والدین کے ساتھ حسن سلوک اور صلہ رحمی:

ایک مسلمان پر والدین کا حق حقوق العباد میں سب سے بڑا حق ہوتا ہے، اور اللہ تعالی نے تو والدین کے ساتھ حسن سلوک کو اپنی عبادت کے ساتھ بیان کیا ہے، فرمایا: ﴿وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾ اور تیرے رب نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ لوگو! تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ [سورۃ الإسراء: 23].

پھر اس کے بعد دیگر رشتہ داروں کا حق آتا ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کو اپنی رسالت کی بنیادوں میں سے ایک بنیاد بتائی ہے، جب آپ سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالی نے آپ کو کن بنیادی باتوں کو دیکر بھیجا ہے، تو آپ نے فرمایا: ((أَرْسَلَنِي بِصِلَةِ الأَرْحَامِ، وَكَسْرِ الأَوْثَانِ)) "مجھے صلہ رحمی کرنے اور بتوں کو توڑنے کا حکم دے کر اللہ نے مبعوث کیا ہے"۔ (صحیح مسلم 832)

(٦) پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک:

والدین اور رشتہ داروں کے بعد پڑوسی حسن سلوک کے سب سے زیادہ مستحق ہیں؛ اسی وجہ سے اللہ تعالی نے ان کے حقوق پر کافی زور دیا ہے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: « مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ » "جبریل علیہ السلام مجھے برابر پڑوسی کا خیال رکھنے کی تلقین کرتے رہے یہاں تک کہ میں یہ سوچنے لگا کہ کہیں پڑوسی کو وراثت میں حصہ دینے کی بات نہ کہہ دیں"۔ (صحیح بخاری 6015، صحیح مسلم 2625)۔

(۷) لوگوں کے حقوق کی ادائیگی اور ان کی ضروریات کی تکمیل:

مسلمانوں کے بہت سارے حقوق ہیں، جیسے ان کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا، مریض کی عیادت کرنا، بھوکے کو کھانا کھلانا، جنازے میں شامل ہونا.. وغیرہ وغیرہ۔ان حقوق میں عظیم ترین فضیلت والے حقوق یہ ہیں:

لوگوں کی ضروریات پوری کرنا، ان کی مصیبتوں کو دور کرنا، ان پر ہو رہے ظلم اور ناانصافی کو ختم کرنے کی کوشش کرنا، اس کی فضیلت میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: « مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللهُ فِي حَاجَتِهِ ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ» " جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرنے میں لگا رہتا ہے اللہ تعالی اس کی ضرورت پوری کرنے میں لگ جاتا ہے، اور جس نے کسی مسلمان کی کوئی تکلیف دور کی تو اللہ تعالی اس کے بدلے روز قیامت کی تکلیفوں میں سے ایک تکلیف دور کرے گا"۔ (صحیح بخاری 2442، صحیح مسلم 2580)

(۸) علم حاصل کرنا اور دوسروں کو تعلیم دینا:

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «خيرُكم مَن تعلَّمَ القرآنَ وعلَّمَهُ » "تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے" (صحیح بخاری 5027) ،اور یہ بھی فرمایا: «إِنَّ اللهَ عزَّ وجلَّ وملائِكتَهُ، و أهلَ السمواتِ والأرضِين، حتى النملةَ في جُحْرِها ، وحتى الحوتَ ، ليُصلُّونَ على معلِّمِ الناسِ الخيرَ» "بے شک اللہ اور اس کے فرشتے اور آسمان و زمین میں بسنے والے، یہاں تک کہ اپنی سوراخ میں رہنے والی چیونٹی، اور مچھلیاں، یہ سارے اس شخص کے لئے رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں جو لوگوں کو خیر کی تعلیم دیتا ہے"۔ (سنن ترمذی 2685)۔

دوم: مالی عبادات

(۱) زکات اور صدقات:

زکات اسلام کا تیسرا رکن ہے، اور یہ انسانی نفس کو بخل اور دنیا کے لالچ سے پاک کرنے کا ذریعہ ہے، زکات معاشرے میں خیر اور محبت کو فروغ دیتی ہے، اور غربت اور اس کے برے آثار کو ختم کرتی ہے۔

مالی عبادتوں میں مستحب اور نفلی صدقات بھی آتے ہیں، ان کی فضلیت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث وارد ہوئی ہے: «كُلُّ امْرِئٍ فِي ظِلِّ صَدَقَتِهِ حَتَّى يُفْصَلَ بَيْنَ النَّاسِ-أي: يوم القيامة» "قیامت کے روز ہر انسان اپنے صدقے کے سائے میں اس وقت تک رہے گا جب تک لوگوں کے درمیان فیصلہ نہ ہو جائے"۔ (مسند احمد 17333)

(۲) اہل وعیال کا نان و نفقہ سنبھالنا (ان پر خرچ کرنا):

شوہر پر ایک واجبی عبادت ہے کہ اپنی بیوی پر خرچ کرے، اور باپ پر یہ واجب ہے کہ اپنے چھوٹے بچوں پر خرچ کرے، اور یہ عام صدقہ سے بڑھ کر ہے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: «خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ» "بہترین صدقہ وہ ہے جسے دینے پر آدمی مالدار ہی رہے، اور ابتدا ان سے کرو جو تمہاری کفالت میں ہیں جن کے کھلانے پہنانے کے تم ذمہ دار ہو"۔ (صحیح بخاری 1426، صحیح مسلم 1034)

اور گھر والوں پر خرچ کرنا سب سے بہترین صدقہ ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: «دِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي رَقَبَةٍ وَدِينَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهِ عَلَى مِسْكِينٍ وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ أَعْظَمُهَا أَجْرًا الَّذِي أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ» "جن دیناروں پر اجر ملتا ہے ان میں سے ایک دینار وہ ہے جسے تو نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا، اور ایک

دینار وہ ہے جسے تو نے کسی کی گردن (کی آزادی) کے لیے خرچ کیا، اور ایک دینار وہ ہے جسے تو نے مسکین پر صدقہ کیا، اور ایک دینار وہ ہے جسے تو نے اپنے گھر والوں پر صرف کیا، ان میں سب سے عظیم اجر اس دینار کا ہے جسے تو نے اپنے اہل و عیال پر خرچ کیا"۔ (صحیح مسلم 995)

مشق

مشق (۱) ہر ایک قسم کو علاحدہ علاحدہ بیان کرونگا:

اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ﴾ (ترجمہ: یہی نیکی نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق اور مغرب کی طرف پھیرو، بلکہ نیکی تو یہ ہے: جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور فرشتوں اور کتابوں اور نبیوں پر، اور اس کی محبت میں رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سوال کرنے والوں کو اور گردنوں کے چھڑانے میں مال خرچ کرے، اور نماز پڑھے اور زکوٰۃ دے، اور جو اپنے عہدوں کو پورا کرنے والے ہیں جب وہ عہد کرلیں، اور تنگدستی میں اور بیماری میں اور لڑائی کے وقت صبر کرنے والے ہیں، یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیز گار ہیں۔ [سورة البقرة:177].

اپنے ساتھی کی مدد سے درج ذیل ٹیبل میں ان عبادتوں کو علاحدہ علاحدہ بیان کریں جن کا ذکر مذکورہ آیت میں ہوا ہے:

قلبی عبادات	قولی عبادات	عملی عبادات	مالی عبادات

مشق (۲) ربط و تعلق بتا کر اپنے علم کو وسیع کروں گا:

- نماز اور قلبی عمل کے درمیان ربط و تعلق کی کیا صورت ہے؟
- کیا نماز کے دوران کسی قلبی عبادت کو انجام دینا ممکن ہے؟ (اپنے استاذ کی مدد سے اسے معلوم کرنے کی کوشش کریں)۔

مشق (۳) ایک مضمون لکھوں گا

- ایک ایسا مضمون لکھیں جو سوشل میڈیا میں نشر کرنے کے لائق ہو، اس مضمون میں اسلام کی یہ فضیلت بیان کریں کہ کس طرح اسلام نے لوگوں کی خدمت اور ان سے ہمدردی کو عبادت کا ایک اہم باب قرار دیا ہے۔

سوال نمبر 1۔ درج ذیل عبارتوں میں جو صحیح ہے اس کے سامنے ✓ کا نشان لکھیں اور جو غلط ہے اس کے سامنے ✗ کا نشان لکھیں:

① عملی عبادتوں کی قبولیت کے لئے اخلاص شرط ہے۔
② اللہ تعالی نے صدقات کے اجر و ثواب کو بندوں سے پوشیدہ رکھا ہے۔
③ لوگوں کو خیر کی تعلیم دینے والے کے لئے فرشتے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔
④ اپنی بیوی پر خرچ کرنا آدمی کے لئے مستحب ہے۔
⑤ لوگوں کی ضروریات پوری کرنا قیامت کے روز نجات کا ایک ذریعہ ہے۔

سوال نمبر 2۔ مندرجہ ذیل دونوں عبارتوں پر تبصرہ کریں:

① معاشرے کو تقویت دینے کا ایک سبب یہ ہے کہ اسلام نے لوگوں سے ہمدردی کو عبادت میں شمار کیا ہے۔
② نفع بخش علم حاصل کرنے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دینے کی اسلام میں بڑی فضیلت ہے۔

سوال نمبر 3۔ مندرجہ ذیل سوالات کے جواب دیں:

① عملی عبادت کی تعریف کریں۔
② اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان: ((لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا)) ''کسی بھی نیکی کو حقیر نہ سمجھو'' سے کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں بیان کریں۔
③ دو عملی عبادتوں کی وضاحت کریں، نیز ان کی فضیلت بھی بیان کریں۔
④ مالی عبادتوں میں سے کچھ واجب ہیں اور کچھ مستحب ہیں، اس کی وضاحت کریں۔

سبق (۸)
تقویٰ اور مراقبتِ الٰہی

سبق کے مقاصد:

◄ پیارے طالب علم! امید ہے کہ اس سبق کو پڑھ لینے کے بعد آپ:

① تقویٰ اور مراقبت کی تعریف کریں گے۔
② تقویٰ کی اہمیت پر کوئی دلیل پیش کریں گے۔
③ تقویٰ کے حصول کی کیفیت بیان کریں گے۔
④ متقیوں کے صفات بتائیں گے۔
⑤ تقویٰ کے حصول میں مراقبہ کی اہمیت کا اندازہ لگائیں گے۔

تقویٰ اور مراقبت الٰہی
- تقویٰ کی تعریف
- تقویٰ کی اہمیت
- مراقبہ اور حصولِ تقویٰ

تمہیدی سرگرمی:

بعض لوگوں سے جب کہا جاتا ہے کہ (اللہ سے ڈرو، تقوی اختیار کرو) تو وہ غصہ ہو جاتے ہیں! اس رویہ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ اور ایسا لوگ کیوں کرتے ہیں؟

تقوی کی تعریف

- تقوی کا مطلب ہے: اللہ عز و جل کے غضب اور اس کے عذاب سے بچنا، صرف اسی وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کر کے، نیک اعمال کر کے، گناہوں کو ترک کر کے، اور گناہ ہونے کی صورت میں فوری توبہ کر کے۔
- اللہ تعالی نے تقوی کا حکم دیا ہے اور اسے اپنی اطاعت سے جوڑ دیا ہے، فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا (70) يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا (71)﴾ ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور درست بات کہا کرو۔ وہ تمہارے کاموں کی اصلاح کر دے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا، اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ یقینا بڑی کامیابی سے سرفراز ہو گا۔ (الأحزاب: ۷۰ – ۷۱).
- اور جب اللہ نے انبیاء کو ان کی قوموں کی جانب مبعوث کیا، تو ان کی سب سے پہلی دعوت یہی تھی کہ اللہ سے ڈریں، جیسا کہ اللہ اپنے نبی صالح علیہ السلام کے بارے میں فرماتا ہے: ﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ﴾ ترجمہ: پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ [سورة الشعراء: 150].

تقوی کی اہمیت

◀ اللہ عزو جل نے بندوں میں افضلیت کا معیار تقوی کو ہی ٹھہرایا ہے، چنانچہ فرمایا: ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقَاكُمْ﴾ اللہ کے نزدیک تم سب میں باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار (اللہ سے ڈرنے والا) ہے۔ [سورۃ الحجرات:13]. اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (لاَ فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ ، وَلاَ لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ، وَلاَ أَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ ، وَلاَ أَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ، إِلاَّ بِالتَّقْوَى) ترجمہ: کسی عربی کو کسی عجمی پر، کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی سرخ رنگ والے کو کسی سیاہ رنگ والے پر اور کسی سیاہ رنگ والے کو کسی سرخ رنگ والے پر کوئی فضیلت و برتری حاصل نہیں، ہاں مگر تقوی کی بنا پر۔ (مسند احمد 23489)

◀ اور تقوی اللہ سے ملاقات کے لئے سب سے بہترین زاد راہ اور تیاری ہے، اللہ سبحانہ وتعالی فرماتا ہے: ﴿وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى وَاتَّقُونِ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ﴾ اور زاد راہ (سفر کا خرچ) لے لیا کرو، بے شک سب سے اچھا زاد راہ تقوی ہے، اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقل والو۔ [سورۃ البقرۃ:197].

◀ اور اللہ عزو جل نے آخرت میں اچھا انجام اسی کے لئے مقرر کر رکھا ہے جس نے تقوی اختیار کیا، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ﴾ "اور آخرت میں اچھا انجام اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے ہوگا"۔ [سورۃ القصص:83]. اور اللہ نے متقیوں سے جنت کا وعدہ کیا ہے، چنانچہ فرمایا: ﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ (54) فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُقْتَدِرٍ (55)﴾ بے شک پرہیز گار لوگ باغوں اور نہروں میں ہوں گے، صدق کی مجلس میں، عظیم بادشاہ کے پاس، جو بے حد قدرت والا ہے۔ (القمر: ۵۴ – ۵۵)۔

مراقبہ اور حصولِ تقوی

- تقوی کا حصول مراقبتِ الٰہی سے ہوتا ہے، اور مراقبت الٰہی کا مطلب یہ ہے کہ مومن بندہ کو ہمیشہ یہ اِحساس ہو کہ ہر حال میں اللہ اس کے ساتھ ہے اور اس کو دیکھ رہا ہے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ((اتَّقِ اللّٰہَ حَیْثُمَا کُنْتَ)) "جہاں بھی رہو اللہ سے ڈرتے رہو"۔ (سنن ترمذی 1987)

- تو جس شخص کو یہ یقین ہو جائے کہ اللہ عزوجل اس کی نگرانی کر رہا ہے اور اسے ہمیشہ دیکھ رہا ہے تو وہ کبھی معصیت کا کام کرنے کی ہمت نہیں کرے گا، اور اگر معصیت کرنے کا خیال پیدا ہو جائے تو فورا توبہ کرے گا؛ کیونکہ اسے یقین ہے کہ اللہ اس کے دل کی بات بھی جانتا ہے، چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ﴾ وہ آنکھوں کی خیانت کو اور سینوں کی پوشیدہ باتوں کو خوب جانتا ہے۔ [سورۃ غافر: 19].

- اور اللہ تعالی نے تو اپنے اس فرمان میں تقوی اور مراقبہ کو ایک دوسرے سے جوڑ دیا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ ترجمہ: "اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا، اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں، اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو، اور رشتے ناتے توڑنے سے بھی بچو، بے شک اللہ تعالی تم پر نگہبان ہے"۔ [سورۃ النساء: 1]. تو یہاں آیت کے آغاز میں اللہ نے تقوی کا حکم دیا ہے اور آیت کا اختتام مراقبہ پر تنبیہ کر کے کیا۔

◄ یقیناً انسان کو احسان کے اس مرتبہ تک پہنچانے میں مراقبہ کا اہم کردار ہوتا ہے، جس کا تذکرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس حدیث میں بتایا ہے: ((أَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ ، فَإِنَّهُ يَرَاكَ)) "تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو، اگر یہ درجہ نہ حاصل ہو تو پھر یہ تو سمجھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے"۔ (صحیح مسلم 8)

مشق (۱) اپنے ساتھی کی شرکت سے عملی جامہ پہناؤنگا:

◄ تقویٰ کا حصول متقیوں کے صفات اور ان کے اعمال کی معرفت اور ان کی اقتدا سے ہوتا ہے، اور جن آیتوں میں اس کی وضاحت ہوئی ہے ان میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ (133) الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ (134) وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ (135)﴾ "ترجمہ: اور اپنے رب کی بخشش کی طرف دوڑو اور بہشت کی طرف جس کا عرض (وسعت) آسمان اور زمین ہے جو پرہیز گاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ جو خوشی اور تکلیف میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ ضبط کرنے والے ہیں اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں، اور اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور وہ لوگ جب کوئی کھلا گناہ کر بیٹھیں یا اپنے حق میں ظلم کریں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں سے بخشش مانگتے ہیں، اور سوائے اللہ کے اور کون گناہ بخشنے والا ہے، اور اپنے کئے پر وہ جان بوجھ کر اصرار نہیں کرتے۔ (آل عمران: ۱۳۳ - ۱۳۵)

① اپنے ساتھی کی شرکت سے ان آیات میں وارد متقیوں کی صفات اور ان کے اعمال بیان کریں۔

② ان نیکیوں کو انجام دینے کی بھرپور کوشش کریں تاکہ آپ تقویٰ کا مقام حاصل کرسکیں۔

مشق (٢) اقتدا کروں گا

◄ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک بار صحراء میں ایک چرواہے سے ملے، تو اس سے کہا کہ اپنی بکریوں میں سے ایک بکری ان کے لئے ذبح کر دے، تو چرواہے نے کہا: یہ بکریاں میری نہیں ہیں، تو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے بطور امتحان کہا: بکریوں کے مالک سے کہہ دینا کہ ایک بکری کو بھیڑیا کھا گیا، تو اس دیہاتی چرواہے نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور کہا: لیکن اللہ کہاں ہے؟ (یعنی اللہ تو اوپر سے دیکھ رہا ہے، اس سے کیسے جھوٹ بولوں گا)

(اس روایت کو امام بیہقی نے شعب الایمان 4908 میں روایت کیا ہے)۔

◄ حسن بصری رحمہ اللہ کا کہنا ہے: "میں اپنی نظر نہیں دوڑاتا ہوں، اور نہ اپنی زبان سے بولتا ہوں، اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ پکڑتا ہوں اور نہ اپنے پاؤں پر کھڑا نہیں ہوتا ہوں جب تک یہ دیکھ نہ لوں کہ وہ کام اطاعت کا ہے یا معصیت کا، تو اگر اللہ کی اطاعت کا کام ہوتا ہے تو آگے بڑھ جاتا ہوں، اور اگر اس کی معصیت کا کام رہتا ہے تو پیچھے ہٹ جاتا ہوں"۔ (اس قول کو ابن ابی الدنیا نے اپنی کتاب الورع 195 میں نقل کیا ہے)۔

١. پہلے قصے میں چرواہے نے کس طرح تقوی اور پرہیز گاری کا ثبوت دیا؟

٢. حسن بصری رحمہ اللہ کے اس قول میں اللہ تعالی کا تقوی اور اس کا مراقبہ کس طرح ظاہر ہوتا ہے؟

سوال نمبر 1۔ درج ذیل عبارتوں میں جو صحیح ہے اس کے سامنے ✓ کا نشان رکھیں اور جو غلط ہے اس کے سامنے ✗ کا نشان رکھیں:

① اللہ کے نزدیک لوگوں کی برتری ان کے علم اور مال کی بنا پر ہوتی ہے۔ ☐
② حلال کھانا تقوی اور پرہیز گاری کی صورتوں میں سے ایک صورت ہے۔ ☐
③ متقیوں اور پرہیز گاروں سے کوئی گناہ اور غلطی نہیں ہوتی ہے۔ ☐
④ اللہ تعالی کا مراقبہ ایک مومن کو احسان کے مقام تک پہنچاتا ہے۔ ☐
⑤ تقوی کے حصول کے لئے بندوں کے حقوق کی ادائیگی شرط ہے۔ ☐

سوال نمبر 2۔ ان میں سے ہر ایک کی دلیل ذکر کریں:

① قیامت کے دن متقیوں کا اچھا بدلہ۔
② تمام حالتوں میں اللہ کا تقوی (خشیت الٰہی) واجب ہے۔
③ اللہ عز وجل ہمارے اعمال کا مراقبہ کرتا ہے (ان کی نگرانی کرتا ہے)۔

سوال نمبر 3۔ مندرجہ ذیل سوالات کے جواب دیں:

① تقوی اور مراقبہ کی تعریف کریں۔
② متقیوں کی تین صفات بیان کریں۔
③ ایک مومن اللہ تعالی کا تقوی کیسے حاصل کر سکتا ہے؟

باب چہارم
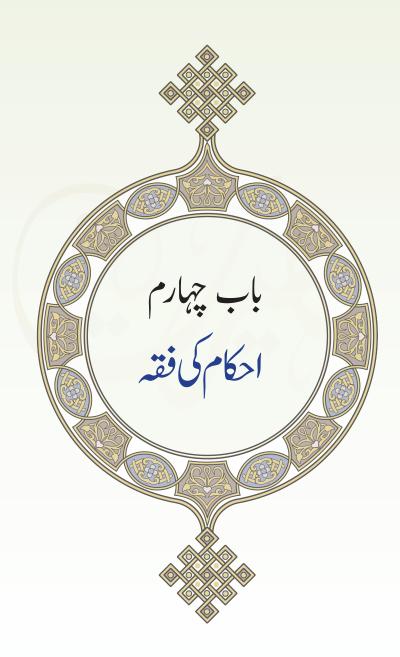
احکام کی فقہ

سبق کے مقاصد:

◄ پیارے طالب علم! امید ہے کہ اس سبق کو پڑھ لینے کے بعد آپ:

① مسلمان کی زندگی میں طہارت کی اہمیت واضح کر سکیں گے۔
② ترتیب کے ساتھ وضو کے اعمال انجام دے پائیں گے۔
③ وضو کے فضائل پر استدلال کر پائیں گے۔
④ صحیح طریقے سے وضو کریں گے۔
⑤ طہارت اور وضو کی فضیلت بیان کر پائیں گے۔

طہارت اور وضو کا طریقہ
- طہارت کی اہمیت و فضیلت
- وضو کا طریقہ
- وضو کی فضیلت

طہارت کی اہمیت

اسلام نے تمام حالتوں میں صفائی وستھرائی کا اہتمام کرنے کا حکم دیا ہے، کیوں کہ اس کے بہت سارے جسمانی وسماجی فوائد ہیں، اور نماز کے درست ہونے کی شرطوں میں سے دو شرطیں ایسی ہیں جن کا تعلق طہارت سے ہے، وہ دونوں شرطیں یہ ہیں:

- پہلی شرط: جسم، کپڑا اور جگہ کا گندگی سے پاک ہونا، جیسا کہ اللہ تعالی اپنے نبی ﷺ سے فرماتا ہے: ﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ﴾ "اور اپنے کپڑے کو پاک کرلو۔" (المدثر: 4)۔
- دوسری شرط: چھوٹی وبڑی ہر دو ناپاکیوں سے طہارت:

بڑی ناپاکی سے طہارت پورے بدن کے غسل سے حاصل ہوتی ہے، اور یہ اُس وقت ہوتا ہے کہ جب انسان ایسی حالت میں واقع ہوجائے جس میں اس پر غسل کرنا واجب ہوجاتا ہے۔ (ان حالات کی تفصیل غسل کے طریقے میں جان جائے گی)۔

اور چھوٹی ناپاکی سے طہارت وضو کرنے سے حاصل ہوتی ہے، جیسا کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: «لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ» "بغیر طہارت کے نماز قبول نہیں ہوتی۔" (مسلم، حدیث نمبر: 224)۔

طہارت کی فضیلت

طہارت اور وضو کے متعدد فضائل ہیں، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

- یہ اللہ تعالی کی محبت کا سبب ہے، جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾ "اللہ تعالی توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے، اور خوب پاکی حاصل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔" (البقرۃ: 222)۔
- طہارت نصف ایمان ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «الطُّهُورُ شَطْرُ

الْإِيمَانِ» "طہارت نصف ایمان ہے۔" (مسلم شریف، حدیث نمبر : 223)۔ یہاں ایمان سے مراد نماز ہے۔

- » وضو گناہوں کے کفارہ کا سبب ہے، جیسا کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: «إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ - أَوِ الْمُؤْمِنُ - فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ - أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ -، فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ -، فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ - أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ - حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ» "جب کوئی مسلمان یا مومن بندہ وضو کرتا ہے، اور وضو کرتے ہوئے اپنا چہرہ دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے چہرے سے ہر وہ گناہ نکل جاتا ہے جسے اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا، پھر جب وہ اپنے دونوں ہاتھ دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اُس کے دونوں ہاتھوں سے وہ گناہ نکل جاتے ہیں جنہیں اس نے اپنے ہاتھوں سے پکڑ کر کیا تھا، پھر جب وہ اپنا پاؤں دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ ہر وہ گناہ نکل جاتا ہے جسے اس نے اپنے دونوں پاؤں سے چل کر کیا تھا، یہاں تک کہ گناہوں سے پاک وصاف ہو کر نکلتا ہے۔" (مسلم شریف، حدیث نمبر : 244)۔

- پابندی کے ساتھ وضو کرنا ایمان کی علامت ہے، جیسا کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: «وَلَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوءِ إِلَّا مُؤْمِنٌ» "پابندی کے ساتھ وضو کا اہتمام صرف ایک مسلمان ہی کر سکتا ہے۔" (احمد، حدیث نمبر : 22436، ابن ماجہ، حدیث نمبر : 277)۔

وضو کا طریقہ

◄ نیچے بیان کیے گئے طریقے سے آپ کے لیے وضو کا طریقہ واضح ہو جائے گا:
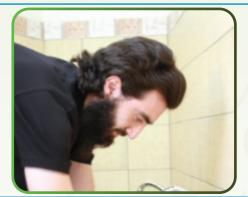
① سب سے پہلے میں وضو کی نیت کرتا ہوں اور "بسم اللہ" کہتا ہوں۔	
② پھر میں پانی سے اپنے ہتھیلی کو تین مرتبہ دھوتا ہوں۔	
③ پھر میں تین مرتبہ منہ میں پانی لے کر کُلی کرتا ہوں اور ناک میں پانی کھینچ کر	

اپنے بائیں ہاتھ سے ناک جھاڑتا ہوں۔	
④ پھر میں اپنے چہرے کو تین مرتبہ دھوتا ہوں۔	
⑤ پھر میں پہلے دائیں ہاتھ کو، پھر بائیں ہاتھ کو انگلیوں کے سروں سے کہنیوں تک تین تین مرتبہ دھوتا ہوں۔	

⑥ پھر میں اپنے دونوں ہاتھوں کو گیلا کرتا ہوں اور ان سے اپنے سر کا مسح کرتا ہوں۔

⑦ پھر میں پانی سے اپنے دونوں کانوں کا مسح کرتا ہوں۔

⑧ پھر میں پہلے دائیں پیر کو، پھر بائیں پیر کو ٹخنوں تک تین تین مرتبہ دھوتا ہوں۔

◄ پھر مکمل وضو کر لینے کے بعد یہ دعا پڑھتا ہوں: (أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللهِ وَرَسُوْلُهُ) (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں)۔

» اللہ تعالی اعضائے وضو کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ "اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو، تو اپنے چہروں کو، اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھولو، اور اپنے سروں کا مسح کرلو، اور اپنے پاؤں دونوں ٹخنوں تک دھولو۔" (المائدہ: 6)۔

◄ وضو کا طریقہ دیکھنے کے لیے اسے اسکین کریں:

مشق (۱) معلومات میں توسع پیدا کروں گا:

- نماز، طواف اور قرآنِ مجید کو چھونے سے پہلے وضو کرنا واجب ہے، لیکن کچھ اعمال ایسے بھی ہیں جن کے لیے وضو کرنا مستحب ہے۔
- اپنے ساتھی کے ساتھ مل کر ان حالات کو ڈھونڈیں جن میں وضو کرنا مستحب ہے، پھر جتنے حالات کا آپ کو علم ہوا ہے، ان کا موازنہ لنک میں بیان کیے گئے حالات سے کیجیے۔

مشق (۲) سیکھنے کی مشق کروں گا:

- اپنے استاد کی نگرانی میں سیکھے ہوئے طریقے کے مطابق وضو کیجیے، اور اگر آپ سے غلطی ہوتی ہے یا بھول جاتے ہیں تو آپ کا ساتھی آپ کی رہنمائی کرے۔

مشق (۳) نصیحت کروں گا:

- وضو کا جو طریقہ آپ نے سیکھا ہے اس کے مطابق اپنے گھر والوں کو وضو کرنے کی مشق کرائیں۔

◄ اپنی مسجد میں کچھ نمازیوں کے وضو کرنے کے طریقے کو غور سے دیکھیے، پھر:

- ان میں سے جو غلطی کرے اسے نرمی سے سمجھائیے۔
- اور اگر بار بار غلطی کو دہراتے ہوئے دیکھیں تو مسجد کے امام کو بتائیں تا کہ وہ ان غلطیوں کے بارے میں نمازیوں کو آگاہ کرے۔

مشق (۴) مسئلہ نکالوں گا:

◄ درج ذیل احادیث پر غور کریں، اور اپنے استاد کی مدد سے ان سے نکلنے والے مسئلے کی معرفت حاصل کیجیے:

حدیث	مسئلہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: «لَوْلاَ أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ وُضُوءٍ» "اگر مجھے اپنی امت پر مشقت کا ڈر نہ ہوتا تو میں انہیں ہر مرتبہ وضو کرتے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔" (بخاری، حدیث نمبر: 1933)۔	
«كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِي طُهُورِهِ، وَتَرَجُّلِهِ، وَتَنَعُّلِهِ» "نبی صلی اللہ علیہ وسلم طہارت حاصل کرتے ہوئے، کنگھی کرتے ہوئے اور جوتا پہنتے وقت دائیں طرف سے شروعات کرنا پسند کرتے تھے۔" (بخاری، حدیث نمبر: 5406، مسلم، حدیث نمبر: 396)۔	

نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا فرمان ہے: «مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلِغُ – أَوْ فَيُسْبِغُ – الْوَضُوءَ ثُمَّ يَقُولُ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ» "تم میں سے جب کوئی شخص اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر یہ دعا پڑھتا ہے: (أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللهِ وَرَسُوْلُهُ) (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، اور محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ کے بندے اور رسول ہیں) تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں، وہ جس سے چاہے داخل ہو۔" (مسلم، حدیث نمبر: 234)۔	

سوال (۱):

◄ صحیح عبارت کے سامنے ✓ نشان اور غلط عبارت کے سامنے ✗ کا نشان لگائیں۔

① اسلام صرف نماز کے وقت صفائی کا اہتمام کرتا ہے۔ ☐
② وضو نماز کے درست ہونے کی شرط ہے۔ ☐
③ وضو میں دونوں پیر کے ساتھ دونوں ٹخنوں کو دھونا بھی واجب ہے۔ ☐
④ وضو میں سر اور دونوں کانوں کو تین مرتبہ دھونا واجب ہے۔ ☐
⑤ وضو میں دونوں ہاتھ دھونے میں دونوں کہنیاں بھی شامل ہیں۔ ☐

سوال (۲): نیچے دیے گئے وضو کے افعال کے سامنے نمبر لکھ کر صحیح ترتیب دیجیے۔

وضو کے اعمال	ترتیب
چہرہ دھونا	
کلی کرنا	
دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھونا	
ناک سے پانی کھینچنا اور ناک جھاڑنا	
دونوں کانوں کا مسح کرنا	
دونوں پیر دھونا	

سر کا مسح کرنا	
دونوں ہتھیلیوں کو دھونا	
نیت کرنا، اور بسم اللہ کہنا	

سوال (۳): نیچے بیان کیے گئے ہر مسئلے کی ایک دلیل حدیث سے بیان کیجیے:

۱. نماز کے لیے وضو شرط ہے۔

۲. وضو کے بعد شہادتین کہنے کی فضیلت۔

سوال (۴): درج ذیل دو سوالوں کا جواب دیجیے:

۱. نماز کے لیے طہارت کا مطلب صرف وضو نہیں ہے، آپ نے جو پڑھا ہے اس کی روشنی میں اس کی وضاحت کیجیے۔

۲. ایمان اور وضو کے درمیان ایک رشتہ ہے، دلیل کے ساتھ اس کی وضاحت کیجیے۔

سبق کے مقاصد:

◄ پیارے طالب علم! امید ہے کہ اس سبق کو پڑھ لینے کے بعد آپ:
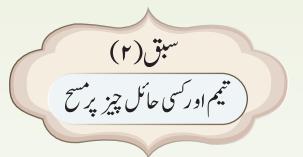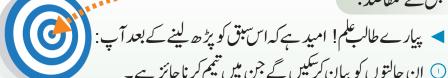
1. ان حالتوں کو بیان کرسکیں گے جن میں تیمم کرنا جائز ہے۔
2. اچھی طرح سے تیمم کرسکیں گے۔
3. موزوں پر مسح کرنے کے طریقے پر عمل کرسکیں گے۔
4. موزوں پر مسح اور پٹی یا بینڈیج پر مسح کے فرق کو بیان کرسکیں گے۔
5. عذر والے لوگوں کے لیے شریعت کی آسانی کا اندازہ لگا سکیں گے۔

تمہیدی مشق:

ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَكِن يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ﴾ "اللہ تعالی تمہیں کسی تنگی میں ڈالنا نہیں چاہتا ہے، بلکہ تمہیں پاک کرنا چاہتا ہے۔"

(المائدہ: 6)۔

1۔ اس آیت میں مذکور "تنگی" سے کیا مراد ہے؟

2۔ تنگی کی وہ کون سی صورتیں ہیں جو وضو کے لیے رکاوٹ بن سکتی ہیں؟

پہلا مسئلہ : تیمم

تیمم کا مطلب:

- تیمم کہتے ہیں: طہارت کی نیت سے پاکیزہ مٹی سے چہرہ اور دونوں ہتھیلیوں پر مسح کرنا، اور ایسا وضو یا غسل کے قائم مقام کے طور پر کیا جاتا ہے۔
- آیت میں مذکور "صعید" سے مراد ہے: زمین کی جنس میں سے پاک چیز، جیسے: مٹی، پتھر اور ریت۔

میں کب تیمم کروں؟

- جب پانی موجود نہ ہو۔
- پانی موجود تو ہو لیکن پینے کے لیے کافی نہ ہو۔
- جب کسی مسلمان کو ایسا مرض لاحق ہو کہ پانی استعمال کرنے سے مرض بڑھ سکتا ہے۔
- جب مسلمان کو پانی مل جائے اور اس میں پانی استعمال کرنے کی استطاعت ہو تو اس پر وضو کرنا واجب ہے۔

میں تیمم کیسے کروں؟

ایک مسلمان جب تیمم کا ارادہ کرے تو اُس پر درج ذیل چیزیں واجب ہیں:

۱. پاکی حاصل کرنے کے مقصد سے تیمم کی نیت کرے۔

۲ اپنے دونوں ہاتھ کو پاک مٹی پر ایک مرتبہ رکھے۔

۳ پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے چہرے پر مسح کرے۔

۴ پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے دونوں ہتھیلیوں کے باہری حصے پر مسح کرے۔

تیمم کا طریقہ دیکھنے کے لیے اسے اسکین کریں:

دوسرا مسئلہ : موزوں پر مسح کرنا

◄ موزہ سے مراد وہ چیز ہے جسے دونوں پیروں میں پہنا جاتا ہے خواہ وہ چمڑا، اون یا کپڑے وغیرہ کی ہو۔

◄ ہماری شریعتِ حنیفیہ (آسان شریعت) نے ہمیں وضو کرتے وقت دونوں پیر کو دھونے کے بجائے موزوں پر مسح کرنے کی اجازت دی ہے، لیکن اس کی کچھ شرطیں ہیں:

① موزے ایسے ہوں کہ وہ وضو کی جگہ کو ڈھانپے ہوئے ہوں، یعنی ٹخنوں سمیت دونوں قدم کو ڈھانپے ہوئے ہوں۔

② مسلمان وضو کی حالت میں ان موزوں کو پہنا ہو۔

③ دونوں موزے پاک ہوں، اگر ان میں نجاست لگی ہو تو ان پر مسح کرنا جائز نہیں ہے۔

④ مسح کرنے کی متعینہ مدت سے متجاوز نہ ہو، اور وہ مدت یہ ہے: مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات، اور مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں۔

⑤ مسح کرنے کی مدت کی شروعات، موزوں پر پہلی مرتبہ مسح کرنے سے ہوگی۔

◄ **موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ:**

- مسلمان اپنے دونوں ہاتھوں کو پانی سے گیلا کر کے موزوں کے اوپری حصے میں پیر کی انگلیوں کی جانب سے شروع کر کے پنڈلی کی جانب لے کر جائے، اور ایک ہی بار مسح کرے، اور موزوں کے نچلے حصے میں مسح نہ کرے۔

◄ مسح کا طریقہ دیکھنے کے لیے اسے اسکین کریں:

تیسرا مسئلہ: پٹی یا بینڈیج پر مسح کرنا

◄ پٹی یا بینڈیج سے مراد وہ چیز ہے جسے جسم کے ٹوٹے حصے یا زخم پر لپیٹا جاتا ہے تا کہ ہڈی جڑ جائے اور زخم بھر جائے، جیسے پلاسٹر اور بینڈیج وغیرہ۔

◄ پٹیوں پر مسح کرنے کی کوئی متعین مدت نہیں ہے، کیوں کہ پٹی اُس انسان کی مجبوری ہے، اس لیے ہڈی کے جُڑنے، زخم کے شفایاب ہونے اور پٹی کے نکالنے تک اس پر مسح کرنا جائز ہے۔

◄ وضو کرتے وقت ایک مسلمان اپنی پٹی کے صرف اُسی حصے پر مسح کرے گا جو وضو کی جگہ ہے، جیسے اگر کسی شخص کے پورے ہاتھ میں پٹی بندھی ہو تو وہ صرف بازو اور کہنیوں تک ہی مسح کرے گا۔

◄ البتہ غسل میں پٹی کے پورے حصے پر مسح کرے گا۔

مشق (۱) غور و فکر کر کے حل پیش کروں گا۔

◄ درج ذیل حالات میں آپ کیا کریں گے؟

① آپ ایک دور دراز صحرائی علاقے میں چل رہے ہیں، اور آپ کے پاس صرف پینے کے برابر پانی ہے، اور اسی حالت میں نماز کا وقت آجاتا ہے۔

② گھر میں پانی آنا بند ہو گیا ہے، اور آپ نماز پڑھنا چاہتے ہیں، تو کیا ایسی صورت میں آپ وضو کے لیے پانی خریدیں گے یا فوراً تیمم کر لیں گے؟

③ آپ نے موزے پہنے، پھر آپ نے غسل کا ارادہ کیا۔

مشق (۲) سوال کروں گا:

◄ ایک شخص نے وضو کر کے اپنے موزے پہنے، پھر ہر وضو کے وقت ان پر مسح کرتا رہا، لیکن ایک دن اور رات مکمل ہونے سے پہلے اس نے اپنے موزے اتار دیے، پھر اس نے وضو کیا اور اپنے دونوں پاؤں دھوئے، اور وضو کے بعد دوبارہ اپنے موزے پہنے، تو کیا اب وہ نئے سرے سے ایک دن اور ایک رات تک مسح کر سکتا ہے؟

مشق (۲) سیکھنے میں شرکت کروں گا:

استاد کی نگرانی میں دو طلبہ تیمم اور موزے پر مسح کرنے کے اعمال انجام دیں، اور بقیہ طلبہ اپنے اُن دونوں ساتھیوں کی غلطیوں کی اصلاح کریں۔

مشق (۴) غور و فکر کر کے مسئلہ نکالوں گا:

صفوان بن عسّال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفْرًا أَنْ لاَ نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ، إِلاَّ مِنْ جَنَابَةٍ، وَلَكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ." "جب ہم لوگ سفر میں ہوتے تھے تو نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم تین دن اور تین راتوں تک اپنے موزے نہ اتاریں سوائے جنابت کے، لیکن پیشاب، پاخانہ اور نیند کی وجہ سے نہ اتاریں۔" (ترمذی، حدیث نمبر: 96)۔

- اپنے ساتھی کی مدد سے مذکورہ بالا حدیث سے موزوں پر مسح کرنے کے احکام نکالیں۔

سوال (۱):

صحیح عبارت کے سامنے ✓ کا نشان اور غلط عبارت کے سامنے ✗ کا نشان لگائیں۔

① موزوں پر مسح کرنے کی شرط ہے کہ انہیں طہارت کی حالت میں پہنا جائے۔ [ ]

② مجبوری کے علاوہ عام حالات میں موزوں پر مسح کرنا جائز نہیں ہے۔ [ ]

③ تیمم اور پٹی پر مسح کرنے کا کوئی متعین وقت نہیں ہے۔ [ ]

④ موزوں پر مسح کرنے کی اجازت اللہ تعالی کی طرف سے رخصت اور آسانی ہے۔ [ ]

⑤ اعضائے وضو پر مٹی سے مسح کرنے سے تیمم مکمل ہوتا ہے۔ [ ]

سوال (۲): نیچے کی تصویروں کے سامنے صحیح نمبر لکھ کر تیمم کے اعمال کو ترتیب دیجیے۔

(...........) (...........) (...........)

سوال (۳): نیچے دیے گئے ٹیبل میں موزوں پر مسح کرنے اور پٹی پر مسح کرنے میں اتفاق اور اختلاف کی صورتوں کو لکھیے۔

موازنہ کی صورت	موزوں پر مسح	پٹی یا بینڈیج پر مسح
کتنی مدت تک مسح کرنے کی اجازت ہے؟		
مسح کرنے کی جگہ		
مسح کرنے کی کیفیت		
مسح کرنے سے پہلے وضو کرنا		
وضو اور غسل کے لیے مسح کرنا		

سوال نمبر (۴): کس حالت میں وضو اور غسل کے بدلے تیمم کرنا جائز ہے؟

سبق (۳)
غسل

سبق کے مقاصد:

◀ پیارے طالب علم! امید ہے کہ اس سبق کو پڑھ لینے کے بعد آپ:

① غسل کی تعریف کرسکیں گے۔
② غسل کے افعال کو بیان کرسکیں گے۔
③ اُن حالتوں کو بیان کرسکیں گے جن میں غسل واجب ہوتا ہے۔
④ غسل کے سلسلے میں شریعت نے جو آسانی اور سہولت دی ہے اس کی مثال دیں گے۔
⑤ صفائی ستھرائی کے سلسلے میں شریعتِ اسلامیہ کے اہتمام کا اندازہ لگائیں گے۔

تمہیدی مشق:

اللہ تعالیٰ نے نماز کے لیے وضو کرنے کا حکم دینے کے بعد فرمایا: ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا﴾ "اور اگر تم ناپاک ہو تو پاکی حاصل کرو۔" (المائدہ: 6)۔

① ناپاکی کا کیا مطلب ہے؟
② ناپاک شخص پر کیا واجب ہے؟

غسل

غسل کا مطلب

- طہارت کی نیت سے پاک پانی سے پورے بدن کو دھونا۔

کن حالتوں میں غسل واجب ہے؟

- عورت پر حیض ( ) یا نفاس ( ) کی مدت ختم ہونے کے بعد غسل واجب ہوتا ہے۔
- اور مرد پر یا عورت پر، یا مرد و عورت دونوں پر جنابت کی حالت میں غسل واجب ہوتا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا﴾ "اور اگر تم ناپاک ہو تو پاکی حاصل کرو۔" (المائدہ: 6)۔ اور ایک انسان درج ذیل حالتوں میں جنبی (ناپاک) ہوتا ہے:

① جماع کے بعد، اور اس کی صورت یہ ہے کہ مرد کے عضوِ تناسل کا اگلا حصہ عورت کی شرم گاہ میں داخل ہو جائے۔
② مرد یا عورت کا شہوت کے ساتھ منی ( ) کا خارج ہونا۔
③ احتلام ہونا، یعنی نیند کی حالت میں منی کا خارج ہونا۔

غسل کی اہمیت

- ہم نے یہ بات جان لی ہے کہ نماز کے لیے مسلمان کا بڑی ناپاکی سے پاک ہونا شرط ہے، جب ناپاکی کی مذکورہ حالتوں میں کسی حالت سے دوچار ہو جائے۔
- اگر کوئی جنبی شخص یا حیض یا نفاس والی عورت غسل کرنے سے پہلے نماز پڑھ لے تو اس کی نماز درست نہیں ہوگی، بلکہ وہ غیر مقبول ہوگی۔
- اسی طرح جنبی شخص کے لیے غسل کرنے سے پہلے قرآن مجید کو چھونا، یا پڑھنا—خواہ اپنی یاد داشت سے ہی کیوں نہ ہو- جائز نہیں ہے۔
- اسی طرح حیض اور نفاس والی عورت کے لیے قرآن مجید کو چھونا جائز نہیں ہے، البتہ وہ ہاتھ لگائے بغیر قلم یا کسی اور چیز سے قرآن کے صفحات پلٹ سکتی ہے۔
- حیض یا نفاس والی عورت کے لیے اپنی یاد داشت سے قرآن پڑھنا جائز ہے۔

غسل کا طریقہ

اگر کوئی شخص ناپاکی دور کرنے کی نیت سے پورے بدن میں پانی بہادے تو یہ اس کے لیے کافی ہوگا۔

البتہ اگر وہ سنت کے مطابق مکمل طور پر غسل کرنا چاہے تو اس کے لیے درج ذیل اعمال مشروع ہیں:

① سب سے پہلے بڑی ناپاکی کو دور کرنے کا ارادہ کرے، پھر بسم اللہ کہے۔

② پھر اپنی دونوں ہتھیلیوں کو دھوئے، اور پھر اپنی شرم گاہ کو اچھی طرح دھوکر صاف کرے، پھر نماز کے وضو کی طرح وضو کرے۔

③ پھر اچھے طریقے سے پانی سے اپنا سر دھوئے تاکہ بال کی جڑوں تک پانی پہنچ جائے۔

④ پھر اپنے جسم کی دائیں جانب پانی بہائے، اس کے بعد اپنے جسم کی بائیں جانب پانی بہائے۔

⑤ پھر پورے بدن پر پانی بہائے۔

غسل میں آسانیاں

◀ غسل میں درج ذیل آسانیاں رکھی گئی ہیں:

- جنبی عورت کے لیے غسل کرتے وقت اپنے بالوں یا چوٹیوں کو کھولنا ضروری نہیں ہے، بلکہ صرف بال کی جڑوں تک پانی پہنچانا کافی ہے۔ البتہ حیض یا نفاس کے غسل کے لیے بالوں اور چوٹیوں کو کھولنا ضروری ہے۔

- بعض حالات میں غسل کے بجائے تیمم ہی کافی ہے، چنانچہ اگر ایک مسلمان کو پانی نہ مل سکے، یا وہ بیمار ہو یا سخت سردی ہو اور پانی گرم کرنے کا انتظام نہ ہو تو اس کے لیے غسل کے بدلے صرف تیمم کر لینا جائز ہو گا۔

مشق (۱) سیکھنے میں شرکت کروں گا:

◄ کوئی طالب علم غسل کے اعمال کو بیان کرے، اور وہ جان بوجھ کر غسل کے اعمال کا طریقہ اور ترتیب بیان کرنے میں غلطی کرے، پھر باقی طلبہ اس کی غلطی کی اصلاح کریں۔

آپ نے غسل کے طریقے کے بارے میں جو کچھ سیکھا ہے اور اس کیو آر کوڈ کے لنک میں موجود ویڈیو میں جو دکھایا گیا ہے، ان دونوں میں موازنہ کیجیے۔

مشق (۲) ساتھیوں کے ساتھ بحث ومباحثہ کروں گا:

◄ منی خارج ہونے پر غسل کرنا واجب ہے، تو اگر کوئی دوسرا سیال مادہ خارج ہو تو ایک مسلمان کو کیا کرنا چاہیے؟

◄ منی اور دوسرے سیال مادے میں کیسے فرق کریں گے؟

مشق (۳) شرکت کرونگا اور اپنے الفاظ میں بیان کرونگا:

◄ ہم نے ان حالتوں کے بارے میں پڑھا جن میں غسل کرنا واجب ہے، اب ہمیں یہ بھی جاننا چاہیے کہ کچھ حالتیں ایسی ہیں جن میں غسل کرنا مستحب ہے، جیسے: جمعہ، عیدین، یا کسوف وغیرہ کی نماز کے لیے لوگوں کی جماعت میں حاضر ہونا۔

① اپنے ساتھی کے ساتھ مل کر اُن دیگر حالتوں کو تلاش کریں جن میں غسل کرنا مشروع ہے۔

② "جس طرح اسلام نے شرک اور بغض وحسد سے انسان کے دل کی صفائی پر زور دیا ہے اسی طرح انسان کے جسم کی صفائی ستھرائی پر بھی کافی زور دیا ہے۔" اس موضوع پر پانچ سطروں میں لکھیے۔

سوال (۱):

صحیح عبارت کے سامنے کا ✓ نشان اور غلط عبارت کے سامنے ✗ کا نشان لگائیں۔

① حائضہ عورت پر غسل کرنے سے پہلے قرآن مجید چھونا حرام ہے۔ ☐

② اگر نماز کا وقت ہو جائے تو جنبی شخص پر فوراً غسل کرنا واجب ہے۔ ☐

③ غسل سے پہلے اگر بسم اللہ نہ کہا جائے اور شرم گاہ کو نہ دھویا جائے تو غسلِ جنابت نہیں ہو گا۔ ☐

④ اگر مرد کے عضوِ تناسل کا اگلا حصہ عورت کی شرم گاہ میں داخل ہو جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ ☐

⑤ وضو اور غسل کے درست ہونے کے لیے نیت شرط ہے۔ ☐

سوال (۲): درج ذیل سوالات کے جواب دیں۔

① جنبی انسان کون ہے؟

② غسل واجب ہونے کی حالتوں کو بیان کیجیے۔

③ غسلِ جنابت میں عورت کے لیے شریعت نے کیا آسانیاں رکھی ہیں؟

④ ایک مسلمان غسل کی نیت سے سمندر میں تیرتا ہے یہاں تک کہ اس کا پورا جسم بھیگ جاتا ہے، تو اس کے اس غسل کا کیا حکم ہے؟ اور کیوں؟

⑤ تین سطروں میں غسل کا مکمل طریقہ بیان کریں۔

سبق (۴)
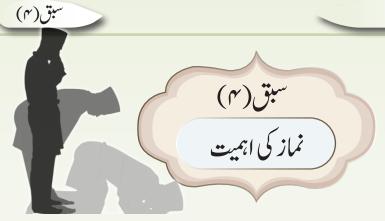
نماز کی اہمیت

سبق کے مقاصد:

◄ پیارے طالب علم! امید ہے کہ اس سبق کو پڑھ لینے کے بعد آپ:

① قرآن وسنت سے نماز کی اہمیت پر استدلال کرسکیں گے۔

② ایک مسلمان کی دنیوی اور اخروی زندگی میں نماز کی اہمیت کو بیان کرسکیں گے۔

③ نماز چھوڑنے یا اس میں سستی کرنے کی خطرناکی کو محسوس کرسکیں گے۔

④ آپ نماز کو کتنی اہمیت دیتے ہیں اور اس کے لیے کتنا اہتمام کرتے ہیں؟ اسے بیان کرسکیں گے۔

تمہیدی مشق:

حمزہ نے اپنے استاد سے کہا کہ وہ ہمیشہ غمگین رہتا ہے، تو استاد نے اس سے پوچھا: کیا تم پابندی سے نماز پڑھتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں، تو استاد نے اسے وقت پر پابندی کے ساتھ نماز ادا کرنے کی نصیحت کی۔

آپ یہ بتائیے کہ حزن وملال کے احساس کا نماز سے کیا تعلق ہے؟

اسلام میں نماز کا مقام و مرتبہ

نماز کا مقام و مرتبہ

① نماز دین کا ستون ہے:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: "رَأْسُ الأَمْرِ الإِسْلاَمُ، وَعَمُودُهُ الصَّلاَةُ" "تمام معاملات کا سر اسلام ہے، اور نماز اس کا ستون ہے۔" (ترمذی، حدیث نمبر: 2616)۔

② نماز آسمان میں فرض ہوئی:

تمام عبادتوں کی فرضیت پر وحی نازل ہوئی اور نبی ﷺ زمین پر تھے۔ لیکن نماز کی فرضیت اِسرا اور معراج کی رات آسمان میں ہوئی۔

۳ نماز اسلام کی علامت ہے:

نماز کی پابندی کرنا اسلام پر استقامت اور کفر چھوڑنے کی علامت ہے، نبی ﷺ کا فرمان ہے: "العَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلاةُ، فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ." "ہمارے اور ان کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز ہے، لہذا جس نے اسے چھوڑا اس نے کفر کیا۔" (ترمذی، حدیث نمبر: 2621، ابن ماجہ، حدیث نمبر: 1079)۔

۴ نماز نبی ﷺ کی آخری وصیت ہے:

نبی ﷺ کی آخری وصیت یہ تھی: "الصلاةُ الصلاة" "نماز، نماز۔" (احمد، حدیث نمبر: 26483، ابن ماجہ، حدیث نمبر: 1625)۔ یعنی نماز کو لازم پکڑو اور اس کی پابندی کرو۔

۵ قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے نماز ہی کے بارے میں پوچھا جائے گا:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: "إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ العَبْدُ يَوْمَ القِيَامَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلَاتُهُ، فَإِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ" "قیامت کے دن بندے سے اس کے عمل میں سب سے پہلے نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا، اگر وہ درست ہوئی تو وہ کامیاب و کامران ہو گیا۔" (ابوداؤد، حدیث نمبر: 864، نسائی، حدیث نمبر: 465)۔

۶ نماز مسلمان کو گناہوں سے دور رکھتا ہے:

ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ "اور نماز قائم کرو، بے شک نماز فحش اور برے کاموں سے روکتی ہے۔" (العنکبوت: 45)۔ نماز مسلمان کو ہمیشہ اللہ تعالی سے جوڑے رکھتی ہے، اور اس کے اندر اللہ تعالی کی نگرانی کے احساس کو پروان چڑھاتی ہے، جس کے نتیجے میں وہ گناہوں سے اجتناب کرتا ہے، اور اللہ تعالی کی عبادت و بندگی کی منازل طی کرتا ہے۔

⑦ نماز گناہوں کا کفارہ ہے:

نبی ﷺ نے گناہوں کو مٹانے میں نماز کے اثر کی مثال دیتے ہوئے صحابہ کرام سے فرمایا: "أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهراً بِبَابِ أَحدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْساً، مَا تَقُوْلُ: ذٰلِكَ يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ –أي وسخه –؟" قَالُوا: لَا يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ شَيْئاً، قَالَ: "فَذٰلِكَ مِثْلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللهُ بِهِ الخَطَايَا". "تمہارا کیا خیال ہے؟ اگر تم میں سے کسی کے گھر کے سامنے ندی بہتی ہو، اور وہ اس ندی میں روزانہ پانچ مرتبہ نہاتا ہو، تو کیا اس بدن میں کوئی میل باقی رہے گا؟" صحابہ کرام نے کہا: اس کے جسم میں کوئی بھی میل باقی نہیں رہے گا، تو نبی ﷺ نے فرمایا: "یہی مثال پنج وقتہ نمازوں کی ہے، اللہ تعالی ان کے ذریعے گناہوں کو مٹادیتا ہے۔" (بخاری، حدیث نمبر: 528، مسلم، حدیث نمبر 667)۔

⑧ نماز مسلمان کی زندگی کو روشن کردیتی ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "الصَّلَاةُ نُورٌ" "نماز روشنی ہے۔" (مسلم، حدیث نمبر: 223)۔ چنانچہ نماز کی پابندی کرنے والے مسلمان کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالی کی روشنی میں چل رہا ہے، اس روشنی میں وہ خیر کو دیکھتا ہے اور اس پر گامزن رہتا ہے، اور برائی کو دیکھتا ہے اور اس سے اجتناب کرتا ہے۔

⑨ نماز نفس کی راحت کا ذریعہ ہے:

نماز نفس کی راحت اور غموں کو دور کرنے کا ذریعہ ہے، کیوں کہ انسان جب اپنے رب کے سامنے ہوتا ہے تو وہ اپنے غموں کو بھول جاتا ہے، یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہوتے ہوتے اس کے دل کی قوت لوٹ آتی ہے، اور اس کے اندر نئی ہمت و طاقت پیدا ہوجاتی ہے، نبی ﷺ کے بارے میں آتا ہے کہ: "كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا حَزَبَهُ –أَحْزَنَهُ– أَمْرٌ صَلّى." "جب آپ کسی وجہ سے غمزدہ ہوجاتے تو نماز پڑھا کرتے تھے۔" (ابوداؤد، حدیث نمبر: 1319)۔

اور نبی ﷺ بلال رضی اللہ عنہ سے کہا کرتے تھے: "يَا بِلَالُ، أَقِمِ الصَّلَاةَ، أَرِحْنَا بِهَا" "اے بلال! نماز کی اقامت کہو، اور اس کے ذریعے ہمیں راحت پہنچاؤ۔" (ابوداؤد، حدیث نمبر: 4985)۔

مشق (۱) واضح کروں گا:

◄ نماز کی فضیلت کے سلسلے میں یہ بات کہی جاتی ہے کہ اس کے اندر اسلام کے تمام ارکان جمع ہو جاتے ہیں، آپ نیچے دیے گئے ٹیبل میں نماز کے اندر پائے جانے والے اسلام کے ارکان کے مظاہر کو لکھیے:

شہادتین کا اقرار	
روزہ	
زکاۃ	
حج	

مشق (۲) اپنے الفاظ میں تعبیر کروں گا:

اپنے ساتھیوں کے سامنے کسی ایسے حادثے کو بیان کیجیے جو آپ کے لیے نماز کی پابندی کا سبب بنا، اسی طرح جب آپ نے پہلی بار فرض نماز ادا کی تھی، اُس وقت آپ کے کیا احساسات تھے اسے بھی بیان کیجیے۔

مشق (۳) غور کروں گا:

نبی ﷺ کا فرمان ہے: "مَا مِنْ امْرِئٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلَاةٌ مَكْتُوبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهَا وَخُشُوعَهَا وَ رُكُوعَهَا، إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوبِ مَا لَمْ يُؤْتِ

كَبِيْرَةً، وَذٰلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهُ" "جب کسی مسلمان کے سامنے کسی فرض نماز کا وقت آتا ہے، اور وہ اس کے لیے اچھی طرح وضو کرتا ہے، اور خشوع و خضوع کے ساتھ اس کے رکوع و سجود ادا کرتا ہے تو وہ نماز اس کے گزشتہ گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتی ہے، جب تک کہ وہ کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ کرے، اور ایسا ہمیشہ ہوتا رہتا ہے۔" (مسلم، حدیث نمبر : 228)۔

① اس حدیث سے نماز کی کون سی فضیلت ثابت ہوتی ہے؟

② اس فضیلت کو پانے کی کیا شرائط ہیں؟

سوال (۱): صحیح عبارت کے سامنے ✓ کا نشان اور غلط عبارت کے سامنے ✗ کا نشان لگائیں۔

① نماز قائم کرنا دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی کا ذریعہ ہے۔ ☐
② نبی ﷺ کی آخری وصیت کے الفاظ یہ تھے: "رَأسُ الأمرِ الصَّلاةُ" "تمام معاملات کا سر نماز ہے"۔ ☐
③ نماز کی فرضیت کی وحی مدینے میں نازل ہوئی۔ ☐
④ نماز نفس کا تزکیہ اور دل کی پاکیزگی کا ذریعہ ہے۔ ☐
⑤ نماز، کفر کو چھوڑنے اور اسلام سے محبت کرنے کی دلیل ہے۔ ☐

سوال (۲): درج ذیل آیات واحادیث کسی چیز پر دلالت کرتی ہیں؟ اسے بیان کیجیے:

① ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ "اور نماز قائم کرو، بے شک نماز فحش اور برے کاموں سے روکتی ہے۔" (العنکبوت: 45)۔
② نبی ﷺ کا فرمان ہے: "الصَّلَاةُ نُورٌ" "نماز روشنی ہے۔"
③ نبی ﷺ کا فرمان ہے: "فَذلِكَ مِثْلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللهُ بِهِ الخَطَايَا". "یہی مثال پنج وقتہ نمازوں کی ہے، اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔"
④ نبی ﷺ کا فرمان ہے: "يَا بِلَالُ، أَقِمِ الصَّلَاةَ، أَرِحْنَا بِهَا" "اے بلال نماز کی اقامت کہو، اور اس کے ذریعے ہمیں راحت پہنچاؤ۔"

سوال (۳) نماز کی اہمیت اور اس کے تئیں اپنے اہتمام کے بارے میں پانچ سطروں میں لکھیے، پھر اسے اپنے بچوں اور دوستوں کو بھیجیے۔

سبق (۵)
نماز کے اوقات

سبق کے مقاصد:

◄ پیارے طالب علم! امید ہے کہ اس سبق کو پڑھ لینے کے بعد آپ:
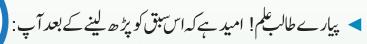
① پانچوں وقت کی نمازوں کے اوقات بتا سکیں گے۔
② وقت پر نماز پڑھنے کی فضیلت بیان کر سکیں گے۔
③ نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کرنے پر تنبیہ کریں گے۔
④ اور عملی طور پر نماز کے اوقات جاننے کی مشق کریں گے۔

تمہیدی مشق:

ہجری کیلنڈر کے مہینوں کی ابتدا چاند سے طے کی جاتی ہے، اور اور نمازوں کے اوقات:

سے طے کیے جاتے ہیں۔

فرض نمازیں

اللہ تعالی نے مسلمانوں پر دن اور رات میں پانچ وقت کی نمازیں فرض کی ہیں، نبی ﷺ کا فرمان ہے: «خَمسُ صَلَوَاتٍ كَتبَهُنَّ اللهُ عَلَى الْعِبادِ، مَنْ أَتَى بِهِنَّ لَمْ يُضَيِّعْ مِنْهُنَّ شَيْئًا اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ كَانَ لَهُ عِنْدَ اللهِ عَهْدٌ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَّمْ يَأْتِ بِهِنَّ فَلَيْسَ لَهُ عِنْدَ اللهِ عَهْدٌ؛ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ، وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ» "اللہ تعالی نے اپنے بندوں پر پانچ وقت کی نمازیں فرض کی ہیں، جو شخص انہیں ادا کرے گا، اور ان کے حق کو ہلکا سمجھتے ہوئے ان میں سے کسی کو ضائع نہیں کرے گا، تو اس کے لیے اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے گا، اور جو انہیں ادا نہیں کرے گا، اس کے لیے اللہ کا کوئی وعدہ نہیں ہے، اگر چاہے تو اسے عذاب دے، اور اگر چاہے تو بخش دے۔" (احمد، حدیث نمبر: 22693، ابن ماجہ، حدیث نمبر: 1401)۔

نماز کے اوقات

اللہ تعالی نے فرض نمازوں کے لیے مخصوص اوقات متعین کیے ہیں، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا﴾ "بے شک نماز مقررہ اوقات میں مومن پر فرض کردی گئی ہے۔" (النساء: 103)۔ اور جب نبی ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل اللہ کو سب سے

زیادہ پسند ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: «الصَّلاۃُ لِوَقْتِھَا» "نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا۔"
(بخاری، حدیث نمبر: 527، مسلم، حدیث مبر 85)۔

نیچے کے سطور میں فرض نمازوں کے اوقات بیان کیے جارہے ہیں:

- فجر کی نماز کا وقت صبحِ صادق کے طلوع ہونے سے لے کر سورج کے طلوع ہونے تک رہتا ہے۔
- ظہر کی نماز کا وقت زوال (یعنی سورج کے آسمان کے بیچوں بیچ سے مغرب کی طرف مائل ہونے) سے شروع ہوتا ہے اور جب ہر چیز کے سایہ کی لمبائی اس کے برابر ہو جاتی ہے تو ظہر کی نماز کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔
- عصر کی نماز کا وقت ظہر کی نماز کا وقت ختم ہونے کے فورا بعد شروع ہو کر سورج کے غروب ہونے تک رہتا ہے، لیکن عصر کی نماز کو سورج کے پیلا پڑنے کے بعد تک مؤخر کرنا جائز نہیں ہے، الا یہ کہ کوئی مجبوری ہو۔
- مغرب کی نماز کا وقت سورج کے غروب ہونے سے لے کر سرخی کے غروب ہونے تک ہے (سرخی سے مراد وہ سرخی ہے جو سورج غروب ہونے کے بعد مغربی افق پر ظاہر ہوتی ہے)۔
- اور عشاء کی نماز کا وقت سرخی کے غروب ہونے سے لے کر نصف رات تک ہے۔

نماز پڑھنے کے مستحب اوقات

- پانچوں نمازوں کو ان کے اولِ وقت میں ادا کرنا افضل ہے، سوائے دو حالتوں کے:
- سخت گرمی میں ظہر کی نماز، امام کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ اُسے تاخیر سے کھڑی کرے، یہاں تک کہ موسم کچھ ٹھنڈا ہو جائے۔

- عشاء کی نماز، امام کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ عشاء کی نماز کو رات کی پہلی تہائی تک مؤخر کر کے پڑھائے، لیکن اگر ایسا کرنے میں نمازیوں کو دشواری ہو تو نہ کرے۔
- لیکن اگر مذکورہ بالا دونوں نمازوں کی جماعت اولِ وقت میں کھڑی ہو تو انہیں جماعت کے ساتھ ہی ادا کیا جائے گا، اور مؤخر نہیں کیا جائے گا۔

نماز کو اُس کے وقت سے مؤخر کرنے کا خطرہ

نماز کو مؤخر کرنا بہت بڑا گناہ ہے، لہذا بغیر شدید مجبوری کے اُسے اس کے وقت سے مؤخر کرنا جائز نہیں ہے، اور جس نے جان بوجھ کر اُسے مؤخر کیا تو قیامت کے دن اس کے لیے بہت زیادہ خطرہ ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ (4) الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ (5)﴾ "ہلاکت ہے اُن نمازیوں کے لیے * جو اپنی نمازوں سے غفلت برتتے ہیں"۔(الماعون: 5-4)۔

مشق (۱) فرق کروں گا:

نماز کے اوقات کے درمیان فرق کیجیے اور درج ذیل تصویروں میں سے ہر تصویر کے نیچے اُس نماز کا نام لکھیے جو اس کے مناسب ہے:

مشق (۲) نصیحت کروں گا:

◀ درج ذیل حالات میں سے ہر حالت میں نصیحت کیجیے:

① ایک شخص نے وقت شروع ہونے سے پہلے ہی نماز پڑھ لی۔

② ایک شخص ظہر کی نماز پڑھنا بھول گیا یہاں تک کہ عصر کی نماز کا وقت ہوگیا۔

③ ایک شخص فجر کی نماز پڑھنے میں سستی برتتا ہے۔

④ ایک شخص نماز پڑھنے کے لیے آخری وقت کا انتظار کرتا ہے۔

مشق (۳) مسئلہ نکالوں گا اور خالی جگہ پر کروں گا:

ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا﴾ "آپ زوالِ آفتاب کے وقت سے لے کر رات کی تاریکی تک نماز قائم کیجیے، اور فجر کی نماز میں قرآن پڑھیے، بے شک فجر میں قرآن پڑھنے کا وقت فرشتوں کی حاضری کا وقت ہوتا ہے۔" (الإسراء: 78)۔

- اس آیت میں نماز کے اوقات کی طرف اشارہ ہے:

① ﴿لِدُلُوكِ الشَّمْسِ﴾ "زوالِ آفتاب" دو وقت کی نمازوں یعنی ـــــ اور ـــــ کو شامل ہے۔

② ﴿غَسَقِ اللَّيْلِ﴾ "رات کی تاریکی" بھی دو وقت کی نماز یعنی ــــــ اور ـــــ کو شامل ہے۔

③ اور ـــــ کی نماز کے وقت کی دلیل اللہ کا فرمان ہے: ﴿قُرْآنَ الْفَجْرِ﴾۔

سوال (۱):

صحیح عبارت کے سامنے کا نشان ✓ اور غلط عبارت کے سامنے کا نشان ✗ لگائیں۔

① سرخی کا غروب ہونا مغرب کے وقت کی انتہا ہے۔
② فجر کی نماز کا وقت، صبحِ صادق کے طلوع ہونے کے بعد ہی شروع ہوتا ہے۔
③ ہر نماز کا آخری وقت اُس کے بعد والی نماز کے وقت کی شروعات ہے۔
④ عصر اور عشا کی نماز کو اولِ وقت میں ادا کرنا مستحب ہے۔
⑤ کسی عذر کے بغیر عصر کی نماز کو سورج کے پیلا ہونے کے بعد تک مؤخر کرنا حرام ہے۔

سوال (۲): نیچے دیے گئے ہر مسئلے کی ایک دلیل لکھیں:

① نماز کو اُس کے وقت پر ادا کرنا واجب ہے۔
② نماز کو اُس کے وقت پر ادا کرنے کی فضیلت۔

سوال (۳): نیچے دیے گئے دونوں سوالوں کے جواب دیجیے:

① عشاء اور ظہر کی نمازوں کے ابتدائی و آخری اوقات اور مستحب وقت میں موازنہ کیجیے۔
② جس نے نماز کو مؤخر کیا یہاں تک کہ اس کا وقت نکل گیا، تو اُس کے لیے بہت زیادہ خطرہ ہے۔ اسے دلیل سے واضح کیجیے۔
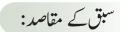
سبق کے مقاصد:

◄ پیارے طالب علم! امید ہے کہ اس سبق کو پڑھ لینے کے بعد آپ:

① بالکل صحیح طریقے سے نماز ادا کریں گے۔

② نمازیوں سے صادر ہونے والی عام غلطیوں کو سمجھ سکیں گے۔

③ نماز کو صحیح طریقے سے ادا کریں گے۔

④ نماز میں خشوع وخضوع کی اہمیت کو سمجھ سکیں گے۔

بعض لوگوں کے نماز پڑھنے کا طریقہ الگ ہوتا ہے، اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ انہوں نے نماز کا صحیح طریقہ نہیں سیکھا ہوتا ہے، اس لیے غور سے اس سبق کو پڑھیں؛ تاکہ نماز کو اس کے صحیح طریقے کے مطابق ادا کرسکیں۔

نماز کا طریقہ

◄ مسلمان نماز کے لیے کھڑے ہونے سے پہلے وضو کرتا ہے، جسم، کپڑا اور جگہ کی پاکی کا اہتمام کرتا ہے، ستر پوشی کرتا ہے پھر قبلہ کی جانب رخ کرتا ہے، اس کے بعد نیچے دیے

گئے نماز کے اعمال انجام دیتا ہے:

نیت: مسلمان سب سے پہلے صرف اللہ کے لیے نماز ادا کرنے کی نیت کرتا ہے، اور نیت کرتے وقت وہ اپنے دل میں نماز کی نوعیت بھی طے کرتا ہے، یعنی آیا وہ فرض نماز پڑھنے جارہا ہے جیسے ظہر کی نماز، یا سنت پڑھنے جارہا ہے جیسے: وتر کی نماز۔

① **نماز کے لیے کھڑا ہونا اور اللہ اکبر کہنا:** مسلمان بالکل سیدھا کھڑا ہو کر اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتا ہے اور (اللہ اکبر) کہتا ہے، پھر وہ اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے اوپر اور اپنے سینے پر رکھتا ہے۔

② **قرأت:** پھر وہ دعائے استفتاح پڑھتا ہے، جن کے کلمات یہ ہیں: "سبحانَكَ اللهمَّ وبِحمدكَ، تبارَكَ اسمكَ، وتعالى جَدّكَ، ولا إلهَ غيرُكَ" (اے اللہ! ہم تیری پاکی اور حمد بیان کرتے ہیں، تیرا نام بابرکت ہے، تیری عظمت بلند ہے، اور تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔" پھر سورہ فاتحہ پڑھتا ہے پھر قرآن مجید کی جو سورتیں اسے یاد ہیں ان میں سے پڑھتا ہے۔

③ **رکوع:** نمازی اللہ اکبر کہتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے گا، پھر رکوع کرے گا، اور رکوع میں اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھے گا، اور تین مرتبہ "سبحانَ ربّی العظیم" (میں اپنے عظیم رب کی پاکی بیان کرتا ہوں) کہے گا۔

④ رکوع سے سر اٹھانا: پھر "سَمِعَ اللهُ لِمَن حَمِدَہ" (اللہ نے اس کی سن لی جس نے اس کی تعریف کی) کہہ کر اپنے سر کو اٹھائے گا۔
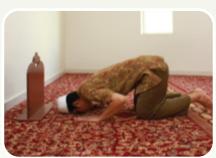
⑤ پہلا سجدہ: پھر "اللہ اکبر" کہہ کر سجدے میں جائے گا، اور سجدے میں تین مرتبہ "سبحانَ ربّیَ الأعلیٰ" (میں اپنے بلند رب کی پاکی بیان کرتا ہوں) کہے گا۔ سجدہ سات ہڈیوں پر ہوتا ہے، جو کہ یہ ہیں: (پیشانی، دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے، اور دونوں پیر کی انگلیاں)۔

⑥ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا: پھر "اللہ اکبر" کہہ کر بیٹھ جائے گا، اور یہ دعا پڑھے گا: "رَبِّ اغفِرلِی، رَبِّ اغفِرلِی" (اے میرے رب! تو مجھے بخش دے، اے میرے رب! تو مجھے بخش دے)۔

⑦ دوسرا سجدہ: پھر "اللہ اکبر" کہہ کر سجدے میں جائے گا، اور تین مرتبہ "سبحانَ ربّیَ الأعلیٰ" (میں اپنے بلند رب کی پاکی بیان کرتا ہوں) کہے گا۔

⑧ اگر نمازی پہلی یا تیسری رکعت میں ہو اور وہ آخری رکعت نہ ہو: تو "اللہ اکبر" کہہ کر کھڑا ہو جائے گا، اور نئی رکعت شروع کرے گا۔

⑨ اور اگر دوسری رکعت میں ہو، اور وہ آخری رکعت نہ ہو: تو وہ بیٹھ کر تشہد پڑھے گا، اور تشہد کے الفاظ یہ ہیں:

اَلتَّحِيَّاتُ لله وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ الله وَبَرَکَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ الله الصّٰلِحِيْنَ. أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ إِلَّا الله وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ.

(تمام قولی، فعلی اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں، اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں، ہم پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر بھی سلام ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔)

پہلے تشہد کے بعد تیسری اور چوتھی رکعت کے لیے کھڑے ہونے کے بعد: صرف سورہ فاتحہ پڑھنا کافی ہوگا۔

⑩ اور اگر نمازی آخری رکعت میں ہو تو: سجدے سے سر اٹھانے کے بعد بیٹھ کر پہلے تشہد پڑھے گا، اس کے بعد درود ابراہیمی پڑھے گا، جس کے کلمات یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيْمَ، إِنَّکَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.
اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيْمَ، إِنَّکَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

(اے اللہ! رحمتیں نازل فرما محمد ﷺ پر اور ان کی آل پر، جس طرح تو نے رحمتیں نازل کیں ابراہیم علیہ السلام کی آل پر، بے شک تو تعریف کا مستحق بڑی بزرگی والا ہے۔

اے اللہ! تو برکتیں نازل فرما محمد ﷺ پر اور ان کی آل پر، جس طرح تو نے برکتیں نازل فرمائیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر، بے شک تو تعریف کا مستحق بڑی بزرگی والا ہے۔)

⑪ سلام پھیرنا: نماز کے اخیر میں نمازی پہلے اپنے دائیں طرف منہ پھیر کر "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" کہے گا، پھر بائیں طرف منہ پھیر کر "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" کہے گا۔

- فرض نمازوں کی رکعات کی تعداد، اور ان کے عملی ارکان جیسے رکوع، سجدہ، تشہد اور دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ وغیرہ کی پابندی ضروری ہے، اگر کسی نے ان میں سے کسی چیز میں کمی یا بیشی کی تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔

نماز میں اطمینان اور خشوع وخضوع

- نماز کی ایک خاص ہیبت اور وقار ہے، اسی لیے دورانِ نماز اگر نمازی لوگوں سے بات کر لے، یا ہنسے، یا کھا پی لے، یا زیادہ حرکت کرے یا اِدھر اُدھر دیکھے تو اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے۔
- نمازی کو چاہیے کہ دورانِ نماز اپنے دل میں اللہ تعالی کی عظمت کو مستحضر رکھے اور یہ ذہن میں رکھے کہ وہ اللہ تبارک وتعالی کے سامنے کھڑا ہے، اس سے سرگوشی کر رہا ہے اور اس سے دعا مانگ رہا ہے، لہذا وہ اپنی حرکات میں سکون واطمینان کا مظاہرہ کرے اور اس کے اعضاوجوارح پر خشوع وخضوع چھائی رہے، اور نماز میں قرآن کی جن آیتوں کی تلاوت کر رہا ہے، یا جن اذکار اور دعاؤں کو پڑھ رہا ہے ان کے معنی ومفہوم پر غور کرے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ (1) الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ (2)﴾ "یقینا مومنوں نے فلاح پالی، جو اپنی نماز میں خشوع وخضوع اختیار کرتے ہیں"۔ (المؤمنون: 2-1)۔
- اللہ تعالی نے نماز میں خشوع وخضوع اور سکون واطمینان پر مرتب کیا ہے، کسی عالم نے کہا ہے کہ: " دو آدمی ایک ساتھ نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں، لیکن دونوں کے درمیان آسمان اور زمین کی سی دوری ہوتی ہے۔" یعنی: دونوں کے خشوع وخضوع میں فرق کی وجہ سے۔

مشق (١) سیکھنے کی مشق کروں گا:

◀ استاد طلبہ کو متعدد گروپوں میں تقسیم کرے، پھر ہر گروپ درج ذیل کام کرے:

١. ہر گروپ سے ایک طالب علم بیان کیے گئے طریقے کے مطابق نماز پڑھے، اور باقی طلبہ اس کی ادائیگی کی تشخیص کرے۔
٢. ہر گروپ کے طلبہ آپس میں نماز کی ان غلطیوں کے بارے میں بحث کریں جو بہت زیادہ واقع ہوتی ہیں۔
٣. ہر گروپ کے طلبہ سبق میں سیکھی ہوئی معلومات کا موازنہ کیو آر کوڈ کے لنک میں موجود ویڈیو سے کریں، اور زائد معلومات کو قلمبند بھی کریں۔

مشق (٢) کیسے تصرف کروں؟

◀ آپ درج ذیل حالات پر غور کیجیے، پھر اپنے استاد یا اپنی مسجد کے امام سے پوچھئے تا کہ ان میں سے ہر صورتحال کے ساتھ صحیح شرعی تصرف کی جانکاری حاصل ہو سکے:

١. نماز کے دوران آپ نے منہ میں کھانے کا کچھ بچا ہوا حصہ پایا۔
٢. نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا بھول گئے اور رکوع میں چلے گئے۔
٣. تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہو گئے اور درمیانی تشہد پڑھنا بھول گئے۔
٤. غلطی سے چوتھی رکعت کے بعد کھڑے ہو گئے۔

سوال (۱): صحیح عبارت کے سامنے ✓ کا نشان اور غلط عبارت کے سامنے ✗ کا نشان لگائیں:

① نماز کے دوران بات کرنے اور ہنسنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

② نماز شروع کرنے سے پہلے نیت کے الفاظ ادا کرنا ضروری ہے۔

③ نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔

④ نمازی رکوع میں "سبحان ربي الأعلى" کہتا ہے۔

⑤ خشوع وخضوع قلبی عمل ہے، جس کا اثر اعضا کے سکون و اطمینان میں ظاہر ہوتا ہے۔

سوال (۲): نیچے کی عبارتوں کو مکمل کیجیے:

① مسلمان رکوع کی حالت میں یہ دعا پڑھتا ہے: ------------------

② مسلمان رکوع سے اٹھنے کے بعد یہ دعا پڑھتا ہے: ------------------

③ مسلمان دونوں سجدوں کے درمیان یہ دعا پڑھتا ہے: ------------------

سوال (۳): نیچے دیے گئے سوالوں کا جواب دیجیے:

① سبق میں جو کچھ آپ نے سیکھا ہے اس کی روشنی میں نماز کو باطل کرنے والی چیزوں کو بیان کیجیے۔

② خشوع وخضوع نفس کا تزکیہ، اور نمازی کے ثواب میں اضافے کا باعث ہے۔ اس کی وضاحت کیجیے۔

③ نمازِ عشا کی پہلی اور تیسری رکعت میں کیے جانے والے اعمال کا موازنہ کیجیے۔

سبق کے مقاصد:

◄ پیارے طالب علم! امید ہے کہ اس سبق کو پڑھ لینے کے بعد آپ:
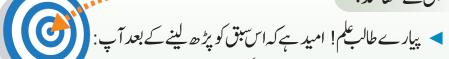
① جامع شرعی اوامر کی وضاحت کر سکیں گے۔
② افضل ترین شرعی اعمال کی دلیل دیں گے۔
③ بعض شرعی اعمال کے افضل ہونے کے اسباب نکال سکیں گے۔
④ آپ بھی افضل شرعی اعمال کو انجام دینے کی کوشش کریں گے۔

تمہیدی مشق:

ایک شخص عبادت تو کرتا ہے لیکن لوگوں کی عزتوں کو پامال بھی کرتا ہے، اور جب اس کے دوستوں نے اسے نصیحت کی تو اس نے ان سے کہا: میں جو عبادتیں کرتا ہوں، وہ میرے لیے کافی ہیں۔
اس کی اس بات کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جامع شرعی اوامر

عبادات سے متعلق جامع شرعی اوامر:

① نماز ② زکاۃ ③ روزہ ④ حج

معاملات سے متعلق جامع شرعی اوامر :

① والدین اور لوگوں کے ساتھ حسن سلوک ② خرید وفروخت میں امانت داری
③ حلال کمائی کی جستجو کرنا ④ عزت وآبرو کی حفاظت ⑤ اچھی بات کرنا۔

عبادات سے متعلق جامع شرعی اوامر :

اللہ تعالی پر ایمان: یہ ایک مسلمان پر سب سے پہلا اور سب سے اہم واجب ہے، اس کے بعد درج ذیل عبادتیں اس پر واجب ہوتی ہیں:

◄ نماز: یہ دین کا ستون اور اللہ اور بندے کے درمیان تعلق ہے، اسی لیے قرآن مجید کی بہت ساری آیتوں اور احادیث نبوی میں اسے قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اسے ترک کرنے سے ڈرایا گیا ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ﴾ "نماز قائم کرو۔" (البقرہ: 43)۔

◄ زکاۃ: اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿وَآتُوا الزَّكَاةَ﴾ "اور زکاۃ ادا کرو۔" (البقرہ: 43)۔ زکاۃ مالی عبادت ہے ، جس کے ذریعے مسلم معاشرے میں عدل وانصاف قائم ہوتا ہے، اور اس معاشرے میں محبت اور بھائی چارہ کا ماحول پیدا ہوتا ہے، اور اللہ تعالی کی شریعت سے لوگ سعادت مند ہوں گے۔

◄ روزہ: اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ "اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں، جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تا کہ تم تقوی کی راہ اختیار کرو۔" (البقرہ: 183)۔ روزہ مومن کو تقوی کی راہ پر ڈالتا ہے اور تقوی دنیا وآخرت میں کامیابی اور سعادت کا راستہ ہے۔

◄ حج: اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾

"اور اللہ کی رضا کے لیے بیت اللہ کا حج کرنا ان لوگوں پر فرض ہے، جو وہاں پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں۔" (آل عمران: 97)۔

حج، اللہ تعالی کے حکم کی تعمیل کرنے، اللہ کے لیے بندگی کو کا قائم کرنے اور گناہوں کی مغفرت کے لیے مکہ مکرمہ کی طرف سفر کرنے کا نام ہے۔

- **بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا:** یہ امت مسلمہ کے افضل ہونے کی بنیاد ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللهِ﴾ "(اے مسلمانو!) تم بہترین لوگ ہو، جو انسانوں کے لیے پیدا کیے گئے ہو، بھلائی کا حکم دیتے ہو، برائی سے روکتے ہو، اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔" (آل عمران: 110)۔ یہ معاشرے میں بھلائی کو پھیلانے اور برائی کو کم کرنے کا ذریعہ ہے، اور اسی میں اللہ کے راستے میں جہاد کرنا بھی شامل ہے، کیوں کہ اس کے ذریعے کفر، شرک اور ظلم جیسے منکرات کو روکا جاتا ہے۔

معاملات سے متعلق جامع شرعی اوامر

- **والدین اور لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا:**

اللہ تعالی نے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے، خصوصاً ان لوگوں کے ساتھ جن کا آپ کے اوپر حق ہے، چنانچہ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک، صلہ رحمی، یتیموں، مسکینوں اور پڑوسیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کو واجب قرار دیا ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا﴾ "اور اللہ کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ، اور والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو، اور رشتہ داروں، اور یتیموں، اور مسکینوں، اور رشتہ دار

پڑوسی، اور اجنبی پڑوسی، اور پہلو سے لگے ہوئے دوست، اور مسافر، اور غلاموں اور لونڈیوں کے ساتھ بھی۔ بے شک اللہ اکڑنے والے اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔" (النساء: 36)۔

◄ دوسروں کے ساتھ لین دین میں امانت داری برتنا:

یعنی خرید وفروخت کے وقت سامان کی خوبی یا خرابی بیان کرنے میں سچائی سے کام لینا، نبی ﷺ نے خرید وفروخت کرنے والے کے بارے میں فرمایا: "فإن صَدَقا وبيَّنا، بورِكَ لهما في بيعهما، وإن كتَما وكذَبا مُحقَتِ البركةُ من بَيعهما" "اگر وہ دونوں سچائی اور وضاحت سے کام لیں تو ان کے خرید وفروخت میں برکت ہوتی ہے، اور اگر وہ دونوں جھوٹ بولیں یا چھپائیں تو ان کے خرید وفروخت سے برکت ختم کردی جاتی ہے۔" (بخاری، حدیث نمبر: 2079، مسلم، حدیث نمبر: 1532)۔ اور آخرت میں اس امانت داری کے ثواب کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ، وَالصِّدِّيقِينَ، وَالشُّهَدَاءِ." "سچا تاجر انبیا، صدیقین، شہدا اور صالحین کے ساتھ ہوگا۔" (ترمذی، حدیث نمبر: 1209)۔ اسی طرح دوسروں کے ساتھ دیگر تمام معاملات میں بھی امانت داری برتنے کا حکم ہے۔

◄ حلال کمائی کی جستجو کرنا:

اللہ تعالی نے ہمیں پاکیزہ کمائی کی جستجو کرنے کا حکم دیا ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾ "اے ایمان والو! ہماری عطا کردہ پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔" (البقرہ: 172)۔ اسی طرح ہمارے رسول ﷺ نے ہمیں حرام کمائی کے انجام سے ڈراتے ہوئے فرمایا: "لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ، النَّارُ أَوْلَى بِهِ" "وہ جسم جنت میں داخل نہیں ہوگا جو حرام غذا سے پلا ہو، ایسے جسم کے لیے آگ زیادہ مناسب ہے۔" (ترمذی، حدیث نمبر: 614)۔

اچھی بات کہنا:

اسلام میں اچھی بات کہنے کی بڑی فضیلت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ العَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللهِ، لاَ يُلْقِي لَهَا بَالًا، يَرْفَعُهُ اللهُ بِهَا دَرَجَاتٍ» "بسااوقات انسان اللہ کی رضامندی کی کوئی بات کہہ دیتا ہے جسے وہ اہمیت نہیں دیتا، لیکن اللہ تعالی اسی بات کی وجہ سے اس کے درجات کو بلند کردیتا ہے۔" (بخاری، حدیث نمبر : 6487، مسلم، حدیث نمبر : 2988)۔

اسی طرح نبی ﷺ نے فرمایا: "لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِطَعَّانٍ، وَلَا بِلَعَّانٍ، وَلَا الْفَاحِشِ الْبَذِيءِ" "مومن لعن طعن نہیں کرتا، اور نا ہی وہ فحش اور گھٹیا باتیں کرتا ہے۔" (احمد، حدیث نمبر : 3839، ترمذی، حدیث نمبر : 1977)۔ غرضیکہ مومن کی زبان پاک اور اس کی بات اچھی ہوتی ہے، وہ طبیعت کو خوشگوار کرنے والی بات کا خیال رکھتا اور صرف حق بات کہتا ہے۔

زبان کی حفاظت:

زبان کی حفاظت عظیم ترین عبادتوں میں سے ایک ہے، اور جب نبی ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تو ان سے فرمایا: " أَلَا أُخْبِرُكَ بِمِلَاكِ ذَلِكَ كُلِّهِ؟ " قَالَ معاذ: بَلَى يَا نَبِيَّ اللهِ. فَأَخَذَ بِلِسَانِهِ، فَقَالَ: " كُفَّ عَلَيْكَ هَذَا " قَالَ معاذ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَإِنَّا لَمُؤَاخَذُونَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهِ؟ فَقَالَ: " ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا مُعَاذُ، وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ -أَوْ عَلَى مَنَاخِرِهِمْ- إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ؟" "کیا میں تم کو اس چیز کی خبر نہ دوں جس پر ان سب چیزوں کا دارومدار ہے؟" معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: ضرور، اے اللہ کے رسول! تو آپ ﷺ نے اپنی زبان کو پکڑ کر فرمایا: "تم اِسے قابو میں رکھو۔" معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا ہم جو بات کرتے ہیں اُس پر بھی ہمارا مؤاخذہ ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تمہاری ماں تمہیں گم کردے اے معاذ! انسان صرف اپنی زبان کی وجہ سے ہی منہ یا ناک کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈالا جائے گا۔" (احمد، حدیث نمبر : 22016، ترمذی، حدیث نمبر : 2616)۔

زبان کی حفاظت میں یہ بھی شامل ہے کہ ان چیزوں کے بارے میں گفتگو کرنے سے گریز کیا

جائے جنہیں اللہ نے حرام کیا ہے، اور ان میں سب سے سنگین بات یہ ہے کہ انسان علم کے بغیر اللہ پر کچھ بولے، جیسے کوئی شخص دینی امور میں قرآن اور حدیث کا علم نہ ہونے کے باوجو یہ کہے کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے۔

زبان کی حفاظت میں یہ بھی شامل ہے کہ غیبت، چغلخوری، مذاق اور جھوٹ وغیرہ سے اجتناب کیا جائے جنہیں اللہ نے حرام کیا ہے۔

◄ عزت وآبرو کی حفاظت:

اللہ تعالی نے ہر اس چیز کو اپنانے کا حکم دیا ہے جو عزت وآبرو کی حفاظت کی باعث ہو، چنانچہ اللہ تعالی نے نگاہوں کو پست رکھنے، اور شرم گاہ کی حفاظت کرنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ﴾"اے میرے نبی! آپ ایمان والوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔" (النور: 30)۔ اور مسلمان عورتوں کو عفت وپاکدامنی اور پردہ کرنے کا حکم دیا، اسی طرح اللہ تعالی نے دوسروں کی عزت وآبرو کے بارے میں زبان کو روکے رکھنے اور خطا کاروں کی خطا کی پردہ پوشی کرنے کا حکم دیا ہے، اور فحش باتوں کو پھیلانے سے ڈرایا ہے، نبی ﷺ کا فرمان ہے: "مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ" "جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ تعالی دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا۔" (مسلم، حدیث نمبر: 2699)۔

مشق

مشق (۱) مسئلہ نکالوں گا، اور تفسیر کروں گا:

◄ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ فَقَالَ: " إِيمَانٌ بِاللهِ وَرَسُولِهِ " قَالَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: " ثُمَّ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ " قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: " ثُمَّ حَجٌّ مَبْرُورٌ " ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: کون سا عمل افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا" پوچھا گیا: پھر کون سا عمل؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔" پوچھا گیا: پھر کون سا عمل؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "مقبول حج۔" (بخاری، حدیث نمبر: 1519، مسلم، حدیث نمبر: 258)۔

◄ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «الصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا» قَالَ: قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: «بِرُّ الْوَالِدَيْنِ» قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: «الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ» عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "وقت پر نماز ادا کرنا" وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: پھر کون سا عمل؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "والدین کے ساتھ حسنِ سلوک" وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: پھر کون سا عمل؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔" (بخاری، حدیث نمبر: 527، مسلم، حدیث نمبر: 85)۔

① ان افضل اعمال کو بیان کیجیے جو دونوں حدیثوں میں مذکور ہیں۔

② ان افضل اعمال کی نشاندہی کیجیے جو سبق میں مذکور نہیں ہیں، لیکن دونوں حدیثوں میں مذکور ہیں۔

③ افضل اعمال کی معرفت کے سلسلے میں صحابہ کرام کے اہتمام کی کیا توضیح کریں گے؟

مشق (۲) اپنے تجربات شیئر کروں گا:

◄ میں اپنے ساتھیوں سے اپنے جاننے والے ایک ایسے شخص کے بارے میں بات کروں گا، جو خرید و فروخت میں امانت دار ہے، حلال کمائی کی شدید کوشش کرتا ہے، پھر میں ان کو بتاؤں گا کہ ان صفات کی وجہ سے کیسے اس کی زندگی میں برکت ہوتی ہے۔

مشق (۳) اپنے ساتھیوں سے بحث و مباحثہ کروں گا:

ہم سوشل میڈیا پر دوسروں کی عزت و آبرو کی حفاظت کیسے کریں؟

◄ ہم اچھی بات کو عام کرنے میں سوشل میڈیا سے کیسے استفادہ کر سکتے ہیں؟

سوال (۱):
صحیح عبارت کے سامنے کا ✓ نشان اور غلط عبارت کے سامنے ✗ کا نشان لگائیں۔

① حج ایسے مسلمان پر فرض ہے جو مالی اور جسمانی طور پر اس کی طاقت رکھتا ہو۔
② ایک مسلمان اپنی زبان کی حفاظت کرتا ہے، اور گندی بات نہیں بولتا ہے۔
③ پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا مہربانی اور استحباب کی قبیل سے ہے۔
④ حجاب پہننا عزت کی حفاظت کے اسباب میں سے ہے۔
⑤ صحابہ کرام نے افضل اعمال کے بارے میں اس لیے دریافت کیا تاکہ وہ دیگر اعمال کو چھوڑ دیں۔

سوال (۲): نیچے لکھی گئی ہر بات کی ایک دلیل پیش کیجیے:

① نماز، شہادتین کے بعد افضل ترین عبادت، اور اسلام کا اہم ترین رکن ہے۔
② اچھی بات کہنا جنت میں داخل ہونے کا ایسا دروازہ ہے جسے اچھی بات کرنے والا بھی نہیں جانتا ہے۔
③ اسلام نے عزت و آبرو کی حفاظت، اور مسلمانوں کی پردہ پوشی پر بہت زیادہ زور دیا ہے۔

سوال (۳): درج ذیل سوالوں کا جواب دیجیے:

① حلال اور حرام کمائی کے انجام کا موازنہ سبق میں پڑھی گئی باتوں کی روشنی میں کیجیے۔

② زکاۃ اور بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا مسلم معاشرے کی ترقی میں بہت بڑا کردار ہے۔اس عبارت پر بحث کیجیے۔

③ اسلام نے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے، خصوصا ان لوگوں کے ساتھ جن کا آپ کے اوپر حق ہے۔اسے واضح کیجیے۔

سبق کے مقاصد:

◀ پیارے طالب علم! امید ہے کہ اس سبق کو پڑھ لینے کے بعد آپ:

① فرد اور معاشرے پر شرعی محرمات کے ارتکاب کی سنگینی کو بیان کرسکیں گے۔
② شرعی محرمات سے اجتناب اور معاشرے کی درستی کے درمیان ربط و تعلق پیدا کرسکیں گے۔
③ شرعی محرمات سے بچنے والے شخص کے ثواب کے سلسلے میں اسلامی نقطہ نظر کی اہمیت کو سمجھ سکیں گے۔
④ شرعی محرمات سے اجتناب کے فوائد بیان کرسکیں گے۔

نبی ﷺ کا فرمان ہے: "اتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ أَعْبَدَ النَّاسِ" "تم حرام کاموں سے بچ جاؤ، تو سب سے زیادہ عبادت گزار بن جاؤ گے۔" (ترمذی، حدیث نمبر: 2305، ابن ماجہ، حدیث نمبر: 4217)۔

① محرمات سے بچنے کا کیا مطلب ہے؟
② حدیث شریف میں کس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے؟

اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو ہر ایسی برائی اور بگاڑ سے روکا ہے جو دین، جان، عزت و آبرو، عقل، یا مال کو لاحق ہو، اسی لیے اللہ تعالی نے درج ذیل افعال کو حرام قرار دیا ہے:

◄ **خود کو یا کسی اور کو قتل کرنا:** لہذا خودکشی اور کسی مسلمان کو ناحق قتل کرنا کبیرہ ترین گناہوں میں سے ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾ "اور تم اپنے آپ کو (یا ایک دوسرے کو) قتل نہ کرو، اللہ تم پر بڑا رحم کرنے والا ہے۔" (النساء: 29)۔ اور یہ بھی فرمایا: ﴿وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ "اور اس جان کو قتل نہ کرو جسے اللہ نے حرام کر دیا ہے، مگر یہ کہ کسی شرعی حق کی

وجہ سے کسی کو قتل کرنا پڑے۔" (الانعام: 151)۔

- **زنا:** یہ بھی کبیرہ گناہوں میں سے، کیوں کہ اس کے بہت برے نتائج مرتب ہوتے ہیں، جیسے: نسب کا خلط ملط ہونا اور بے حیائی کا عام ہونا۔ اسی لیے اللہ تعالی نے ہمیں ہر ایسے فعل سے ڈرایا ہے جو ہمیں اس سے قریب کرے، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا﴾ "اور زنا کے قریب نہ جاؤ، بلاشبہ وہ بڑی بے شرمی کا کام، اور بُرا راستہ ہے۔" (الاسراء: 32)۔

- **پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا:** یہ بھی کبیرہ گناہوں میں سے ہے، اور اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص کسی عورت یا مرد پر زنا کی تہمت لگائے، لیکن یہ فعل ان دونوں کے اعتراف یا چار آدمیوں کی گواہی سے ثابت نہ ہو، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ "جو لوگ پاکدامن، گناہوں سے بے خبر، مومن عورتوں پر زنا کی تہمت لگاتے ہیں، وہ بے شک دنیا و آخرت میں ملعون ہیں، اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔" (النور: 23)۔

- **چوری کرنا:** یہ بھی کبیرہ گناہوں میں سے ہے، کیوں کہ اس کی وجہ سے لوگ اپنی محنت کی کمائی سے محروم ہوجاتے ہیں، اور معاشرے سے امن وامان ختم ہوجاتا ہے، نبی ﷺ کا فرمان ہے: "وَلَا يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ" "بندہ جب چوری کرتا ہے، تو چوری کرتے وقت وہ مسلمان نہیں رہتا۔" (بخاری، حدیث نمبر: 6809، مسلم، حدیث نمبر: 57)۔

- **نشہ آور چیزوں کا استعمال:** یہ کبیرہ گناہوں کی جڑ ہے، کیوں کہ اسی سے تمام کبیرہ گناہوں کے دروازے کھلتے ہیں، اس لیے اسلام اس فعل سے سختی سے منع کیا ہے، نبی ﷺ کا فرمان ہے: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، إِنَّ عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ عَهْدًا لِمَنْ يَشْرَبُ الْمُسْكِرَ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، وَمَا طِينَةُ الْخَبَالِ؟ قَالَ: «عَرَقُ أَهْلِ النَّارِ» أَوْ «عُصَارَةُ أَهْلِ النَّارِ» "ہر نشہ آور چیز حرام ہے، بے شک اللہ نے عہد

کیا ہے کہ جو نشہ آور چیزیں پیے گا، وہ اسے طينة الخبال (جہنم کا مشروب) پلائے گا۔" لوگوں نے پوچھا: طينة الخبال کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اہلِ جہنم کا پسینہ" یا فرمایا "اہلِ جہنم کا پیپ۔" (مسلم، حدیث نمبر: 2002)۔

◄ **جھوٹی گواہی دینا:** اس کا مطلب یہ ہے کہ عدالت کے سامنے یا کسی دوسری جگہ گواہی میں جھوٹ کہنا یا جھوٹ کا اقرار کرنا، یہ کبیرہ گناہ ہے، کیوں کہ اس کے ذریعے لوگوں کا ناحق مال کھایا جاتا ہے یا ان پر ظلم ہوتا ہے، نبی ﷺ کا فرمان ہے: " أَكْبَرُ الكَبَائِرِ: الإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَعُقُوقُ الوَالِدَيْنِ، وَشَهَادَةُ الزُّورِ" "سب سے بڑے گناہ یہ ہیں: اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا، اور جھوٹی گواہی دینا۔" (بخاری، حدیث نمبر: 6919، مسلم، حدیث نمبر: 87)۔

◄ **جھوٹی قسم کھانا:** اس کا مطلب یہ ہے کہ قسم کھانے والا حقیقت کے برخلاف قسم کھائے، اور اسے معلوم ہو کہ وہ جھوٹا ہے، یہ قسم اسے جہنم میں ڈبوئے گی، ایک دیہاتی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کبیرہ گناہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے ان میں "جھوٹی قسم" کو شمار کیا، اس نے کہا: جھوٹی قسم کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: «الَّذِي يَقْتَطِعُ مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، هُوَ فِيهَا كَاذِبٌ» " جس سے کسی مسلمان کے مال کو کاٹا جائے، حالانکہ وہ قسم کھانے میں جھوٹا ہو۔" (بخاری، حدیث نمبر: 6920)۔

◄ **جوا:** یا لاٹری، اور اس کا مطلب یہ ہے کہ قسمت کی بنیاد پر مال کمانے کے لیے مقابلہ آرائی کرنا یا خطرہ مول لینا، جیسے تاش کے پتے کھیلنا، یا لاٹری بانڈ وغیرہ خریدنا، یا جیسے بعض ٹیلی ویژن چینلوں کے مسابقہ میں ہوتا ہے کہ وہ اپنے ناظرین سے کچھ پیسے جمع کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں تاکہ قرعہ اندازی میں نام نکل آنے کی صورت میں بڑی رقم مل سکے۔ اللہ تعالی نے اس عمل کو ناپاک اور شیطان کا عمل قرار دیا ہے، اور اس سے اجتناب کو کامیابی کا راستہ قرار دیا ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ

وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ "اے ایمان والو! بے شک شراب اور جوا، اور وہ پتھر جن پر بتوں کے نام سے جانور ذبح کیے جاتے ہیں، اور فال نکالنے کا تیر، یہ سب ناپاک ہیں، اور شیطان کے کام ہیں، پس تم ان سے بچو شاید کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔" (المائدہ: 90)۔

- **سود:** اور اس کا مطلب یہ ہے کہ قرض دینے کے بعد زیادہ واپس لینا، اور یہ ان شدید ترین کبیرہ گناہوں میں سے ہے جن سے اللہ تعالی نے ڈرایا ہے، اور اگر انسان اس سے توبہ نہیں کرتا ہے تو اللہ تعالی نے اس کے خلاف جنگ کا اعلان کیا ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (278) فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ﴾ "اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور جو سود لوگوں کے پاس باقی رہ گیا ہے، اگر ایمان والے ہو تو اُسے چھوڑ دو* اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جنگ کے لیے خبردار ہو جاؤ۔" (البقرہ: 278-279)۔

- **باطل طریقے سے لوگوں کا مال کھانا:** اللہ تعالی نے اس سے منع فرمایا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾ "اے ایمان والو! تم لوگ اپنا مال آپس میں ناحق نہ کھاؤ۔" (النساء: 29)۔ اور اس میں تمام قسم کے حرام معاملات شامل ہیں، جن میں درج معاملات ہیں:

- **خرید و فروخت میں دھوکہ دھڑی:** جیسے سامان کے عیب کو چھپانا، یا اس کی خوبی یا قیمت بتانے میں جھوٹ بولنا، اللہ کے رسول ﷺ نے لوگوں کو دھوکہ دینے والوں سے اپنی براءت کا اظہار کیا ہے، چنانچہ نبی ﷺ نے خرید و فروخت میں دھوکہ دینے والے شخص سے فرمایا: «مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي» "جو دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔" (مسلم، حدیث نمبر: 2564)۔

◄ **دھوکے کی بیع:** یعنی ایسا سامان بیچنا جس کا وصف معلوم نہ ہو، حدیث میں ہے: «نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ، وَعَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ» "رسول اللہ ﷺ نے کنکری کی بیع اور دھوکے کی بیع سے منع فرمایا۔" (مسلم، حدیث نمبر: 1513)۔
اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے: پانی میں موجود مچھلیوں بیچنا، یا پیدا ہونے سے پہلے جانور کو بیچنا۔
شریعت کے اس حکم میں لوگوں کے حقوق کا تحفظ ہے، تاکہ اس طرح کے فاسد معاملات مسلم معاشرے میں رائج نہ پائیں۔

مشق (۱) دعوتی وسائل تجویز کروں گا:

◄ نبی ﷺ کا فرمان ہے: "كُلُّ مُسكِرٍ حَرامٌ" "ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔" اور نشہ آور چیزوں میں صرف شراب نوشی ہی نہیں ہے، بلکہ دوسری بھی بہت ساری نشہ آور چیزیں ہیں، اس وضاحت کی روشنی میں:

۱ آپ کے معاشرے میں کون کون سی نشہ آور چیزیں رائج ہیں جن پر یہ حدیث دلالت کرتی ہے؟

۲ منشیات اور دیگر نشہ آور چیزوں کو روکنے کے لیے کون کون سے دعوتی وسائل مہیا ہیں؟ اس سلسلے میں اپنے ساتھیوں سے بات چیت کریں۔

مشق (۲) مسئلہ نکالوں گا اور وضاحت کروں گا:

◄ اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْئًا كَبِيرًا (31) وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا (32) وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِي الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا (33) وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّى يَبْلُغَ أَشُدَّهُ وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا (34) وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا (35)﴾ "اور

تم لوگ اپنی اولاد کو محتاجی کے ڈر سے قتل نہ کرو، انہیں اور تمہیں ہم روزی دیتے ہیں، بے شک انہیں قتل کرنا بڑا گناہ ہے* اور زنا کے قریب نہ جاؤ، بلاشبہ وہ بڑی بے شرمی کا کام، اور برا راستہ ہے* اور تم لوگ اس جان کو قتل نہ کرو جسے اللہ نے حرام بنایا ہے، مگر اس صورت میں کہ اس کا قتل کیا جانا حق ہو، اور جو شخص ناحق قتل کر دیا جائے، تو اس کے وارث کو ہم نے قوی بنا دیا ہے، پس وہ قاتل کو قتل کرنے میں (شریعت کی) حد سے تجاوز نہ کرے (قصاص کے ذریعہ) اس کی مدد کر دی گئی ہے* اور تم لوگ یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ، مگر ایسے طریقے سے جو اس کے حق میں سب سے بہتر ہو، یہاں تک کہ وہ اپنی بھرپور جوانی کو پہنچ جائے، اور عہد و پیمان کو پورا کرو، بے شک عہد و میثاق کے بارے میں (قیامت کے دن) پوچھا جائے گا* اور جب ناپ تول کرو تو پیمانہ بھر کر دو، اور درست ترازو سے وزن کرو، یہی بہتر ہے، اور انجام کے اعتبار سے زیادہ اچھا ہے۔" (الإسراء: 35-31)۔

◄ مذکورہ بالا آیتوں میں موجود اوامر اور نواہی کو نیچے دیے گئے ٹیبل میں درج کیجیے:

اوامر (احکامات)	نواہی (محرمات)

مشق (۳) استنباط کروں گا اور توقع کروں گا:

◄ اُن اقدار اور فوائد کا استنباط کیجیے جو درج ذیل محرمات سے اجتناب کی صورت میں معاشرے میں عام ہوں گے:

محرمات	اقدار وفوائد
زنا اور تہمت باندھنا	
شراب اور منشیات کا استعمال	
جھوٹی گواہی	
خرید وفروخت میں دھوکہ دھڑی	

سوال (۱):

صحیح عبارت کے سامنے ✓ کا نشان اور غلط عبارت کے سامنے ✗ کا نشان لگائیں۔

① اسلام نے شراب کی طرح دیگر نشہ آور چیزوں کو بھی حرام قرار دیا ہے۔ ☐

② اللہ تعالی نے جھوٹی گواہی دینے والے کو جنگ کی دھمکی دی ہے۔ ☐

③ جوا اور دھوکہ دھڑی باطل طریقے سے لوگوں کا مال کھانے کی صورتوں میں سے ہیں۔ ☐

④ سود اور دھوکے کی بیع اگر طرفین کی رضامندی سے ہو تو جائز ہے۔ ☐

⑤ تہمت باندھنے کو حرام قرار دینے سے مسلم عورتوں کی عزت و آبرو کی حفاظت ہوتی ہے۔ ☐

سوال (۲): سبق سے درج ذیل چیزیں نکالیں:

وہ محرمات جن کا ارتکاب زبان کرتی ہے، اور وہ محرمات جن کا تعلق مال سے ہے:

وہ محرمات جن کا ارتکاب زبان کرتی ہے	وہ محرمات جن کا تعلق مال سے ہے

سوال (۳): درج ذیل محرمات میں سے ہر ایک کے مسلم معاشرے پر کیا منفی اثرات ہیں؟

① زنا

② سود

③ جھوٹی گواہی

④ شراب نوشی

سوال (۴): درج ذیل چیزوں میں سے ہر ایک کی حرمت پر ایک دلیل لکھیں:

① قتل کرنا۔

② جھوٹی قسم کھانا۔

③ جُوا۔

باب پنجم

اخلاق و آداب
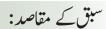
◀ پیارے طالب علم! امید ہے کہ اس سبق کو پڑھ لینے کے بعد آپ:

① حسن اخلاق کا معنی واضح کریں گے
② حسن اخلاق کا مقام و مرتبہ سمجھیں گے
③ حسن اخلاق کے مظاہر شمار کریں گے
④ حسن اخلاق اور ایمان کے درمیان کا ربط سمجھیں گے۔
⑤ فرد اور معاشرے پر حسن اخلاق کے اثرات کا جائزہ لیں گے

ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم حسن اخلاق کے نمونہ اور اعلی مثال ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ "اور بے شک تو بہت بڑے (عمدہ) اخلاق پر ہے" (القلم: 4)

حسن اخلاق

① حسن اخلاق کا معنی ومفہوم

② حسن اخلاق کا مقام و مرتبہ

۵ فرد اور معاشرے پر حسن اخلاق کے اثرات

حسن اخلاق کا معنی ومفہوم:

- حسن اخلاق ہے: لوگوں کو تکلیف دینے سے بچنا، ان کے تئیں بغض و عداوت سے دل کو صاف رکھنا اور ان کے ساتھ بھلائی کرنا۔
- اسلام نے ہمیں حسن اخلاق کا حکم دیا ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: (اتق الله حيثما كنت و أتبع السيئة الحسنة تمحها و خالق الناس بخلق حسن) جہاں بھی رہو اللہ کا تقوی اختیار کرو، برائی کے بعد بھلائی کرو، وہ برائی کو مٹا دے گی اور لوگوں سے حسن اخلاق کے ساتھ پیش آؤ" (ترمذی 1987)

اسلام میں حسن اخلاق کا مقام و مرتبہ:

اسلام میں اخلاق کا عظیم مقام ہے اور اس کی شکلیں مندرجہ ذیل ہیں:

- حسن اخلاق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقاصد میں سے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: " إنما بعثت لأتمم صالح الأخلاق" " بلاشبہ میری بعثت اس لیے ہوئی ہے کہ میں اچھے اخلاق کی تکمیل کروں" (احمد 8952)
- اللہ کے نزدیک اچھے اخلاق کا حامل شخص لوگوں میں سب سے افضل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: "إن خياركم أحاسنكم أخلاقا" تم میں سب سے اچھے وہ ہیں جو

اخلاق میں سب سے اچھے ہیں" (بخاری 6035، مسلم 2321)

- قیامت کے دن حسن اخلاق کا بڑا عظیم اجر ہوگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: "ما شيء أثقل في ميزان المؤمن يوم القيامة من خلق حسن و إن الله ليبغض الفاحش البذيء" (رواہ أبوداود 4799، والترمذی 2002) "قیامت کے دن مومن کی میزان میں اچھے اخلاق سے بھاری کوئی چیز نہ ہوگی اور بلاشبہ اللہ تبارک وتعالی فحش گو بدزبان کو ناپسند کرتا ہے (ابوداؤد 4799 ، ترمذی 2002)

- اچھے اخلاق والا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب سے پسندیدہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ أَحْسَنكُمْ أَخْلَاقًا" تم میں میرے نزدیک سب سے پسندیدہ وہ ہے جو اخلاق کے اعتبار سے سب سے اچھا ہو (بخاری 3559، مسلم 2321)۔ اچھے اخلاق والا جنت میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: "إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا" "تم میں سے میرے نزدیک سب سے پسندیدہ اور قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب سب سے اچھے اخلاق والے ہوں گے" (ترمذی 2018)

ایمان اور حسن اخلاق:

- بندوں کے ساتھ حسن اخلاق اور ان کے لیے بھلائی کی چاہت کے بغیر ایمان پورا نہیں ہوسکتا۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ" "تم میں سے کوئی اس وقت تک مکمل ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے وہی نہ پسند کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے" (بخاری 13، مسلم 45)

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا کہ حسن اخلاق ایمان کے لوازمات میں سے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ" جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے، جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ خیر کہے یا چپ رہے" (بخاری: 4682، مسلم 47)

- کمال اخلاق سے کمال ایمان حاصل ہوتا ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: "أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا" "ایمان والوں میں سب سے کامل ایمان والے وہ ہیں جو اخلاق کے اعتبار سے سب سے اچھے ہیں" (ابوداؤد 4682، ترمذی 1162)

حسن اخلاق کے مظاہر:

① تکلیف پہنچانے سے رکنا:

اور یہ مسلمان کی اپنے بھائی کے تئیں سب سے اہم ذمہ داری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ" "کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں" (بخاری 10، مسلم 40)

② صاف دل ہونا:

جس کا دل اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے پاک ہوگا وہ ان کے ساتھ اچھا معاملہ کرے گا۔ اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں سے منع کیا جو مسلمانوں کے بیچ محبت اور دل کی پاکی کو مکدر کرتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "وَلَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا،

وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا" "ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، حسد نہ کرو، پیٹھ پیچھے برائی نہ کرو بلکہ سب اللہ کے بندے آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو" (بخاری 6065، مسلم 2559)

۳ منافقت کے اوصاف سے بچنا:

حسن اخلاق مسلمان پر سچائی، امانت، وفائے عہد، لڑائی ہونے کی صورت میں حق بات کہنے کو واجب کرتا ہے اور یہ واجب کرتا ہے کہ وہ منافقوں کی ان خصلتوں کا شکار نہ ہو جن سے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں متنبہ کیا ہے اور وہ خصلتیں یہ ہیں: "إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ" جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب عہد کرے تو اسے پورا نہ کرے، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب لڑے تو گالی گلوج پر اتر آئے" (بخاری 34، مسلم 58)

۴ کشادہ روئی اور بشاشت:

اور یہ سب سے چھوٹی چیز ہے جسے ایک مسلمان اپنے بھائیوں کے لئے پیش کرتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لَا تَحْقِرَنَّ مِنْ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا وَلَوْ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ" بھلائی کے کسی بھی کام کو حقیر نہ جاننا اگرچہ تمہیں اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملنا ہی کیوں نہ ہو" (مسلم 2626)

اور یہ بڑی چھوٹی بات ہونے کے باوجود اس کی تاثیر بہت بڑی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "إنكم لا تسعون الناس بأموالكم و ليسعهم منكم بسط الوجه وحسن الخلق" "تم اپنے مال میں تمام لوگوں کو شامل نہیں کر سکتے، تم خندہ پیشانی اور حسن اخلاق میں ان کو شامل کرو" (حاکم 428)

۵ شفقت اور نرم گفتگو:

اس لیے کہ اللہ نرمی کو پسند کرتا ہے اور اس کا ثواب بڑھا دیتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد

فرماتے ہیں: "إِنَّ اللهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ وَيُعْطِي عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ وَمَا لَا يُعْطِي عَلَى مَا سِوَاهُ" "بلاشبہ اللہ نرم ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے اور نرمی پر وہ عطا کرتا ہے جو سختی پر نہیں عطا کرتا" (بخاری: 6927، مسلم 2593)

نرم گفتگو حسن اخلاق کی بنیادوں میں سے ہے۔ اسی لیے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حسن الخلق أمر هين: وجه بشوش و كلام لين " حسن اخلاق آسان معاملہ ہے: اور یہ ہشاش بشاش چہرے اور نرم گفتگو کو کہتے ہیں" اور لوگ نرم گفتگو اور پر سکون طبعیت کے شخص سے محبت کرتے ہیں اور اس کی طرف مائل ہوتے ہیں۔

٦ سخاوت اور بھلائی کرنا:

بطور خاص فقیروں اور ضرورت مندوں کے ساتھ سخاوت و بھلائی اور مہمان نوازی کرنا جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا: "كَانَ رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ" "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھلائی کرنے کے معاملے میں سب سے زیادہ سخی تھے" (بخاری 6، مسلم 2308) اور عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ نے حسن اخلاق کے سلسلے میں فرمایا: "هو بسط الوجه، و بذل المعروف، و كف الأذى" " حسن اخلاق خندہ پیشانی سے پیش آنا، بھلائی کرنا اور تکلیف پہنچانے سے باز آنا ہے"۔

٧ گفتار اور فیصلے میں عدل وانصاف:

مسلمان غلط بات نہیں کہتا اور نہ ہی لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں ظلم کرتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "إِنَّ الْمُقْسِطِينَ عِنْدَ اللهِ عَلَى مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ... الَّذِينَ يَعْدِلُونَ فِي حُكْمِهِمْ وَأَهْلِيهِمْ وَمَا وَلُوا" اللہ کے نزدیک عدل کرنے والے نور کے منبروں پر ہوں گے جو اپنے فیصلوں میں، اہل وعیال میں اور اپنے ماتحتوں کے سلسلے میں انصاف کرتے ہیں" (مسلم 1827)

⑧ فرد اور معاشرے پر حسن اخلاق کا اثر :

حسن اخلاق کا حامل شخص لوگوں کی محبت اور احترام سے محظوظ ہوتا ہے ۔لوگ اس کی بات ، اور نصیحت کو اور اس کی طرف سے بھلائی کی دعوت کو قبول کرتے ہیں۔اس لیے کہ وہ اپنے حسن اخلاق سے ان کے لیے نمونہ بن جاتا ہے۔

معاشرے پر حسن اخلاق کے اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔اس سے معاشرے کے لوگوں میں محبت والفت پھیلتی ہے اور لوگوں کے باہمی تعلقات میں احترام و عدل کی حکمرانی ہوتی ہے۔

مشق (۱) جائزہ لونگا اور استدلال کرونگا:

◄ مندرجہ ذیل حالات کو اس طرح ترتیب دیں کہ پہلے اس حالت کو رکھیں جو زیادہ درست ہو، پھر اس حالت کو رکھیں جو کم درست ہو:

حالات	ترتیب
ایک مسلمان یتیموں پر خرچ کرتا ہے لیکن ادب سکھانے کے نام پر انہیں نقصان بھی پہنچاتا ہے	
ایک مسلمان یتیموں پر خرچ کی صلاحیت نہیں رکھتا لیکن ان کی دیکھ بھال کرتا ہے اور ان کی ضرورت پوری کرنے کی کوشش کرتا ہے	
ایک مسلمان یتیموں پر خرچ کرتا ہے، ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے اور ان کی دیکھ ریکھ کرتا ہے	
ایک مسلمان یتیموں پر خرچ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا لیکن ان پر رحم کرتا ہے اور نرم گفتگو سے پیش آتا ہے	

◄ اپنے استاذ کی مدد سے قرآن کریم اور سنت نبویہ کے دلائل کی روشنی میں ہر بات کی اس کی ترتیب کے ساتھ ، صحیح ہونے پر استدلال کرو۔

مشق (۲) مجھے حل کی توقع ہے

◄ معاشرتی مسائل کے حل میں مندرجہ ذیل اخلاق کے اثرات کو بیان کرنے میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ تعاون کرو:

خندہ پیشانی			
صدقہ اور ہدیہ			
معافی اور درگزر			
حق بات کہنا			
اچھا پڑوسی ہونا			

سوال (۱): مندرجہ ذیل ہر ایک عبارت کے سامنے (متفق) یا (غیر متفق) لکھیے :

① حسن اخلاق کے کئی درجات ہیں۔ سب سے پہلا یہ ہے کہ ہاتھ اور زبان سے تکلیف نہ پہونچانا۔
② اچھے اخلاق کا حامل شخص صرف خود کو اور اپنے خاندان کو فائدہ پہنچاتا ہے۔
③ مسکراہٹ کی دینی فضیلت ہے اور اس کا اچھا سماجی اثر ہے۔
④ حسن اخلاق کا تعلق مسلمانوں کے ساتھ تعامل سے ہے، غیر مسلموں سے نہیں۔
⑤ نرم گفتگو شخصیت کی کمزوری اور لوگوں سے ڈرنے پر دلالت کرتی ہے۔

سوال (۲): مندرجہ ذیل میں سے ہر ایک کی ایک دلیل لکھیے :

① اچھے اخلاق والا دنیا وآخرت میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے۔
② کمال ایمان کمال اخلاق سے منسلک ہے۔
③ منافقت کے اوصاف حسن اخلاق کے منافی ہیں۔

سوال (۳): مندرجہ ذیل سوالات کے جواب دیں :

① حسن اخلاق کا مقصود واضح کیجیے۔ اس کی دلیلوں میں سے ایک دلیل قلم بند کریں۔
② لوگوں کے معاملات میں حسن اخلاق کے پانچ مظاہر شمار کریں۔
③ حسن اخلاق مسلمان کو اس بات پر ابھارتا ہے کہ وہ اپنے عمل اور تجارت میں امانت دار ہو۔ اس کی وضاحت کیجیے۔
④ مسلم معاشرے کی تعمیر میں اخلاق کے کردار پر زیادہ سے زیادہ تین سطروں میں اظہار خیال کیجیے۔

سبق (۲)
والدین کے ساتھ حسن سلوک

سبق کے مقاصد:
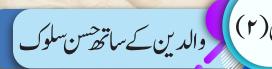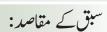
- پیارے طالب علم! امید ہے کہ اس سبق کو پڑھ لینے کے بعد آپ:

① والدین کے حقوق کی عظمت کو سمجھیں گے
② اسلام میں والدین کے حقوق کو شمار کریں گے
③ دنیا و آخرت میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کے اثر کا جائزہ لیں گے۔
④ اپنی زندگی کے تمام معاملات میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی کوشش کریں گے۔
⑤ دنیا و آخرت میں ماں باپ کی نافرمانی کے برے انجام کو واضح کریں گے۔

تمہیدی مشق:

- (والدین کے ساتھ حسن سلوک اخلاقی اور انسانی ذمہ داری ہے۔ اس پر شریعت کے حکم دینے سے پہلے سلیم فطرت دلالت کرتی ہے)
- ایک جملے میں اپنے والدین کے تئیں اپنے حسین جذبات کا اظہار کیجیے اور اس پیغام کو ان کے موبائل پر بھیج دیجیے۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک کامقام ومرتبہ

- والدین کے عظیم فضل اوران کے ساتھ حسن سلوک پر ملنے والے بھرپور ثواب کے پیش نظر اسلام نے والدین کا عظیم مقام رکھا ہے اوران کے ساتھ حسن سلوک کو اللہ تبارک وتعالی کی عبادت کے ساتھ بیان کیا ہے۔اللہ تبارک وتعالی کا فرمان ہے: ﴿وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا﴾" اور تیرا پروردگار صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا۔اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا یہ دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں توان کے آگے اف تک نہ کہنا، نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا بلکہ ان کے ساتھ ادب واحترام سے بات چیت کرنا"(الاسراء: 23)

- اللہ تبارک وتعالی نے والدین کے ساتھ خیر وبھلائی کرنے کا حکم دیا ہے اور قرآن کریم نے والدین کے احسان کا شکریہ ادا کرنے کو اللہ کی نعمتوں پر شکریہ ادا کرنے پر مقدم کیا ہے۔اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ﴾" ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق نصیحت کی ہے، اس کی ماں نے دکھ پر دکھ اٹھاکر اسے حمل میں رکھااور اس کی دودھ چھڑائی

دو برس میں ہے کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کر، (تم سب کو) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے" (لقمان: 14)

◄ اسلام میں والدین کے ساتھ حسن سلوک سب سے اچھے اعمال میں سے ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ العَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ؟ قَالَ: «الصَّلاَةُ عَلَى وَقْتِهَا»، قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: «ثُمَّ بِرُّ الوَالِدَيْنِ» قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: «الجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ»" میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: سب سے اچھا عمل کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وقت پر نماز ادا کرنا۔ ابن مسعود فرماتے ہیں: میں نے کہا: پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: والدین کے ساتھ حسن سلوک۔ ابن مسعود نے کہا: میں نے کہا: پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد" (بخاری 527، مسلم 85)

اسلام میں والدین کے حقوق

مسلمان پر سب سے اہم اور اولین حقوق العباد والدین کے حقوق ہیں اور ان حقوق میں سے یہ ہیں:

◄ **والدین کی فرماں برداری:** ان دونوں کی فرماں برداری اللہ کی فرماں برداری میں سے ہے الا یہ کہ ان کی فرماں برداری میں اللہ کی نافرمانی ہوتی ہے۔

◄ **ان چیزوں کا چھوڑنا جن سے والدین ناراض ہوتے ہوں:** کوئی بھی ایسا کام کرنا حرام ہے جس سے والدین کو تکلیف پہنچے یا وہ کام ان کی ناراضگی کا سبب ہو۔

◄ **والدین پر خرچ کرنا:** اگر والدین فقیر (ضرورت مند) ہوں تو یہ واجب ہے اور اگر مالدار ہوں تو مستحب ہے اس لیے کہ یہ اللہ کے اس قول میں داخل ہے: ﴿وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا﴾ "ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا" (لقمان: 15)

◄ **والدین کے ساتھ بھلائی کرنا:** اور یہ ان پر رحم کر کے، ان کی خوشامد کر کے، ان کے سامنے تواضع اختیار کر کے، ان کے پاس بیٹھ کر کے، ان کی بات بغور سن کر کے، انہیں خوش کر کے، ان کے ساتھ ادب کا پاس ولحاظ کر کے اور ان کے شایان شان جو بات اور کام نہ ہو ان سے اجتناب کر کے اور ہر حال میں ان سے محبت ومودت کا رشتہ بنا کر کے ہو گا۔

◄ **بڑھاپے میں والدین کو برداشت کرنا:** اور یہ ان کی اچھی دیکھ ریکھ، مزید شفقت ومحبت، ملامت سے بچ کر، ان کی غلطی سے تنگ نہ ہو کر اور ان کی خدمت میں تاخیر نہ کر کے انجام پائے گا۔اللہ تبارک وتعالی کا فرمان ہے: ﴿وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا (23) وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا (24)﴾ " اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا۔ اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا یہ دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اف تک نہ کہنا، نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا بلکہ ان کے ساتھ ادب واحترام سے بات چیت کرنا۔اور عاجزی اور محبت کے ساتھ ان کے سامنے تواضع کا بازو پست رکھے رکھنا اور دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار! ان پر ویسا ہی رحم کر جیسا انہوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی ہے" (الاسراء: 24-23)

◄ **ماں کے حق کو عظیم سمجھنا:** اور اس کی وجہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات اس شخص سے کہی تھی جس نے پوچھا تھا: اے اللہ کے رسول: میری حسن صحبت کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "أُمُّكَ ثُمَّ أُمُّكَ ثُمَّ أُمُّكَ ثُمَّ أَبُوكَ ثُمَّ أَدْنَاكَ أَدْنَاكَ" تیری ماں، پھر تیری ماں، پھر تیری ماں، پھر تیرا باپ اور پھر جو تم سے زیادہ قریب ہوں پھر جو تم سے زیادہ قریب ہوں۔(بخاری 5971، مسلم 2528)

◄ **موت کے بعد ان کے حقوق بجالانا:** اور ان کے حقوق یہ ہیں، ان کے لیے دعا کر کے، ان کے وعدوں کو پورا کر کے، ان کے قرضوں کو ادا کر کے، ان کے ساتھیوں سے محبت کر کے اور ان سے ان امور میں صلہ رحمی کی حفاظت کر کے ہو گا جن کے ذریعہ صلی رحمی کی جاتی تھی۔

والدین کی نافرمانی کا انجام

◄ والدین کی نافرمانی یہ ہے: ان کے ساتھ بدسلوکی کی جائے، انہیں تکلیف پہنچائی جائے، ان کی فرماں برداری نہ کی جائے اور یہ شدید ترین محرّمات میں سے ہے اور بڑے گناہوں میں سب سے بڑے گناہوں میں سے ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "أَلاَ أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الكَبَائِرِ" قَالَ: الإِشْرَاكُ بِاللهِ، وَعُقُوقُ الوَالِدَيْنِ، وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ: أَلاَ وَقَوْلُ الزُّورِ، وَشَهَادَةُ الزُّورِ" کیا میں تمہیں بڑے گناہوں میں سب سے بڑے گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کے ساتھ بدسلوکی کرنا" اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگائے ہوئے تھے تو بیٹھ گئے اور فرمایا: " اور سنو، جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی "(بخاری 5976، مسلم 87)

◄ اللہ تبارک وتعالی والدین کے نافرمان کو دنیا میں سزا دیتا ہے بایں طور کہ وہ اپنے بچوں کی طرف سے نافرمانی کو آخرت کے عذاب کو دیکھنے سے پہلے دیکھ لیتا ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "مَا مِنْ ذَنْبٍ أَجْدَرُ أَنْ يُعَجِّلَ اللهُ تَعَالَى لِصَاحِبِهِ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا مَعَ مَا يَدَّخِرُ لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِثْلُ الْبَغْيِ وَقَطِيعَةِ الرَّحِمِ" بغاوت اور قطع رحمی سے بڑھ کر کوئی گناہ ایسا نہیں ہے جس کا مرتکب زیادہ لائق ہے کہ اس کو اللہ کی جانب سے دنیا میں بھی جلد سزا دی جائے اور آخرت کے لیے بھی اسے باقی رکھا جائے"(ابوداؤد 4902، ترمذی 2511)

مشق (۱) سیکھنے میں شرکت کروں گا:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا﴾ "تم ان دونوں کو اف تک نہ کہو اور انہیں نہ جھڑکو"۔

اپنے ساتھیوں سے مل کر ان اقوال و افعال کو بیان کرو جو گرچہ چھوٹے معلوم ہوتے ہیں لیکن ان سے والدین کو تکلیف پہنچتی ہے اور وہ غمزدہ ہوتے ہیں اور جن سے اولاد عام طور پر نہیں بچتی ہے۔

مشق (۲) میں حل کروں گا:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ "اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو تو تو ان کا کہنا نہ ماننا، ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا اور اس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہو تم سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے تم جو کچھ کرتے ہو اس سے پھر میں تمہیں خبردار کروں گا" (لقمان: 15)

اس آیت سے جو آپ نے سمجھا ہے اس کے مطابق واضح کیجیے کہ ایک آدمی جس کو اس کا باپ معصیت کی طرف بلا رہا ہے وہ اپنے باپ کے ساتھ کیا رویہ اپنائے گا؟

مشق (۳) نتیجہ نکالوں گا:

اللہ نے والدین کے نافرمان کو دنیا اور آخرت میں جو وعید سنائی ہے دونوں کے بیچ مقارنہ کریں اور اس ثواب کی امید کریں جو والدین کے فرماں بردار بیٹے کے لیے ہو گا۔

اپنے استاذ کی مدد سے، آپ نے جو نتیجہ اخذ کیا ہے قرآن وسنت کے دلائل کی روشنی میں اس کے صحیح ہونے پر استدلال کریں۔

مشق (۴) اپنی معرفت کو پختہ کروں گا:

والدین کی فرماں برداری یا ان کی نافرمانی کے بہت سے قصوں اور واقعات کو آدمی سنتا ہے۔ ان میں سے کسی ایک قصے کو اپنے استاذ اور ساتھیوں کو سنائیے۔

مشق (۵) میں اظہار خیال کرونگا:

والدین کے لیے دعا کرنا ان کے ساتھ بھلائی کرنے کے مظاہر میں سے ہے۔ آپ ان کے لیے اللہ سے کون سی دعا کرتے ہیں؟

سوال (۱):

صحیح عبارت کے سامنے ✓ صحیح کا نشان اور غلط جملوں کے سامنے ✗ غلط کا نشان لگائیں:

① والدین کی نافرمانی میں وہ تمام چیزیں شامل ہیں جن سے والدین کو تکلیف پہنچتی ہے۔ ☐
② والدین کے حقوق کا تعلق ان کی زندگی سے ہے ان کی موت سے نہیں۔ ☐
③ والدین کی نافرمانی کے اثرات دنیا میں ظاہر ہوتے ہیں۔ ☐
④ فقیر (ضرورت مند) والدین پر خرچ کرنا مستحب ہے۔ ☐
⑤ بڑھاپے میں والدین کا حق اور ان کے ساتھ حسن سلوک کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ ☐

سوال (۲): مندرجہ ذیل میں سے ہر ایک کی ایک دلیل قلم بند کریں:

① والدین کا شکریہ ادا کرنا اللہ کا شکر ادا کرنے میں سے ہے۔
② اسلام میں والدین کے ساتھ حسن سلوک سب سے اچھے اعمال میں سے ہے۔
③ والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

سوال (۳): مندرجہ ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

① والدین کے پانچ حقوق شمار کیجیے۔
② مسلمان والدین کے ساتھ بھلائی کو کیسے انجام دے گا؟
③ یہ واضح کریں کہ مسلمان کا اس وقت موقف کیا ہوگا جب اسے والدین میں سے کوئی معصیت کے ارتکاب یا واجب اطاعت کو چھوڑنے کا حکم دے۔
④ پانچ سطروں میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کی فضیلت اور فرد و معاشرے پر اس کے اثرات کو بیان کریں۔

سبق (۳) صلہ رحمی

سبق کے مقاصد:

◄ پیارے طالب علم! امید ہے کہ اس سبق کو پڑھ لینے کے بعد آپ:

① صلہ رحمی کے مفہوم کی تعریف بیان کریں گے
② رشتہ داروں کے حقوق شمار کریں گے
③ اسلام میں صلہ کی اہمیت پر استدلال کریں گے
④ معاشرے کی تعمیر میں صلہ رحمی کے کردار کو بیان کریں گے
⑤ صلہ رحمی کے سلسلے میں اسلام کی کوششوں کا اندازہ لگائیں گے۔

تمہیدی مشق:

اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ﴾ "اور تم سے یہ بھی بعید نہیں کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد برپا کر دو اور رشتے ناتے توڑ ڈالو" (محمد: 22)

① رشتہ ناتہ توڑنے اور زمین میں فساد پھیلانے کو ایک ساتھ جمع کرنے کی حکمت پر غور کیجیے۔

② اس سے کیا سبق ملتا ہے؟
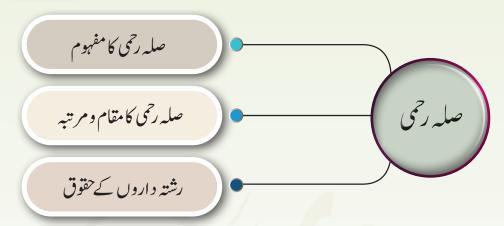
صلہ رحمی کا مفہوم:

- ارحام (رشتہ دار) : انسان کے باپ ماں کی طرف سے قرابت دار مراد ہیں۔ان میں دادا، دادی ، نانا، نانی ، بھائی بہن اور ان کی اولاد پھر چچا اور پھوپھی ، ماموں اور خالہ اور ان کی اولاد شامل ہیں۔
- صلہ رحمی کا مفہوم : گفتار وکردار میں رشتہ داروں کے ساتھ بھلائی اور اس میں ان کی زیارت، ان کے احوال جاننا، ان کے بارے میں پوچھنا، ان میں سے ضرورت مند کی مدد کرنا اور ان کے مفادات کی تکمیل کی کوشش کرنا وغیرہ شامل ہے۔

صلہ رحمی کا مقام و مرتبہ:

- قرآن کریم نے رشتہ داری کی اہمیت پر زور دیا ہے۔اللہ کے تقوی اور صلہ رحمی کو ایک ساتھ بیان کیا گیا ہے اور یہ کہ لوگ اللہ سے اپنے رشتے اور اپنے قرابت داروں سے رشتہ کے بارے میں پوچھے جائیں گے۔اللہ تبارک وتعالی کا فرمان ہے : ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ﴾ "اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو " (النساء: 1)
- اور حدیث میں ہے : الرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَقُولُ مَنْ وَصَلَنِي وَصَلَهُ اللهُ وَمَنْ

قَطَعَنِي قَطَعَهُ الله" رحم عرش سے معلق ہے اور کہتا ہے: جس نے مجھے جوڑا اللہ اسے جوڑے اور جس نے مجھے توڑا اللہ اسے توڑے"(بخاری 5989، مسلم 2555) اللہ اسے توڑے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اس سے خیر و ثواب کو ختم کردے۔

- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلہ رحمی اور ایمان کو باہم جوڑ کر بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ" "جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے صلہ رحمی کرنی چاہیے"۔ (بخاری 6138)
- اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صلہ رحمی کرنے والے سے دین و دنیا کی سعادت کا وعدہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ، وَيُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ" "جو یہ چاہتا ہو کہ اس کی روزی میں کشادگی ہو، اس کی عمر دراز ہو یعنی اس کی موت موخر کر دی جائے اور عمر میں برکت ہو، اسے صلہ رحمی کرنی چاہیے۔"(بخاری 5986، مسلم 2557)

رشتہ داروں کے حقوق:

مقام و مرتبے میں رشتہ داروں کے حقوق والدین کے حقوق کے بعد آتے ہیں۔ ان کے اہم ترین حقوق یہ ہیں:

- ہمیشہ ان سے اچھا معاملہ کیا جائے۔ کمترین بات یہ ہے کہ انہیں ایذا نہ پہنچائی جائے، اچھا برتاؤ کیا جائے، ان کے ساتھ بھلائی کی جائے۔ اس لیے کہ دوسروں کی بہ نسبت یہ بھلائی کے زیادہ مستحق ہیں۔ اللہ تبارک و تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ الله﴾ "اور رشتے ناتے والے ان میں سے بعض بعض سے زیادہ نزدیک ہیں اللہ کے حکم میں" (الانفال: 5)
- بھلائی میں انہیں غیروں پر مقدم کیا جائے۔ اللہ تبارک و تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَاعْبُدُوا

اللّٰہَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِى الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبَى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللّٰہَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا﴾ "اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ سلوک واحسان کرو اور رشتہ داروں سے اور یتیموں سے اور مسکینوں سے اور قرابت دار ہمسایہ سے اور اجنبی ہمسایہ سے اور پہلو کے ساتھی سے اور راہ کے مسافر سے اور ان سے جن کے مالک تمہارے ہاتھ ہیں، (غلام کنیز) یقیناً اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں اور شیخی خوروں کو پسند نہیں فرماتا" (النساء: 36)

- صدقہ میں انہیں دوسروں پر ترجیح دی جائے اس لیے کہ اس کا ثواب دوگنا ہوگا۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: إِنَّ الصَّدَقَةَ عَلَى الْمِسْكِينِ صَدَقَةٌ وَعَلَى ذِي الرَّحِمِ اثْنَتَانِ صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ" بلاشبہ مسکین پر صدقہ کرنا ایک صدقہ ہے اور رشتہ دار پر کرنا دو ہے صدقہ اور صلہ رحمی" (ترمذی: 658، نسائی 2582)

- ان کی زیارت کی جائے اور ان کے حال احوال معلوم کیے جائیں ہر چند کہ وہ خود ایسا نہ کرتے ہوں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ، وَلَكِنِ الْوَاصِلُ الَّذِي إِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا" بدلے میں رشتہ داری نبھانے والا صلہ رحمی کرنے والا نہیں، صلہ رحمی کرنے والا تو وہ ہے کہ جب اس سے رشتہ توڑا جائے تب بھی وہ رشتے کو جوڑتا ہے" (بخاری 5991)

- اگر رشتہ داروں کے بیچ اختلاف ہو جائے تو صلح کرانا چاہیے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ قَالُوا بَلَى قَالَ صَلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ" کیا میں تمہیں روزہ، نماز اور صدقہ سے بڑے عمل کی بابت نہ بتلاؤں؟ صحابہ نے کہا: کیوں نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرابت داروں میں صلح کرا دینا (ابوداؤد 4919، ترمذی 2509)

مشق (۱) نتیجہ نکالوں گا اور بحث کروں گا:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: "يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ لِي قَرَابَةً أَصِلُهُمْ وَيَقْطَعُونِي وَأُحْسِنُ إِلَيْهِمْ وَيُسِيئُونَ إِلَيَّ وَأَحْلُمُ عَنْهُمْ وَيَجْهَلُونَ عَلَيَّ فَقَالَ لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ فَكَأَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللهِ ظَهِيرٌ عَلَيْهِمْ مَا دُمْتَ عَلَى ذَلِكَ" اے اللہ کے رسول، میرے کچھ رشتے دار ہیں، میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ رشتہ توڑتے ہیں، میں ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ بدسلوکی کرتے ہیں، میں ان کے ساتھ بردباری اختیار کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ جہالت سے پیش آتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم ویسے ہی ہو جیسا تم نے کہا ہے تو گویا کہ تم انہیں جلتی راکھ کھلا رہے ہو اور جب تک تم اس روش پر رہو گے اللہ کی طرف سے ہمیشہ ایک مددگار تمہارے ساتھ رہے گا" (مسلم 2558)

① اس حدیث میں ایک ایسے سبب پر زور دیا گیا جس سے بہت سے لوگ اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی نہ کرنے پر حجت پکڑتے ہیں۔ بتائیے وہ کیا ہے؟

② سبق میں جو احادیث آپ کے پاس سے گزر چکی ہیں ان میں سے کسی ایسے نص کو تلاش کیجیے جو اس حدیث کے مفہوم سے قریب ہو۔

مشق (۲) میں پڑھوں گا اور توقع رکھوں گا:

کسی گاؤں میں ایک بڑے پریوار میں مادی معاملات میں اختلاف کی وجہ سے بڑے جھگڑے ہوتے ہیں یہاں تک کہ بعض افراد بعض سے قطع تعلق کر لیتے ہیں اور قرابت دار باہم صلہ رحمی نہیں کرتے۔

① ایک دوسرے کے تئیں ایک ہی پریوار کے لوگوں کے جذبات پر جھگڑوں کے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

② گاؤں کے لوگ اس پریوار کو کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

③ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر ان کے جھگڑے کے حل کے وسائل تجویز کیجیے۔

مشق (۱) میں رویہ کو درست کروں گا:

مندرجہ ذیل ٹیبل میں اپنے بعض رشتہ داروں کے ساتھ آپ اپنے حالیہ رویہ کا جائزہ لیں اور ساتھ ہی یہ بھی بیان کریں کہ آپ اس کے لیے کیا منصوبہ رکھتے ہیں:

رشتہ داری	آپ سے سرزد ہوئی کوتاہی	اس کے تدارک کا ذریعہ	آگے ملنے کا وقت	طریقہ
ماں	-----	-----	-----	-----
باپ	-----	-----	-----	-----
-----	-----	معذرت	-----	ٹیلیفونک گفتگو
-----	-----	دعوت قبول کرنا	-----	سماجی تقریب میں ملاقات
-----	-----	تحفہ	-----	گھر جاکر ملاقات
-----	-----	ضرورت کی تکمیل	-----	کسی عام جگہ پر ملاقات

سوال (۱): صحیح جواب کا انتخاب کریں:

① ارحام (رشتہ داروں) کا حق ان کے حق کے بعد آتا ہے:

☐ پڑوسی ☐ والدین ☐ بیویاں

② سب سے کم حق جو آپ اپنے قرابت داروں کو پیش کر سکتے ہیں:

☐ ان کے لیے مال خرچ کرنا ☐ ان کے بیچ اصلاح کرنا ☐ انہیں ایذاء نہ پہنچانا

③ رشتہ توڑنے کا تعلق ہے:

☐ مباح چیزوں سے ☐ مکروہ چیزوں سے ☐ حرام چیزوں سے

سوال (۲): مندرجہ ذیل میں سے ہر ایک کی دلیل قلم بند کریں:

① ایمان سے صلہ رحمی کا تع

② رشتہ توڑنا زمین میں فساد پھیلانا ہے

③ رشتہ داروں کو صدقہ دینا ان کے علاوہ لوگوں کو دینے سے بہتر ہے۔

سوال (۳): مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب دیں:

① صلہ رحمی کی تعریف بیان کیجیے اور ساتھ ہی بتلائیے کہ رشتہ دار کون ہیں؟

② اسلام میں رشتہ داروں کے پانچ حقوق بیان کیجیے

③ مضبوط مسلم معاشرے کی تعمیر میں صلہ رحمی مضبوط ستون ہے۔ اس کی وضاحت کیجیے۔
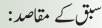
◀ پیارے طالب علم! امید ہے کہ اس سبق کو پڑھ لینے کے بعد آپ:

① اسلامی اخوت کا مفہوم بیان کریں گے

② ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کے اوپر جو حقوق ہیں اس پر دلیل پیش کریں گے۔

③ معاشرے کی مضبوطی میں اسلامی اخوت کے اثر کو بیان کریں گے

④ ایمانی اعتبار سے امت کی تشکیل میں اسلام کی فضیلت کو بیان کریں گے

تمہیدی مشق:

اپنے احساسات کو بیان کیجیے جب آپ بھوک اور وباؤں کے پھیلاؤ کے سبب مسلمانوں کی تکلیف کی خبریں پڑھ رہے ہوں۔

اسلامی اخوت

- اسلامی اخوت کا مفہوم
- معاشرے کی تعمیر میں اخوت کا کردار
- مسلمان بھائی پر مسلمان بھائی کے حقوق

اسلامی اخوت کا مفہوم:

اسلامی اخوت یہ ہے کہ دینی رشتے کو خاندانی ، گروہی اور جغرافیائی حدود کے رشتوں پر مقدم رکھا جائے، مسلمانوں کے ساتھ بھلائی کی جائے ، ہر جگہ ان کی مدد کی جائے ۔ اللہ تعالی کے اس قول پر عمل کرتے ہوئے : ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ "بے شک سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں" (الحجرات : 10)

معاشرے کی تعمیر میں اخوت کا کردار:

اخوت مسلم معاشرے کی تعمیر کی بنیاد ہے جیسا کہ ہجرت کے بعد مدینہ کے معاشرے میں ہوا تھا جہاں مہاجرین اور انصار کے دل مل گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان پورا ہوا : "إِنَّ الْمُؤْمِنَ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا" مومن مومن کے لیے عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوطی فراہم کرتا ہے" (بخاری 6026، مسلم 2558)

اسی طرح اسلامی فتوحات کے بعد خلفائے راشدین کے زمانے میں عرب اور دوسری شہریت والوں کے بیچ اسلامی اخوت قائم ہوئی جس کے نتیجے میں اسلامی مملکت اور اس کی عظیم تہذیب استوار ہوئی جو متعدد صدیوں تک دنیا میں سب سے بڑی تہذیب بنی رہی ۔

مسلمان کا اپنے مسلمان بھائی پر حقوق

اسلامی اخوت کے حقوق کی ادائے گی کے بغیر اسلامی اخوت پوری نہیں ہو گی ۔ اہم ترین حقوق وہ ہیں جنہیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ ذیل احادیث میں بیان فرمایا ہے :

- مسلمان سے محبت اور اس کے لیے بھلائی کی چاہت : اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ " تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے وہی نہ پسند کرے جو اپنے لیے پسند

کرتا ہے" (بخاری 13، مسلم 45)

- کسی بھی طریقے سے مسلمان کو تکلیف نہ پہنچانا: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ "مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں" (بخاری 6484، مسلم 41)

- مسلمان پر ظلم کرنے، اسے رسوا کرنے اور اسے حقیر سمجھنے سے باز رہنا۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ، وَلَا يَحْقِرُهُ "مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ وہ اس پر ظلم نہیں کرتا، اسے رسوا نہیں کرتا اور اس کی تحقیر نہیں کرتا" (مسلم 2564)

- سلام کرنا، دعوت قبول کرنا، نصیحت کرنا، چھینکنے والے کا جواب دینا، مریض کی عیادت کرنا اور جنازے کے پیچھے چلنا۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ قِيلَ مَا هُنَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِذَا لَقِيتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَإِذَا دَعَاكَ فَأَجِبْهُ وَإِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهُ وَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللَّهَ فَسَمِّتْهُ وَإِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ وَإِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ "مسلمان کا مسلمان پر چھ حقوق ہیں" پوچھا گیا: وہ کیا ہیں اے اللہ کے رسول؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم اس سے ملو تو اسے سلام کرو، جب وہ دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرو، جب نصیحت طلب کرے تو نصیحت کرو، جب وہ چھینکے اور الحمد للہ کہے تو جواباً یرحمک اللہ کہو، جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرو اور جب وہ مر جائے تو اس کے جنازے کے پیچھے پیچھے چلو۔ (مسلم 2162)

- مسلمان کی مدد کرنا، اس کی مصیبت دور کرنا، اس کے لئے آسانی پیدا کرنا اور اس کی پردہ پوشی کرنا۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا

وَالْآخِرَةِ" جو کسی مسلمان کی دنیا کی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت کو دور کرے، اللہ قیامت کی مصیبتوں میں سے اس کی ایک مصیبت دور کرے گا، جو کسی تنگ دست پر آسانی کرے گا اللہ اس پر دنیا و آخرت میں آسانی کرے گا اور جو کسی مسلمان کی ستر پوشی کرے گا اللہ دنیا وآخرت میں اس کی ستر پوشی کرے گا" (مسلم 2699)

مشق (۱) نتیجہ نکالوں گا:

- اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيِسَ أَنْ يَعْبُدَهُ الْمُصَلُّونَ فِي جَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَلَكِنْ فِي التَّحْرِيشِ بَيْنَهُمْ" بلاشبہ شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ نمازی جزیرۃ العرب میں اس کی عبادت کریں گے لیکن وہ ان کے درمیان جھگڑے کرانے سے مایوس نہیں ہوا" (مسلم 2812)۔

آپ اپنے گروپ کے افراد کے ساتھ مذاکرہ کیجیے کہ ہم اس حدیث سے کیسے استدلال کریں گے کہ مسلمانوں کے درمیان اخوت کا کیا مقام ہے؟

مشق (۲) میں تنقید کروں گا اور ایک موقف اپناؤں گا:

- ایک آدمی اپنی نسلی نسبت کے لیے تعصب برتتا ہے اور اس پر فخر کرتا ہے اور دوسری نسلوں کے اپنے مسلمان بھائیوں سے نفرت کرتا ہے۔

① آپ اس سے کیا کہیں گے؟

② ہم ان افعال اور عصبیتوں پر قدغن کیسے لگا سکتے ہیں؟

مشق (۳) میں سیکھنے میں شرکت کروں گا:

- ہر طالب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کردہ اسلامی اخوت کے حقوق میں سے ایک کو منتخب کرلے اور اپنے ساتھیوں کے سامنے اس کی اہمیت اور مسلم معاشرے پر اس کے اثرات کو پیش کرے اور اپنے استاذ کی ہدایات سے استفادہ کرے۔

مشق (۴) میں پیش رفت کروں گا:

- اپنے ساتھیوں کے ساتھ بحث کیجیے کہ آپ اپنے معاشرے کے لوگوں میں بیماروں کی عیادت اور ان کی دیکھ ریکھ یا تنگ دستوں کے لیے آسانی پیدا کرنے اور ضرورت مندوں کی مدد میں کس طرح تعاون کر سکتے ہیں۔

سوال: (۱) صحیح عبارت کے سامنے صحیح ✓ کا نشان اور غلط عبارت کے سامنے غلط ✗ کا نشان لگائیں۔

① باہمی حمایت اور ہمدردی مسلم معاشرے کی اہم ترین صفات میں سے ہے۔

② اخوت کے حقوق متقی اور نیک مسلمانوں کے لیے خاص ہیں۔

③ کم سے کم آپ مسلمانوں کے لیے جو کر سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ آپ انہیں نقصان نہ پہنچائیں اور ان کے لیے خیر کی تمنا کریں۔

④ مسلمانوں کی مصیبتوں کو دور کرنے پر قیامت کے دن بڑا ثواب ملے گا۔

⑤ مسلمان کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے معاشرے میں لوگوں کی پریشانیوں پر توجہ دے۔

⑥ نیک مسلمان اپنے ضرورت مند بھائیوں کی مدد کرنے میں پیش قدمی کرتا ہے۔

سوال (۲): مندرجہ ذیل سوالات کا جواب دیں:

① اسلامی اخوت کا مطلب واضح کریں

② مسلمان اپنے دل میں اپنے بھائیوں کے تئیں کیا جذبات رکھتا ہے؟

③ مسلمان پر مسلمان کے چھ حقوق ہیں، اس پر ایک حدیث نبوی سے استدلال کیجیے۔

④ اسلام کے پھیلاؤ اور مسلم معاشروں کی تشکیل میں اسلامی اخوت کا بنیادی کردار رہا۔ اسے واضح کیجیے۔

سبق (۵)

سبق کے مقاصد:

◄ پیارے طالب علم! امید ہے کہ اس سبق کو پڑھ لینے کے بعد آپ:

① اسلام کے محاسن کی وضاحت کریں گے۔
② آپ اسلام کی آسانی اور اس میں تبدیلی واقع ہونے سے محفوظ ہونے پر استدلال کریں گے۔
③ اسلامی احکام کی جامعیت کی مثال دیں گے۔
④ اسلام سے اپنی محبت کا اظہار کریں گے۔

تمہیدی مشق:

اسلام وہ دین حق ہے جس کی پیروی کا اور اس کے احکام پر عمل کرنے کا اللہ تعالی نے حکم دیا ہے۔ اسلام میں ایسی خصوصیات اور خوبیاں پائی جاتی ہیں جن سے وہ تمام دوسرے ادیان پر فائق ہوجاتا ہے۔ ان محاسن میں سے بعض یہ ہیں:

اسلام کے محاسن

۱. اسلام اللہ کا دین ہے
۲. اسلام ایک محفوظ دین ہے
۳. اسلام ایک عالمی دین ہے
۴. اسلام کامل اور ہمہ گیر دین ہے
۵. اسلام آسانیوں کا دین ہے

۱ اسلام اللہ کا دین ہے:

- اسلام انسانی تخلیق نہیں ہے بلکہ یہ اللہ رب العالمین کی طرف سے اتارا ہوا دین ہے۔ اللہ عز وجل نے اسے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے انبیاء کا سفر پورا ہو۔ اللہ تبارک وتعالی کا فرمان ہے: ﴿إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ﴾ "یقیناً ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی کی ہے جیسے کہ نوح (علیہ السلام) اور ان کے بعد والے نبیوں کی طرف کی" (النساء: 163)

- اسی لیے اسلامی عقیدہ انبیاء کی رسالتوں کے موافق ہے اور قرآن کے اعجاز نے ثابت کیا کہ وہ سچ مچ اور حق میں اللہ کا کلام ہے۔ اسی لیے جب حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے اللہ کا کلام سنا تو کہا: إن ہذا والذی جاء بہ موسی لیخرج من مشکاۃ واحدۃ (اللہ کی قسم، بلاشبہ یہ اور جسے موسی لے کر آئے، ایک ہی روشنی سے نکلے ہیں) (احمد 22498)

۲ اسلام ایک محفوظ دین ہے:

- چودہ صدی قبل جب سے اسلام نمودار ہوا تبدیلی اور تحریف سے محفوظ ہے چاہے اس کا تعلق اس کے مصادر یعنی قرآن کریم اور سنت نبویہ سے ہو یا اس کا تعلق اس کی عبادات اور مختلف احکامات سے ہو۔

- اور یہ اس بات پر دال ہے کہ اسلام سچ مچ اور حق میں اللہ کا دین ہے۔ اللہ نے قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے اور اس میں پورے دین کی حفاظت شامل ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ "ہم نے ہی اس قرآن کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں" (الحجر: 9)

۳ اسلام ایک عالمی دین ہے:

- اسلام تمام قوموں، نسلوں اور قومیتوں کو سموئے ہوا ہے۔ اسلام میں کوئی نسل پرستی

نہیں ۔ اللہ تبارک وتعالی کا فرمان ہے :﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ "اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک (ہی) مرد وعورت سے پیدا کیا ہے اور اس لئے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو کنبے اور قبیلے بنا دیئے ہیں، اللہ کے نزدیک تم سب میں باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے یقین مانو کہ اللہ دانا اور باخبر ہے" (الحجرات :13)

- نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: يا أيها الناس ، ألا إن ربكم واحد و إن أباكم واحد ألا لا فضل لعربي على أعجمي و لا لعجمي على عربي و لا لأحمر على أسود و أسود على أحمر إلا بالتقوى " اے لوگو! سنو، تمہارا رب ایک ہے، تمہارے والد ایک ہیں سنو، کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضلیت نہیں، نا ہی کسی عجمی کو کسی عربی پر، نہ کسی سرخ کو کسی کالے پر اور نہ کسی کالے کو کسی سرخ پر ہاں مگر تقوی کی بنیاد پر " (مسند احمد 23489)

۴ اسلام مکمل اور ہمہ گیر دین ہے :

- اسلام ایسے عقیدہ اور ایسی شریعت پر استوار ہے جو انسانی زندگی کے تمام گوشوں کو محیط ہے ۔ اسلامی عقیدے کی بنیاد صرف ایک اللہ کی عبادت ہے اور انسانوں کو مخلوقات کی عبادت سے آزاد کرنا ہے ۔

- اسلام کے احکامات ان عبادات، معاملات اور اخلاق پر مشتمل ہیں جنہوں نے اللہ کو راضی کرنے والی اور ناراض کرنے والی چیزوں اور نماز ، روزہ اور زکوۃ جیسی عبادتوں کی تفصیلات کو بیان کر کے اللہ سے انسان کے رشتے کو منظم کیا ہے ۔

- شریعت نے لوگوں کے ساتھ مسلمان کے رشتے کو منظم کیا ہے چنانچہ اس نے جان، آبرو اور مال پر دست درازی کو حرام قرار دیا ہے اور مالی معاملات کے اصول بنائے ہیں ۔

اس نے حلال روزی کمانے کا حکم دیا ہے اور ہر طرح کی حرام روزی سے بچنے کو کہا ہے۔

- شریعت نے اخلاق اور معاشرتی معاملات کے اصول بیان کیے۔ حسن اخلاق اور لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا۔ ایسے احکام مقرر کیے جو خاندانی رشتوں کو منظم کرتے ہیں جیسے شادی، طلاق اور میراث۔
- اسلام نے ایسی سزائیں مقرر کیں جو ظالم کو ظلم سے روکتی ہیں اور مظلوم کا حق لوٹاتی ہیں اور لوگوں کے بیچ انصاف اور امن وامان کو پھیلاتی ہیں۔
- دین اسلام ہر اس چیز کا جامع ہے جو انسان کے لیے نفع بخش ہے اور وہ اللہ کی طرف سے ہمارے لیے عظیم نعمت ہے۔ اللہ تبارک وتعالی کا فرمان ہے: "﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾" آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا" (المائدہ: 3)

۵ اسلام آسانی کا دین ہے:

- اسلام کے احکام بہت اور متنوع ہیں لیکن وہ آسانی پیدا کرنے اور مسلمان سے مشقت و پریشانی دور کرنے کی بنیاد پر استوار ہیں۔ اللہ تبارک وتعالی کا فرمان ہے: ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾ "اور تم پر دین کے بارے میں کوئی تنگی نہیں ڈالی" (الحج: 78)
- اور یہ بھی فرمایا: ﴿يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ "اللہ تعالی کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے، سختی کا نہیں" (البقرۃ: 185)
- شریعت کے احکام میں سے مسلمان سے اسی کا مطالبہ ہوتا ہے جس کے انجام دینے کی وہ طاقت رکھتا ہے۔ اللہ نے ہمیں ہماری طاقت سے زیادہ کا مکلف نہیں کیا ہے۔ اللہ تبارک

وتعالی کا فرمان ہے: ﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ "پس جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو" (التغابن: 16)

- اور اللہ نے یہ بھی فرمایا: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ "اللہ تعالی کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا" (البقرۃ: 286)
- اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مانَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوهُ وَما أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ " میں نے تمہیں جن چیزوں سے روکا ہے ان سے رک جاؤ اور جنہیں کرنے کا حکم دیا ہے انہیں اپنی استطاعت بھر بجالاؤ" (بخاری 7288، مسلم 1337)

مشق (۱) بحث کروں گا اور شرکت کروں گا:

◄ اسلام کی آسانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ لوگوں کے احوال کا خیال رکھتا ہے۔ اس نے فقیروں، مریضوں، بوڑھوں اور بچوں کے لیے بعض شرعی احکام میں تخفیف رکھی ہے۔

• اپنے ساتھیوں کے تعاون سے ان عبادات کی بعض مثالیں پیش کیجیے جن میں ان کے لیے تخفیف کی گئی ہے۔

لوگوں کے احوال	تخفیف کے مظاہر
فقیر	
مریض	
بوڑھا	
بچے	

مشق (۲) نتیجہ نکالوں اور تقسیم کروں گا:

◄ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو اسلامی عقیدہ و احکام لے کر آئے ان کے بارے میں جعفر بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: فدعانا إلى الله لنوحده و نعبده و نخلع ما كنا نعبد و آباؤنا من دونه من الحجارة و الأوثان و أمرنا بصدق الحديث و أداء الأمانة و صلة الرحم و حسن الجوار و الكف عن المحارم و الدماء و نهانا عن الفواحش و قول الزور و أكل مال اليتيم و قذف المحصنة و أمرنا أن

نعبد الله وحده لا نشرك به شيئا و أمرنا بالصلاة و الزكاة والصيام (انہوں نے ہمیں اللہ کی طرف بلایا کہ ہم اس کو ایک جانیں اور اس کی عبادت کریں اور اس کے علاوہ ہم اور ہمارے آباء و اجداد جن پتھروں اور بتوں کی پوجا کرتے تھے انہیں چھوڑ دیں ۔انہوں نے ہمیں سچ بولنے ، امانت ادا کرنے ، صلہ رحمی کرنے ، پڑوسیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے ، حرام چیزوں اور خون سے رکنے کا حکم دیا اور ہمیں فحش چیزوں ، جھوٹی بات ، یتیم کا مال کھانے اور پاکدامن پر بہتان باندھنے سے منع کیا اور ہمیں حکم دیا کہ ہم صرف ایک اللہ کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور انہوں نے ہمیں نماز ، زکوۃ اور روزے کا حکم دیا۔۔۔)(احمد 22498)

- یہ اسلامی شریعت کے کامل اور ہمہ گیر ہونے پر دال ہے۔اس کی روشنی میں مندرجہ ذیل ٹیبل کے مطابق حدیث میں وارد چیزوں کی تقسیم کیجیے۔

احکام کی قسمیں	احکام کی مثالیں
عقیدہ	
عبادات	
مالی معاملات	
اخلاق	

سوال (۱): صحیح عبارت کے سامنے صحیح ✓ کا نشان اور غلط عبارت کے سامنے غلط ✗ کا نشان لگائیں۔

① قرآن کریم کا تحریف سے محفوظ رہنا اسلام کے درست ہونے کی دلیل ہے۔
② اسلام عبادات اور فرد کا رب کے ساتھ رشتے پر منحصر ہے۔
③ قرآن کریم عربوں کی زبان میں نازل ہوا۔ اسلیئے کہ عرب بقیہ اقوام عالم سے زیادہ متقی ہیں۔
④ دین اسلام تمام انبیاء اور رسولوں کا دین ہے۔
⑤ احکامات کی بنیاد آسانی پیدا کرنا اور لوگوں کے احوال کی رعایت ہے۔

سوال (۲): مندرجہ ذیل میں سے ہر ایک کی دلیل لکھیے

① اللہ تعالی ہمارے ساتھ آسانی کا ارادہ کرتا ہے۔
② اللہ تعالی نے قرآن کریم کو تبدیلی سے محفوظ رکھا ہے۔
③ اللہ ہمیں ہماری طاقت سے زیادہ مکلف نہیں کرتا ہے۔

سوال (۳): مندرجہ ذیل سوالوں کا جواب دیں:

① اسلام دنیا کے زیادہ تر ملکوں میں پھیل رہا ہے اور زیادہ تر مسلمان غیر عربی نسل سے ہیں۔ اس سے سبق میں وارد اسلام کی عالمیت اور تمام نسلوں کے لیے اس کے احترام پر استدلال کیجیے۔
② زندگی کے تمام گوشوں پر اسلامی احکامات کے محیط ہونے پر چند مثالیں دیں۔
③ سبق میں وارد چیزوں کی روشنی میں پانچ جملوں میں یہ بیان کریں کہ آپ اسلام سے کتنی محبت کرتے ہیں اور آپ کو شریعت اسلامیہ پر کتنا ناز ہے۔
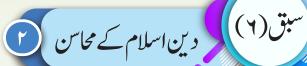
سبق کے مقاصد:

◄ پیارے طالب علم! امید ہے کہ اس سبق کو پڑھ لینے کے بعد آپ:

① سبق میں وارد اسلام کے محاسن کی وضاحت کریں گے
② اسلام نے عدل ورحمت کا حکم دیا ہے، اس پر دلیل پیش کریں گے
③ اپنی زندگی میں وسطیت اور احسان کے مظاہر نافذ کریں گے
④ عدل ورحمت کے تئیں اسلام کے حرص کی پذیرائی کریں گے
⑤ معاشرے کی اصلاح میں اسلامی اقدار کے اثر کو بیان کریں گے

ہم نے پچھلے سبق میں اسلام کے پانچ محاسن ذکر کیے تھے اور اس سبق میں ہم باقی محاسن کا ذکر پورا کریں گے۔

٦ اسلام اعتدال اور توازن کا دین ہے:

- اسلام کا امتیاز اعتدال و توازن ہے ۔ اللہ تبارک وتعالی کا فرمان ہے :﴿وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا﴾"ہم نےاسی طرح تمہیں عادل امت بنایا ہے " (البقرة: 143)

- دنیا وآخرت کے لیے کام کرنے کے بیچ اسلام کا متوازن منہج ہے۔اس نے دنیا میں ترقی کرنے اور اس سے لطف اندوز ہونے کو جائز قرار دیا ہےساتھ ہی عبادتوں کو قائم کرنے اور محرمات کے چھوڑنے کا وہ حریص ہے تا کہ آخرت نہ ضائع ہوجائے۔ اللہ تعالی کافرمان ہے: ﴿وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا﴾" اور جو کچھ اللہ تعالی نے تجھے دے رکھا ہے اس میں سے آخرت کے گھر کی تلاش بھی رکھ اور اپنے دنیوی حصے کو بھی نہ بھول"(القصص:77)

- اسلام نے سماج کے افراد کے بیچ حقوق اور ذمہ داریوں کو توازن کی بنیاد پر منظم کیا تا کہ کسی ایک پر بھی ظلم نہ ہو۔اسلام نے کوتاہی وغلو، فضول خرچی وبخیلی اوراس طرح کی چیزوں کو حرام قرار دیا۔ اللہ تبارک وتعالی مال خرچ کرنے کےسلسلے میں فرماتا ہے :﴿وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَحْسُورًا﴾" اپناہاتھ اپنی گردن سے بندھاہوانہ رکھ اور نہ اسے بالکل ہی کھول دے کہ پھر ملامت کیاہوادرماندہ بیٹھ جائے"(الاسراء:29)

٧ اسلام عدل وانصاف کا دین ہے:

- انصاف اسلام کے اہم ترین اقدار اور اس کے محاسن میں سے ہے ۔ یہ اصل رسالت وایمان سے جڑا ہوا ہے۔اللہ تعالی کا فرمان ہے:﴿وَقُلْ آمَنْتُ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ كِتَابٍ وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ﴾" اور کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی کتابیں نازل فرمائی ہیں میرا ان پر ایمان ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تم میں انصاف کرتا

رہوں۔"(شوریٰ :15)

◄ اسلام میں عدل صاحبان حق کو حق دینے، لوگوں کو ظلم سے روکنے اور ظلم کے مقابلہ پر استوار ہوتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا﴾ " اللہ تعالیٰ تمہیں تاکیدی حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں انہیں پہنچاؤ! اور جب لوگوں کا فیصلہ کرو تو عدل وانصاف سے فیصلہ کرو! یقیناً وہ بہتر چیز ہے جس کی نصیحت تمہیں اللہ تعالیٰ کر رہا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ سنتا ہے، دیکھتا ہے"(النساء:58)

٨ اسلام دینِ رحمت ہے:

◄ اسلام کا پیغام سارے عالم کے لیے رحمت ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ﴾ " اور ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر ہی بھیجا ہے"(الانبیاء:107)

◄ اسلام کی رحمت اس کے عقیدے میں ظاہر ہوتی ہے وہ اس طرح کہ اسلام نے انسان پر رحم فرمایا کہ وہ دوسری مخلوقات کے سامنے جھکے اور ان کی غلامی میں رہے۔

◄ یہ رحمت اسلام کے ان احکامات میں ظاہر ہوتی ہے جن سے لوگوں کی جان، مال اور ان کے بقیہ حقوق کی حفاظت ہے بلکہ اسلام نے روئے زمین پر موجود انسان اور تمام حیوانات پر رحم کرنے کا حکم دیا۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمْ الرَّحْمَنُ ارْحَمُوا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ " رحم کرنے والوں پر اللہ رحم فرمائے گا۔ زمین پر رہنے والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا"(ابوداؤد 4941، ترمذی 1924) اور رحم نہ کرنے والے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعید سنائی، فرمایا: مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ " جو رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جائے گا"(بخاری

5997، مسلم 2318)

◄ اسلام کی رحمت کمزوروں، مسکینوں اور معذوروں کے ساتھ رحم کرنے، ان کے ساتھ بھلائی کرنے، بوڑھوں کی توقیر، بچوں پر شفقت اور جانوروں کے ساتھ نرمی برتنے کے حکم میں بھی ظاہر ہوتی ہے۔

٩ اسلام احسان وبھلائی کا دین ہے:

◄ اسلام میں احسان وبھلائی کرنے کے متعدد میدان ہیں اور وہ تمام کے تمام اسلام کے فضل اور اس کے حسن احکامات پر دال ہیں۔

◄ احسان اس بات کو شامل ہے کہ اعمال اچھی طرح انجام دیے جائیں اور انہیں بہترین شکل میں پیش کیا جائے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: إِنَّ اللهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ" اللہ نے ہر ایک چیز پر احسان وبھلائی کو ضروری قرار دیا ہے" (مسلم 1955) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إن الله تبارك وتعالى يحب إذا عمل أحدكم عملا أن يتقنه" اللہ تعالی یہ پسند کرتا ہے کہ جب تم میں سے کوئی کسی عمل کو انجام دے تو بہتر طریقے سے انجام دے (معجم کبیر از: طبرانی 24/ 306)

◄ احسان اس کو بھی شامل ہے کہ لوگوں کے لیے خیر وبھلائی پیش کی جائے اور ان سے اس سے بہتر طریقے سے معاملہ کیا جائے جس طریقے سے وہ معاملہ کرتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالی کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾" اللہ تعالیٰ عدل کا، بھلائی کا اور قرابت داروں کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی کے کاموں، ناشائستہ حرکتوں اور ظلم وزیادتی سے روکتا ہے، وہ خود تمھیں نصیحتیں کر رہا ہے کہ تم نصیحت حاصل کرو" (النحل: 90)

- احسان کی شکلوں میں سے یہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ معاملات میں اسلام نے نرمی اور بردباری کا حکم دیا ہے اور خرید وفروخت اور تقاضہ کرنے کے معاملے میں نرمی سے کام لینے کو کہا ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: رَحِمَ اللهُ رَجُلًا سَمْحًا إِذَا بَاعَ وَإِذَا اشْتَرَى وَإِذَا اقْتَضَى " اللہ تعالی اس آدمی پر رحم کرے جو بیچتے وقت، خریدتے وقت اور تقاضہ کرتے وقت نرمی اپنائے "(بخاری: 2076)

- احسان کی شکلوں میں سے یہ ہے کہ تنگ دست قرض دار کو مہلت دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: كَانَ تَاجِرٌ يُدَايِنُ النَّاسَ فَإِذَا رَأَى مُعْسِرًا قَالَ لِفِتْيَانِهِ تَجَاوَزُوا عَنْهُ لَعَلَّ اللهَ أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا فَتَجَاوَزَ اللهُ عَنْهُ "ایک تاجر لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا۔ جب وہ کسی تنگ دست قرض دار کو دیکھتا تو اپنے بچوں سے کہتا: اس سے درگزر کرو، ہو سکے کہ اللہ ہم سے بھی درگزر کرے تو اللہ نے اس سے درگزر کیا" (بخاری 2078، مسلم 1562)

- احسان کی سب سے بہترین شکلوں میں سے یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالی کی ایسی خشیت اپنائے جو اسے کسی بھی شر اور زمین میں فساد پھیلانے سے روکے۔

مشق (١) میں نتیجہ نکالوں گا:

◄ اسلام میں اعتدال و توازن کے بہت سے میدان ہیں۔ آپ مندرجہ ذیل نصوص پر غور کر کے ان سے واقف ہو سکتے ہیں اور یہ نصوص جن باتوں پر دلالت کرتے ہیں انہیں آپ اپنے ساتھیوں کے تعاون سے نکال سکتے ہیں۔

نصوص	جن پر دلالت کرتے ہیں
﴿يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ﴾ "اے اولادِ آدم! تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو۔ اور خوب کھاؤ اور پیو اور حد سے مت نکلو۔ بے شک اللہ حد سے نکل جانے والوں کو پسند نہیں کرتا" (الاعراف: 31)	
﴿وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ﴾ "اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کر، اور اپنی آواز پست کر (لقمان: 19)	
﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا﴾ "نہ تو تو اپنی نماز بہت بلند آواز سے پڑھ اور نہ بالکل پوشیدہ بلکہ اس کے درمیان کا راستہ تلاش کر لے" (الاسراء: 110)	
اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ "تم لوگ دین میں غلو کرنے سے بچو" (احمد 1851، نسائی 3057)	

مشق (١) میں تعاون کرونگا اور اپنے الفاظ میں بیان کرونگا:

- اسلام میں عدل ظلم کو روکنے کو بھی شامل ہے ہر چند کہ ظالم قاضی یا اس کا باپ ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَى أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ﴾ "اے ایمان والو! عدل وانصاف پر مضبوطی سے جم جانے والے اور خوشنودی مولی کے لئے سچی گواہی دینے والے بن جاؤ، گووہ خود تمہارے اپنے خلاف ہو یا اپنے ماں باپ کے یا رشتہ دار عزیزوں کے" (النساء:135)

- اور اسلام میں عدل حقدار کو حق دینے اور مظلوم کے ساتھ انصاف کرنے کو شامل ہے اگر چہ ہم اسے ناپسند کررہے ہوں۔ اللہ تبارک وتعالی کا فرمان ہے: ﴿وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى﴾ "کسی قوم کی عداوت تمہیں خلاف عدل پر آمادہ نہ کردے، عدل کیا کرو جو پرہیز گاری کے زیادہ قریب ہے" (المائدہ:8)

ان کے پیش نظر:

١. اسلام عدل وانصاف کا دین ہے اس پر آپ جو فخر محسوس کرتے ہیں, اسے پانچ سطروں میں بیان کریں۔
٢. اپنے ساتھی کے تعاون سے معاشرہ پر اسلام کے عدل کے مظاہر کے عملی نفاذ کا اثر بیان کریں۔

سوال (۱): صحیح عبارت کے سامنے صحیح ✓ کا نشان اور غلط عبارت کے سامنے غلط ✗ کا نشان لگائیں۔

① اعتدال کا تعلق کھانے، پہننے اور خرچ کرنے والی چیزوں سے ہے۔
② رحمت کا تعلق مسلمانوں کا مسلمانوں کے ساتھ معاملات میں خاص ہے۔
③ لوگوں کے درمیان عدل قائم کرنا ایمان کے ساتھ مربوط ہے۔
④ رحم کرنے والوں پر قیامت کے دن اللہ رحم کرے گا۔
⑤ کام کو اچھی طرح انجام دینا اور بھلائی کرنا احسان میں سے ہے۔
⑥ لوگوں کے بیچ عدل کی تنفیذ حکام اور قاضیوں کے ساتھ خاص ہے۔
⑦ دین کے معاملے میں تشدد ایمان کے زیادہ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

سوال (۲): مندرجہ ذیل جملوں پر تبصرہ کریں:

① اسلام کا عدل کی طرف دعوت دینا مسلم معاشرے کی ترقی میں کردار ادا کرتا ہے۔
② رحمت یہ بھی ہے کہ لوگوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی جائے۔
③ مسلمانوں اور غیر مسلموں، تمام کے ساتھ انصاف واجب ہے

سوال (۳): مندرجہ ذیل میں سے ہر ایک کی دلیل لکھیں:

① عدل واحسان کا حکم
② رحمت چھوڑنے کی ممانعت
③ دنیا و آخرت کے اعمال میں توازن

سوال (۴): مندرجہ ذیل دونوں سوالوں کے جواب دیں:

① اسلام میں توازن اور اعتدال کے تین مظاہر کی وضاحت کیجیے

② مسلمان اپنے روزانہ کی زندگی میں احسان کو کیسے نافذ کرے گا۔